اَلنَّحْوُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ : ”تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ کَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَ الْفَرَائِضَ.“ (البیان و التبیان : ۱۷۱/۲)

تصحیح وتنقیح واِضافہ شدہ

نحومیر اردو

مع ضروری ومفید اضافات

ومع مشقیہ سوالات ماخوذ از تسہیل النحو (یعنی نحو میر مع طریقۂ تعلیم)

مؤلفہ: حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

جس میں نحو میر کی ہر فصل کے ساتھ ایسے سوالات لکھ دیے گئے ہیں کہ اگر طلبہ کو اُن کی مشق کرائی جائے تو صرف اِسی کتاب کے پڑھنے سے نحو کے مسائل بسہولت از بر ہو کر مبتدی میں عربی عبارت سمجھنے کی صلاحیت ان شاء اللہ تعالیٰ پیدا ہو جائے گی۔

مرتب

ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

(استاذ: دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

تفصیلات

نام کتاب : .... نحو میر اردو (تیسرا نیا ایڈیشن مع ضروری اصلاحات)

مرتب : .... ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

(استاذ: دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات)

زیرِ اہتمام: .... حضرت مولانا محمد ایوب صاحب فلاحی ساکن پانولی

(استاذ وصدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، بھروچ، گجرات)

کمپیوٹر کتابت : .... رشید احمد آچھودی (فون: 09428689113)

طبعِ اوّل: .... ۱۴۳۴ھ مطابق: ۲۰۱۳ء

طبعِ دوم : .... ۱۴۳۵ھ مطابق : ۲۰۱۴ء

طبعِ سوم : .... ۱۴۳۹ھ مطابق: ۲۰۱۸ء

ناشر : .... مکتبہ یوسفیہ، دیوبند

ملنے کے پتے

(۱) ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی.................. 09879246385

(۲) مکتبہ محمدیہ، مفتی سلیمان صاحب شاہوی.................. 07485947749

دیوبند کے تمام کتب خانوں میں بھی دست یاب ہے۔

فہرس

عناوین **صفحہ**

پہلا باب حروفِ عاملہ کے بیان میں

دوسرا باب افعال کے عمل کے بیان میں

تیسرا باب: اسماءِ عاملہ کے عمل کے بیان میں

خاتمہ: فوائدِ ضروریہ کے بیان میں

بحثِ مستثنیٰ

☆......☆......☆

انتساب

احقر اپنی اِس حقیر کاوِش کو مادرِ علمی ’’دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، ضلع سورت، گجرات‘‘ کے نام منسوب کرتے ہوئے فرحت ومسرّت اور تشکّر وامتنان کے بے پناہ جذبات اپنے دل میں موجزن پا رہا ہے؛ جس کی مردم ساز، عطر بیز اور روح پرور فضاؤں نے اِس قابل بنایا۔ **فللّٰہ الحمد والمنة أولا و آخرا.**

فجزیٰ اللّٰہ عنی بانیها و ناظمیها و جمیع أساتذتی الکرام خیر الجزاء...... آمین یا رب العالمین.

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

۱۵/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ

☆......☆......☆

عرضِ ناشر

ہمارے مخلص دوست مولانا قاری ناظر حسین صاحب فلاحی زید مجدہم معروف ادارہ، دارالعلوم فلاحِ دارین (ترکیسر) کے باوقار اساتذہ میں سے ہیں، پچھلے کئی سالوں سے مسلسل نحو، صرف اور بلاغت وغیرہ کی کتابیں اُن کے زیرِ تدریس ہیں، تدریسی میدان میں یکسوئی، انہماک اور سالہا سال کی جہدِ مسلسل کی بنا پر آپ کا شمار کہنہ مشق، پختہ کار اور فن پر حاوی اساتذہ میں ہوتا ہے، مزید براں بچوں کی ذہنی سطح کی رعایت کے ساتھ مضامینِ فن کو اُن کے دل ودماغ میں مرتسم کردینے کا ملکہ اور ذوق بھی مبدأِ فیض سے آپ کو بحظِ وافر عطا ہوا ہے، جو ایک کامیاب مدرّس کے لیے ناگزیر ہے، چنانچہ علمِ نحو پر آپ کی یہ کاوِش خود آپ کے اِس ذوق کی آئینہ دار ہے۔

فنِ نحو کی مشہور کتاب ''نحو میر'' برسہا برس تک مولانا کے زیرِ تدریس رہی، موصوف نے مضامینِ کتاب کی تسہیل کی غرض سے بزبانِ اُردو ایک کاپی مرتب کی تھی، جس میں قواعدِ نحو کو نہایت سہل وشستہ پیرایہ میں ضروری امثلہ اور وقیع اضافوں کے ساتھ جمع کردیا تھا، راقمِ سطور کو بھی بحمدہ تعالیٰ ایک طویل عرصہ سے نحو وصرف پڑھانے کی سعادت حاصل ہورہی ہے، چنانچہ جب اِس کاپی پر نگاہ پڑی تو بتوفیق الٰہی دل میں یہ داعیہ موجزن ہوا کہ اِس قیمتی علمی سرمایہ کو اگر زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے منظرِ عام پر لایا جائے تو مدارسِ عربیہ کے مبتدی طلبہ کے لیے ''نحو میر'' جیسی بنیادی کتاب کے حل میں یہ نہایت ہی معین ثابت ہوسکتا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ برسوں کے کامیاب تجربہ اور تراش خراش سے گزرتے رہنے کے باعث اُس کی اِفادیت کو مسلّم کہا جاسکتا ہے؛ بنابریں ہمارے تدریسی حلقوں سے اُمید کی جاتی ہے

کہ وہ مولانا موصوف کی اِس مخلصانہ وگراں مایہ کاوِش کو -جو اب کتابی شکل میں اُن کے ہاتھوں میں ہے- تحسین وقبول کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اُس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اخیر میں دعا ہے کہ باری تعالیٰ اِس کتاب کے ذریعہ طالبانِ علوم کو فائدہ پہنچائے اور ہمارے ایک مخلص دوست نے اپنے جن مرحومین کے ایصالِ ثواب کی خاطر اِس کی طباعت کے مصارف برداشت کیے باری تعالیٰ اس کا ثواب اُن مرحومین کو پہنچادے۔آمین یارب العالمین۔

محمد ایوب فلاحی ساکن: پانولی
(استاذ وصدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، گجرات)

پیش لفظ از مرتب

الحمد للّٰہ رب العالمین، والعاقبة للمتقین، والصَّلوٰة والسلام علی سید المرسلین، محمد بن عبداللّٰہ الأمین، و علیٰ آلہ الطیبین وَ أَصحابہ الطاھرین، و من تبعھم بإحسان إلیٰ یوم الدین. أما بعد.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے انتہا فضل وکرم ہوا کہ اُس نے ہمیں تعلیم وتعلم کے بابرکت سلسلے سے منسلک فرمایا،حق تعالیٰ تادمِ واپسیں اِس بابرکت سلسلے سے منسلک رکھیں۔آمین۔

۱۴۱۴ھ کے اواخر اور ۱۹۹۴ء کے وسط کا زمانہ تھا، جب احقر کو مادرِ علمی (دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات) میں اپنے مشفق اساتذۂ کرام دامت برکاتہم کے زیر سایہ تدریس کی سعادت حاصل ہوئی، دورانِ تدریس ابتدائی عربی درجات کی کتابوں میں ''نحو میر'' جیسی بابرکت اور بافیض کتاب پڑھانے کا بھی موقع ملا، جوالحمدللہ تادمِ تحریر جاری ہے،حضرات اہل علم پر ''نحو میر'' کی اہمیت وافادیت مخفی نہیں،اگر یہ کہا جائے کہ عربی نحو کے لیے ''نحو میر'' ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہےتو بے جا نہ ہوگا۔

دورانِ تدریس احقر کو اِس بات کا احساس ہوا کہ ''نحو میر'' میں بعض مقامات پر مبتدی طلبہ کے لیے تعریفات اور مزید احکام کی ضرورت ہے،جس کی وجہ سے احقر نے اپنی اوراپنے طلبۂ کرام کی سہولت کے لیے حواشیٔ نحو میر (فارسی)، کتاب النحو، امدادالنحو، ہدایۃ النحو اور بعد میں تدریس النحو، جامع الدروس اور النحو الوافی سے کچھ کچھ تعریفات اورضروری احکام پر مشتمل ایک یادداشت (بہ شکلِ کاپی) تیار کی،جس سے احقر کو نحو میر کی تدریس وتفہیم میں

کافی سہولت ہوگئی، شروع کے کچھ سالوں میں یہ طریقہ رہا کہ نحومیر کی جس مقدار کا سبق پڑھانا مقصود ہوتا؛ اولاً کاپی سے اتنا حصہ املاء کرادیا جاتا، اور پھر نحومیر کی عبارت پڑھا کر اُس کا ترجمہ کرا کر اُس کی تفہیم کی جاتی، پھر طلبہ کو اِسی املاء شدہ کاپی یاد کرنے کا مکلّف کیا جاتا، جس کی وجہ سے طلبہ کے لیے نحومیر کے قواعد کو یاد رکھنا اور سمجھنا آسان ہوگیا۔ **فللّٰہ الحمد علی ذالک.**

بعد میں یہ کاپی بعض مخلصین نے کمپوژ کرادی، جسے طلبہ اپنے طور پر ژیروکس کرا لیتے اور اُس سے استفادہ کرتے، اور ساتھ ہی ساتھ ایک مستقل گھنٹی میں قرآنِ کریم، قصص النبیین اور دیگر کتبِ ادب سے اجراءِ قواعد اور اُن کی ترکیب کا سلسلہ بھی جاری رہتا، بعد میں دارالعلوم فلاحِ دارین کے کتب خانہ سے ایک کتاب تسہیل النحو (یعنی نحومیر مع طریقۂ تعلیم) مصنفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دستیاب ہوئی، جس میں نحومیر کی ایک مناسب مقدار کے بعد اُس سے متعلق ایک تمرین مشقیہ سوالات پر مشتمل موجود تھی، جس سے اجراءِ قواعد اور ترکیب میں کافی مدد ملی۔

پھر ایک موقع پر حضرت مولانا محمد سلمان صاحب گنگوہی دامت برکاتہم (مدرس: اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ) سے نحومیر کے طریق تدریس کے سلسلے میں گفتگو ہوئی، اثناءِ گفتگو احقر نے کتاب تسہیل النحو مصنفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی کا ذکر کیا؛ تو اُنہوں نے اُس کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا، احقر نے اُن کو اس کی ایک ژیروکس کاپی پہنچائی، جس کو اُنہوں نے بہت ہی پسند فرمایا اور مبتدی طلبہ کے لیے مفید قرار دیا، چنانچہ بعد میں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب گنگوہی اور مولانا محمد ادریس صاحب (ساکن جیتالی) دامت برکاتہما کی کوشش سے وہ کتاب مکتبہ فیضِ محمود گنگوہ سے چھپ بھی چکی ہے۔

اس کتاب کی اِفادیت کے لیے اتنا جان لینا کافی ہوگا کہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کتاب کو معقول معاوضہ دے کر ایک مقام سے حاصل کیا اور پھر اپنے زیرِ انتظام اُس کو شائع بھی فرمایا، جیسا کہ اِس کتاب کے شروع میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا لکھا ہوا پیش لفظ بہ عنوان ''التماسِ ناشر'' دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے، تبرکاً اِس کتاب کے شروع میں ہم اُس پیش لفظ کو بھی نقل کر رہے ہیں؛ تاکہ تسہیل النحو کی اِفادیت و اہمیت کا کچھ اندازہ ہو سکے، نیز تسہیل النحو کے شروع میں موجود حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی کا مقدمہ بھی بعینہٖ نقل کر رہے ہیں؛ جو نحو میر کی تدریس سے متعلق ضروری ہدایات پر مشتمل ہے۔

چوں کہ پیشِ نظر کتاب مستقل کوئی تصنیف و تالیف نہیں ہے؛ بلکہ کہنا چاہیے کہ کچھ اہم اِضافوں کے ساتھ نحو میر کا اردو ایڈیشن ہے؛ اِس لیے ہم نے اُس کا نام ''نحو میر اردو'' تجویز کیا ہے؛ تاکہ اسم مسمی پر اور عنوان مُعنون پر دلالت کرے؛ البتہ ہم نے نحو میر کی اِفادیت بڑھانے کے لیے اور مشق و تمرین کی سہولت بہم پہنچانے کے لیے اس کے متعلقہ ایک معتد بہ حصہ کے بعد تسہیل النحو کے مشقیہ سوالات جوں کے توں بلا کمی بیشی کے نقل کیے ہیں، اِس سے ہماری غرض یہ بھی ہے کہ دو بابرکت اصلوں (نحو میر اور تسہیل النحو) کی برکت سے ہماری یہ کاوش بھی عنداللہ مقبول ہو جائے، اور ہمارے لیے اور ہمارے اساتذۂ کرام اور جملہ محسنین کے لیے ذخیرۂ آخرت اور وسیلۂ نجات ہو۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز.**

اِس موقع پر احقر حضرت مولانا محمد ایوب صاحب ساکن پانولی (استاذ و صدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، بھروچ، گجرات) اور برادرِ محترم حضرت مولانا یحییٰ صاحب ساکن ڈونگری (استاذ دار العلوم فلاحِ دارین، ترکیسر) دامت برکاتہما کا بصمیمِ قلب شکر گزار

ہے اِن ہی دو حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کی برکت سے ایک گمنام شخص کی ناقص کاوِش منظرِ عام پر آرہی ہے، جس کی من جانب اللہ صورت یہ ہوئی کہ حضرت مولانا یحیٰی صاحب زید مجدہٗ نے حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم سے اِس یادداشت کا ذکر کیا، حضرت مولانا نے ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور احقر کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اُس کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کے لیے اِجازت طلب فرمائی، جس پر احقر نے بصد شرمندگی معذرت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''یہ کاوِش ہرگز اِس قابل نہیں''؛ لیکن حضرت مولانا کا اصرار رہا، جس کو احقر نے فضلِ خداوندی سمجھتے ہوئے قبول کیا، حق تعالیٰ اِن دونوں ہی حضرات کو اپنے شایانِ شان دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

احقر اِس موقع پر اپنے پیر و مرشد برکۃ العصر حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا بہ صمیمِ قلب شکر گزار ہے کہ حضرت والا نے ازراہِ ذرّہ نوازی ''نحو میر اردو'' کے مسوّدہ کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے دعائیہ کلمات سے سرفراز فرمایا، حق تعالیٰ ان دعاؤں کو احقر کے حق میں قبول فرمائیں اور حضرت والا کو اپنے شایانِ شان جزاءِ خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

نیز احقر اپنے محسن و مربی، مفکرِ گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتھم العالیہ کے لیے بھی سراپا شکر ہے کہ حضرتِ والا نے بنظرِ غائر مسوّدہ ملاحظہ فرما کر اپنے بیش قیمت مشورہ جات سے نوازا اور کتاب پر اپنی قیمتی تقریظ ارقام فرما کر کتاب کی قیمت کو اضعافاً مضاعفہ کردیا، **فجزاهم الله أحسن الجزاء.**

نیز احقر اپنے مشفق و مکرّم استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی

دامت برکاتہم (استاذِ حدیث وتفسیر، دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر) کا ممنونِ کرم ہے کہ آپ نے مسوّدہ از اوّل تا آخر ملاحظہ فرمایا، کئی ضروری اور مناسب اصلاحات فرمائیں، کئی فوائد کے اضافہ کا مشورہ دیا، اور تقریظ لکھ کر کتاب کی قیمت کو دو چند کر دیا۔ **فجزاهم اللّٰه أحسن الجزاء.**

حضرات معلّمینِ کرام اور باذوق طلبۂ عظام سے درخواست ہے کہ اِس رسالے میں کوئی قابلِ اصلاح وترمیم یا قابلِ حذف واضافہ بات نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں؛ تاکہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے اور اُس کو مفید سے مفید تر بنایا جاسکے، ہم آپ کے مشورہ جات کے لیے چشم براہ ہیں۔

اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اِس معمولی کاوِش کو قبول فرمائیں، اور احقر کے لیے اور اُس کے والدین ماجدین، اساتذۂ کرام اور جملہ محسنین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ آمین یا رب العالمین **بجاه سيد المرسلين صلى اللّٰه عليه و على آلهٖ وأصحابهٖ أجمعين.**

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

مدرّس دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت گجرات

Mob : 9879246385

۱۵/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ

مطابق: ۳۰/نومبر/۲۰۱۲ء

☆......☆......☆

دعائیہ کلمات

از

برکۃ العصر، مفسرِ قرآن حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

(خلیفۂ اجل حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

باسمہ تعالیٰ

عزیزم مخلصم مولانا ناظر حسین صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج الحمد للہ بعد نمازِ جمعہ ''نحو میر اُردو'' لے کر بیٹھا؛ تو پوری کتاب کی ورق گردانی کر ڈالی اور ہر ہی صفحہ کو سرسری نگاہ سے دیکھا، ماشاء اللہ نحو میر تو پڑھی ہوئی ہے ہی، مضامین سمجھ میں آتے گئے، اُس کے ساتھ ہی اُس کے مشقی سوالات پر بھی نظر ڈالی؛ جو بہت ہی مفید معلوم ہوئے، یقیناً اِس طرح مشق کے ساتھ نحو میر کا پڑھانا بچوں کے لیے آسان اور سودمند ثابت ہوگا۔

چنانچہ ہمارے اُستاذ حضرت مولانا عبدالغفار صاحب سنبھلیؒ جو دارالعلوم مؤ میں دورۂ حدیث کے مدرّس تھے وہ نحو میر کے طلبہ سے لے کر دورہ کے طلبہ تک کو جمع کر کے کسی عبارت کو لے کر اُس کے ہر ہر کلمہ کے متعلق نحو کے مسائل دریافت فرماتے تھے، جس کو علماء پسند فرماتے تھے، خیر! آپ نے جو نحو میر کی تسہیل وتوضیح کی وہ نہایت مبارک خدمت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید خدماتِ علمیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

محمد قمر الزماں الہ آبادی

۱۷/ ذوالحجہ/۱۴۳۳ھ

تقریظ

از

مفکّرِ گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم العالیہ

(رئیس الجامعہ دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

الحمد للّٰہ الذی رفع السماء بغیر عماد، و خفض الأرض و قدّر فیھا أقواتھا لنفع العباد، و ثبّتھا بنصب الرواسی والأوتاد، و جزم بوحدانیتہ أھل البغي والإلحاد، والصلوٰۃ والسلام علی أفصح من نطق بالضاد، سیدنا محمد ن المخصوص بالشفاعۃ العظمیٰ یوم المعاد، و علی اٰلہ الطیبین الطاھرین و أصحابہ الذین بذلوا مھجھم لنصر الحق من غیر شک و ترداد. (من کتاب : "الکواکب الدریۃ")

أما بعد !

علامہ ابن خلدونؒ نے اپنے مشہور مقدمے میں فرمایا ہے: "**الفصل الخامس و الأربعون فی علوم اللسان العربی، أرکانہ أربعۃ، و ھی اللغۃ و النحو و البیان و الأدب**" عربی زبان کے چار ارکان ہیں، لغت، نحو، بیان اورادب، اِن چاروں میں لغت اور نحو بہت ہی اہم ہیں، نحو کے بغیر عبارت کا صحیح تلفظ تقریباً ناممکن ہے۔

قرآنِ مجید اور احادیث رسول ﷺ کے معنیٰ اور مفہوم کو سمجھنے کے لیے نحو نہایت ضروری ہے، بہت سی آیات میں اعراب کے معمولی تغیر سے معنیٰ میں زبردست تبدیلی ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے جملے ایسے ہیں جن میں اعراب کی تبدیلی سے بہت فرق پڑ جاتا ہے، مثلاً ایک شخص کہتا ہے: "أَنَا قَاتِلٌ حَیَّۃً" اور دوسرا کہتا ہے: "أَنَا

قَـاتِـلُ حَیَّةٍ'' اِن دونوں جملوں میں بہت فرق ہے، پہلے جملے کے معنیٰ ہوں گے: ''میں سانپ کو ماروں گا'' دوسرے جملے کا مطلب ہوگا کہ ''میں نے سانپ کو مار دیا'' علمِ نحو کے بغیر اِس کا فرق نہیں سمجھا جا سکتا۔

برِ صغیر کے مدارس میں عربی کے مبتدی طلبہ کو جو کتابیں فنِ نحو سکھانے کے لیے پڑھائی جاتی ہیں اُن میں نحو میر بہت مشہور اور متداول ہے، نحو میر کے بعد ہی ہدایت النحو اور قطر الندیٰ یا کافیہ کا درجہ ہے۔

نحو میر کے فاضل مصنف سید شریف جرجانی رحمہ اللہ زبردست عالم اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، اُن کے اخلاص وتقویٰ کے سبب اُن کے چار متون درس میں داخل ہیں، اُن میں نحو میر بھی شامل ہے۔

مصنف علامؒ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے:

بداں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی را بعد از حفظِ مفرداتِ لغت و معرفتِ اشتقاق و ضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیبِ عربی راہ نماید و بزودی در معرفتِ اعراب و بنا و سوادِ خواندن توانائی دہد، بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ۔	آپ جان لیں، اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو علمِ نحو کے لیے لکھا گیا ہے، جو مبتدی طالبِ علم کو مفرداتِ لغت یاد کرانے اور مشتقات کی پہچان اور علمِ صرف کی اہم باتیں یاد کرانے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کے طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور صحیح عبارت پڑھنے کی طاقت اور صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہوگا۔

ہمیں تعجب ہے کہ مصنف علامؒ کی اتنی واضح ہدایت کے باوجود ہم لوگ طلبہ کو مفرداتِ لغت یاد کرائے بغیر نحو میر شروع کرا دیتے ہیں، دنیا میں ہر زبان کے سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زبان سکھائی جاتی ہے اور پھر قواعدِ نحو یا گرامر کی اس پر تطبیق ہوتی ہے، اس طریقے کو ترک کرنے کے سبب ہمارے طلبہ خشک قواعد رٹ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نحو کا صحیح ادراک نہیں کر پاتے اور تطبیق میں غلطی کرتے ہیں۔

اسی غلطی کا احساس کر کے بعض جدید مصنفین نے نحو کی جو کتابیں مرتب فرمائی ہیں اُن میں پہلے مثالیں پھر قاعدے کی تفہیم اور پھر مختصر قاعدہ اور اُس کے بعد تمرینات کا سلسلہ ہوتا ہے، اور یہ جدید کتابیں مبتدی طلبہ کے لیے مفید ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''نحو میر اردو'' اسی لیے ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ کو نحو کے قواعد کے ساتھ مثالیں بتائی جائیں اور مشق بھی کرائی جائے تاکہ قاعدہ ذہن میں راسخ ہو جائے اور عبارت خوانی یا گفتگو میں غلطی سے بچا جا سکے، اِس رسالہ کے مرتب مولانا قاری ناظر حسین فلاحی ہتھوڑوی سلمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اِس فن کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے، اور پچھلے کئی سالوں سے نحو کی کتابیں بہت توجہ اور محنت سے پڑھا رہے ہیں، اُنہوں نے اپنے تعلیمی تجربے کے پیشِ نظر یہ رسالہ مرتّب فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اُن کی محنت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور طلبۂ عزیز کو استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

ایک بات قابلِ توجہ یہ ہے کہ کتاب چاہے جتنی آسان ہو مگر طالبِ علم اگر محنت نہ کرے اور مشق و تمرین کے لیے وقت فارغ نہ کرے تو وہ خاطر خواہ نفع نہیں اٹھا سکتا، کسی عربی شاعر نے سچ کہا ہے:

و قل من جدّ فی أمر یحاوله و استشعر الصبر إلّا فاز بالظفر

کم حاجة بمکان النجم قرّبها طول التردد فی الروحات و البکر

اللہ رب العزت مرتب مدّ ظلہٗ اور اُن کے جملہ معاونین کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اُن کو اس طرح کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللّهم وفّقنا لما تحب و ترضی، واجعل آخرتنا خیرا من الأولیٰ، آمین یا رب العالمین.

احقر عبداللہ غفرلہٗ
۱۳/ ذوالحجۃ الحرام/۱۴۳۳ھ
۳۰/ اکتوبر/۲۰۱۲ء

اظہارِ پسندیدگی

از

استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الكريم. أما بعد.

پیشِ نظر تالیفِ جدید ولطیف کے مؤلف جناب قاری ناظر حسین صاحب زید مجدہٗ ہمارے مدرسہ فلاحِ دارین، ترکیسر کے ایک کہنہ مشق مدرّس ہیں، ماشاءاللہ! اسم بامسمّٰی ہیں، حسن صورت وسیرت کے ساتھ ساتھ نظر وفکر بھی عمدہ رکھتے ہیں، یکسوئی طبیعت میں فطری باقی ہے، اپنے کام میں دھیان ودُھن سے لگے رہتے ہیں، ابتداءِ تدریس ہی سے صرف ونحو کی کتب آپ کے زیرِ درس رہیں، جن کو محنت سے پڑھاتے رہے، پھر اِن ہی درسی کتابوں پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے مطولات سے بھی اِس دوران استفادہ کرتے رہے، اور ''جوئندہ یابندہ'' کے اصول پر حاصل شدہ جواہر پاروں کو جمع کر کے لٹاتے رہے، اِسی مسلسل جد وجہد کے نتیجہ میں موصوف کو مشکل مسائل اور مشکل تراکیب کا آسان حل پیش کرنے کا ملکہ حاصل ہو گیا، جس کی وجہ سے طلبہ بہت جلد اور مختصر وقت میں تراکیب آشنا ہو جاتے ہیں۔ **اللّٰھم زد فزد.**

جی چاہتا تھا کہ قاری صاحب موصوف اپنے اِن تدریسی تجربات کو تحریر میں لے آئیں تو نفع اُس کا عام ہو جائے؛ مگر اپنی متواضعانہ طبیعت کی وجہ سے اپنی کاوِش تحریر میں لانے کے قابل نہیں سمجھ رہے تھے۔

بالآخر مولانا محمد ایوب صاحب مدّ ظلہٗ (صدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

اوراُن کے برادرِ نسبتی جناب مولانا یحیٰ صاحب کے ایماء واصرار پر تیار ہوگئے۔

اِن حضرات کی قدردانی کی بات ہے کہ اِس مضمون کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اُس کی کمپوزنگ وطباعت وغیرہ سارے کٹھن مراحل سے قاری صاحب کوسبک دوش کردیا،جس پر یہ لوگ ہم سبھی کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ **فجزاهم الله خيرا.**

میں نے خودبھی اِس مجموعے کوجلدی میں سہی؛لیکن مکمّل دیکھا،اور کہیں کوئی بات سمجھ میں آئی تو مشورۃً عرض کردی،جس کوقاری صاحب نے خوش دلی سے قبول فرمایا،امید کرتا ہوں کہ یہ مجموعہ طلبہ کے لیے نافع ہوگا۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

قاری صاحب موصوف کے اِصرار پر یہ چندسطورلکھ دی ہیں،دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اِس تالیف کوقبولیت ومقبولیت سے سرفراز فرمائے،اور اِس طرح کے علمی اِفادات پیش کرتے رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

فقط

محمد یوسف ٹنکاروی

(استاذ دارالعلوم فلاحِ دارین،ترکیسر)

مؤرخہ: ۱۲/شوال المکرّم۱۴۳۳ھ

پیش لفظ متعلق بہ تسہیل النحو

از

حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

(اِس کتاب کے مشقیہ سوالات چوں کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ کی تسہیل النحو سے ماخوذ ہیں؛ اِس لیے اُن کا پیش لفظ بھی یہاں بوجہِ اِفادیت نقل کیا جارہا ہے)۔

الحمد للّٰہ رب العالمین، والعاقبة للمتقین، و الصلوٰة و السلام علیٰ رسوله محمد و آله وأصحابه أجمعین.

أما بعد...... اِس زمانے میں باوجود تحصیل تمام کتبِ درسیہ طلبہ کی استعداد اچھی نہیں ہوتی، حتیٰ کہ بعض فارغ التحصیل تو عبارت بھی صحیح نہیں پڑھتے، بیشتر اُس کا سبب صرف نحو میں محنت نہ کرنا ہے اور نیز یہ کہ جو قواعدِ صرف ونحو پڑھتے ہیں اُن کا اجراء امثلہ سے ساتھ ساتھ نہیں ہوتا، مشق کی بڑی کمی ہے، طوطے کی طرح نحو میر صرف میر یاد کرلی جاتی ہے۔

بندے نے نحو میر جو کہ کتبِ درسیہ نحو کی اول کتاب ہے اُس پر امثلۂ مشقیہ بڑھائی ہیں، اور نیز خود بھی بارہا تجربہ کیا ہے کہ قواعد کی مشق امثلہ سے کرانے میں استعداد خوب بڑھتی ہے، اور یہ امر محتاجِ دلیل بھی نہیں ہے؛ خود ظاہر ہے، حضرات اساتذۂ کرام سے التجا ہے کہ اِس نحو میر میں درس دیں اور معلمین کو چند امورِ ذیل کی ہدایت کی جاتی ہے:

(۱)......طالبِ علم کو نحو میر کے قواعد اچھی طرح ذہن نشین کرادیں، ایک بار سمجھا کر پھر طالبِ علم سے سنیں کہ کیا سمجھے ہو، اور ایک دو مثال کی ترکیب خود کرادیں۔

(۲)...... جو لغاتِ امثلۂ مشقیہ ایسے ہوں جن کو طلبہ نہ جانتے ہوں اُن کے معنٰی پہلے بتا دیں اور صیغہ ہو تو صرف مصدر کے معنی بتا دیں۔

(۳)...... اگر کوئی قاعدہ اِن مثالوں کے متعلق ایسا ہو کہ اب تک وہ سبقاً سبقاً نہیں پڑھا؛ تو اُس کو مختصر طور سے پہلے بتا دیں۔

(۴)...... ترکیب اور ترجمہ ہر مثال کا طلبہ سے ہی کراویں، بالکل مدد نہ دیں، قواعد سے جواب طلب کریں۔

(۵)...... اِن مثالوں کے علاوہ اور مثالیں اِس قدر کاغذ پر لکھوا کر ترکیب و ترجمہ کراویں جس سے اطمینانِ کلی ہو جائے کہ یہ قاعدہ طالبِ علم کی سمجھ میں آ گیا ہے۔ **فقط.**

و اللّٰہ الموفق و المعین.

راقم

محمد عبد اللہ عفی عنہٗ گنگوہی

۴/ جمادیٰ الثانیہ/ ۱۳۳۷ھ

☆......☆......☆

التماسِ ناشر

از

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

متعلق بہ تسہیل النحو، مؤلفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بہ عنوان ''التماسِ ناشر''

الحمد للّٰہ و کفیٰ، وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ.

امابعد...... آج کل علم عربی اور تمام علوم دین سے عام بے توجہی کی جو رَو چل رہی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، ادھر قویٰ کا عام انحطاط اور پھر مشاغل وافکار کی فراوانی؛ یہ سب آفات ہیں جو اس علم کے لیے سدِ راہ بن رہی ہیں؛ اِس لیے سخت ضرورت ہے کہ علوم عربیہ کی ابتدائی کتب کو اتنا سہل اور سلیس کر کے طلبہ کو پڑھایا جائے کہ اُن کا دماغ عبارتی مشکلات سے آزاد ہو کر صرف اُن کے یاد کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے؛ تاکہ وہ ابتدائی تعلیم میں مہارت پیدا کر کے علومِ مقصودہ حاصل کر سکیں۔

اِسی غرض سے حضرت حکیم الامت مجدّد الملت سیدی وسندی حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے اُس کی طرف توجہ فرمائی اور مدرسہ تھانہ بھون کے فاضل مدرّس جناب مولانا عبداللہ صاحب مرحوم گنگوہی نے حضرت کے ارشاد کے موافق یہ تسہیلات کا سلسلہ شروع کیا؛ جس کے چند نمبر تیسیر المبتدی اور تیسیر المنطق وغیرہ چھپ کر

شائع اور مقبولِ عام ہو چکے ہیں، اِسی سلسلے کی ایک کڑی یہ رِسالہ ہے؛ جو اِس وقت آپ کے سامنے ہے، مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر نحو میر کو اِسی طرح پڑھایا جائے جس طرح اِس رِسالے میں مشق کرائی گئی ہے تو صرف نحو میر پڑھ کر مبتدی طالبِ علم عربی کے متوسط جملے بولنے اور لکھنے پر بے تکلف قادر ہو جائے گا؛ لیکن یہ رِسالہ اتفاق سے مصنف مرحوم کی حیات میں طبع نہ ہو سکا تھا اور قریب تھا کہ ضائع ہو جائے؛ اُس کا مسوّدہ ایک جگہ احقر کی نظر سے گذرا؛ تو معقول معاوضہ دے کر احقر نے اُس کو وصول کیا، اور اب اُس کو شائع کر کے اُمید رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ مؤلف مرحوم کے دوسرے رسائل کی طرح اِس کو بھی قبولیتِ عامہ عطا فرمائے، اور اِس عاجز کے لیے بھی ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ **واللّٰہ المستعان فی کل مکان و زمان.**

بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

(مدرّس: دارالعلوم دیوبند)

ربیع الاول/ ۱۳۴۹ھ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ علم کے دس آداب

(۱) اخلاصِ نیت

طالبِ علم کو چاہیے کہ علم حاصل کرنے میں کوئی غلط نیت اور دنیوی غرض نہ ہو، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت درست کرنے کے لیے علم حاصل کرے۔

(۲) بُری باتوں سے اجتناب

طالبِ علم کو چاہیے کہ اپنے نفس کو رذیل عادات اور بُری صفات سے پاک کرے، جھوٹ، غیبت، بہتان، چوری، فضول گفتگو اور بُری صحبت سے خود کو ہمیشہ بچاتا رہے، اس لیے کہ علم دل کی عبادت ہے جو ایک باطنی شئے ہے، پس جس طرح نماز - جو ظاہری اعضاء کی عبادت ہے- بغیر طہارت کے درست نہیں ہوتی اسی طرح علم - جو باطنی عبادت ہے- بغیر طہارتِ باطنی کے حاصل نہیں ہوتی۔

(۳) اساتذہ کا ادب

طالبِ علم کو چاہیے کہ اساتذہ کا ادب و احترام ہر حال میں اپنے اوپر لازم سمجھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرو اور علم کے لیے متانت و وقار پیدا کرو، جس سے تعلیم حاصل کرو اُس سے خاکساری برتو۔ ایک

جگہ ارشاد فرمایا کہ : بوڑھے مسلمان، عالم، حافظِ قرآن، بادشاہِ عادل اور استاذ کی عزت کرنا تعظیمِ خداوندی میں داخل ہے۔

(۴) اساتذہ کی خدمت

طالبِ علم کو چاہیے کہ استاذ کی خدمت کو اپنے لیے فلاحِ دارین کا ذریعہ سمجھے۔ ہم نے استاذ کے آداب میں تحریر کیا ہے کہ طالبِ علم سے خدمت نہ لے، یہی اس کے لیے مناسب ہے، لیکن طالبِ علم استاذ کے کہنے کا انتظار نہ کرے، خود ہی اس کا کام کر دیا کرے اور اس میں اپنی سعادت سمجھے۔

(۵) دینی کتابوں کا احترام

طالبِ علم کے لیے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اساتذہ کی تعظیم و احترام کرے اسی طرح اس کو چاہیے کہ دینی کتابوں کی عظمت اس کے دل میں ہو، اس سلسلے میں مندرجۂ ذیل باتوں کا لحاظ رکھے۔

(۱) کسی کتاب کو بغیر طہارت کے نہ چھوئے۔ (۲) کتاب کی طرف پیر دراز نہ کرے۔ (۳) تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی کتابوں کو بقیہ فنون کی کتابوں کے اوپر رکھے۔ (۴) کتاب ادب کے ساتھ اٹھائے۔ (۵) کتاب پر کوئی چیز نہ رکھے۔

(۶) رفقاء کے ساتھ ہمدردی

طالبِ علم کو چاہیے کہ رفقاء کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے، اپنے ساتھیوں کا احترام کرے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھے، ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے، ان کی کسی بات پر نہ ہنسے، ان پر طعن و تشنیع نہ کرے، کتاب سمجھنے میں ان کی مدد کرے، اپنی طاقت کے مطابق

غریب ساتھیوں کی امداد کرے۔

(۷) علم حاصل کرنے میں محنت

طالبِ علم کو چاہیے کہ علمِ دین حاصل کرنے میں اچھی طرح محنت کرے، اپنے اوقات ضائع نہ کرے، علم حاصل کرنے میں ہرگز سستی سے کام نہ لے، بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ کرے اور یہ سوچے کہ انہوں نے کس قدر محنتیں کیں۔

محنت کے سلسلے میں تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) مطالعہ: یعنی اگلے سبق کی تیاری، اس کے بغیر کسی طرح استعداد نہیں بن سکتی، کوئی بھی اس کے بغیر ترقی نہیں کرسکا۔

(۲) سبق کی پابندی: طالبِ علم کو چاہیے کہ سبق کا کبھی ناغہ نہ کرے، اس میں علم کی ناقدری ہے جس سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے، بسا اوقات یہ ناقدری علم سے محرومی کا سبب بن جاتی ہے۔

(۳) تکرار و مذاکرہ: طالبِ علم کو چاہیے کہ سبق غور سے سنے اور اس کے بعد اس کا تکرار کرے، اس کے بغیر صلاحیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

(۸) علم کی حرص اور اس کے لیے سفر

طالبِ علم کو علم کا حریص ہونا چاہیے، اگر وطن میں تحصیلِ علم کے مواقع میسّر نہ ہوں تو اس کے لیے سفر کرے۔ پہلے زمانے میں لوگ ایک ایک حدیث اور ایک ایک مسئلہ کے لیے مہینوں کا سفر کرتے تھے اور بڑی مشقت اٹھاتے تھے۔

(۹) طلبِ علم میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنا

طالبِ علم کو چاہیے کہ علم جیسی بے بہا نعمت حاصل کرنے میں جو دشواریاں پیش

آئیں ان کو برداشت کرے اور اپنے اکابر (بزرگوں) کی زندگی کو سامنے رکھے کہ انہوں نے علمِ دین کے خاطر کیسے کیسے مصائب برداشت کئے، ہر طرح کی تنگی کے باوجود اس میں لگے رہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج ہم تک دین نہ پہنچتا۔

(۱۰) شیخِ کامل سے اصلاحی تعلق

طالبِ علم کو چاہیے کہ زمانۂ طالبِ علمی میں کسی شیخِ کامل سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لے، اور ہر کام اس سے دریافت کرنے کے بعد کرے، اور فراغت کے بعد اس کی خدمت میں رہ کر اچھی طرح اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کر لے، اس کے بعد دینی کام شروع کرے، بغیر اصلاح کے اخلاص پیدا ہونا مشکل ہے۔

(ماخوذ از: ''آداب المتعلمین'' مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ۔)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کی رعایت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور ہمیں علمِ نافع عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مصنفِ نحو میر کے حالات

آپؒ کا نام علی بن محمد بن علی ہے، آپؒ کا لقب زین الدین ہے اور کنیت ابوالحسن ہے، آپؒ ''میر سید شریف'' سے مشہور ہیں، آپؒ کو سید السند بھی کہا جاتا ہے۔ آپؒ ۲۲ یا ۲۳/شعبان ۷۴۰ھ کو جرجان میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی میں آپؒ نے علومِ عربیہ یعنی نحو، صرف، اشتقاق ولغت کی تکمیل کر لی، بلکہ صغرسنی ہی میں آپؒ نے نحو کی متعدد کتابیں لکھیں، چنانچہ ''وافیہ شرحِ کافیہ'' اسی دور کی تصنیف ہے، غالباً نحو میر اور صرف میر بھی اوائلِ عمر ہی میں لکھ ڈالی تھیں۔

آپؒ کے علمی شوق کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپؒ نے ''مطالع'' پر علامہ قطب الدین رازیؒ کی شرح کا سولہ مرتبہ مطالعہ فرمایا، لیکن طبیعت میں ابھی تشنگی باقی تھی لہٰذا خود شارحؒ سے پڑھنے کے لیے ہراۃ کی طرف چل پڑے، ہراۃ پہنچنے پر جب شارحؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپؒ کے شوقِ مطالعہ، فہم و ذکاء اور اپنی ضعیف العمری میں بے ربطی دیکھتے ہوئے معذوری ظاہر فرمائی، کہاں جوانی کے ولولے؛ اور کہاں ایک سو بیس سال کی عمر کہ اپنے شاگرد کو دیکھنے کے لیے آنکھوں پر لٹکی ہوئی بھنوؤں کو ہاتھوں سے اٹھانا پڑے۔ لیکن اس شوق کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، چنانچہ یہ فرماتے ہوئے کہ مصر میں میرا ایک شاگرد مولیٰ مبارک شاہ ہے، جو تمہیں میری کتاب اسی طرح پڑھا سکتا ہے جس طرح میں نے جوانی میں اُسے پڑھائی تھی، آپؒ کو مبارک شاہ کے نام خط دے کر روانہ فرمایا۔

میر صاحبؒ کو علم کی کشش مصر لے گئی، آپؒ نے شارحؒ کا خط پیش کیا تو مبارک

شاہ نے اُسے پڑھنے کے بعد بوسہ دیا، اور شرحِ مطالع پڑھانے کی ہامی بھر لی، لیکن ساتھ ہی شاگردِ رشید کا امتحان لینے کے لیے چند سخت قسم کی شرائط عائد کر دیں کہ تم میرے مستقل شاگرد نہیں ہو گے، بلکہ دوسرے شاگردوں کے ساتھ بیٹھ کر صرف میرا درس سن سکو گے، حتیٰ کہ تمہیں کسی قسم کا سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، شاگردِ رشید جو اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا تھا وہ بھلا ان شرائط کو ناگوار کب خیال کر سکتا تھا، اس نے بھی من وعن ان شرائط کو تسلیم کر لیا۔

اب مبارک شاہ تو بیٹھے مصر کے کسی امیر زادے کو پڑھا رہے ہیں، اور یہ غریب الدیار طالبِ علم بڑے انہماک سے خاموش بیٹھا سن رہا ہے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ایک رات مبارک شاہ اپنے مکان سے نکل کر مدرسے کے صحن میں چہل قدمی فرما رہے تھے، اور حضرت میر صاحبؒ کے کمرے سے آواز آ رہی تھی کہ فلاں مسئلے پر شارحؒ نے تو یہ لکھا ہے، استاذ نے تو یوں کہا ہے، اور میں کہتا ہوں کہ بات اس طرح ہے، طالبِ علم کمرے میں اپنے گردونواح کے ماحول سے بے خبر اپنے خیال میں مست ہر مسئلے پر بحث کر کے آخر میں اپنا فیصلہ دیتا رہا، استاذِ محترم کچھ دیر یوں ہی سنتے رہے، لیکن جب خوشی حد سے بڑھ گئی تو شدتِ طرب سے وجد میں آ گئے، اب جو طالبِ علم کے جوہر کھلے تو استاذِ محترم کا مقرب بننا بھی نصیب ہو گیا، قراءت وسوالات وغیرہ سب کی اجازت مل گئی۔

علامہ جمال الدین اقسرائیؒ جو اپنے زمانے کے مشہور طبیب تھے اور اپنے وقت کے یکتا عالم تھے، میر صاحبؒ نے جو ان کا شہرہ سنا تو آپؒ کو بھی شوق ہوا کہ قرمان جا کر شرفِ تلمذ حاصل کیا جائے، لیکن افسوس کہ قرمان پہنچ کر خوشی کے بجائے حسرت کا منہ دیکھنا پڑا کہ اقسرائیؒ وفات پا چکے تھے۔ اسی عالمِ حسرت میں مولیٰ شمس الدین محمد فناریؒ سے ملاقات ہوئی تو دونوں نے اپنی تشنگی بجھانے کے لیے علامہ اکمل الدین محمد محمود بابرتیؒ کے پاس مصر

جانے کی ٹھان لی، وہاں جا کر میر صاحبؒ نے ہدایہ کے حواشی اور باقی مذہبی علوم کی تعلیم حاصل کی۔فراغت کے بعد میر صاحبؒ نے شیراز میں تدریس شروع کردی،اور وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی،آپؒ کی وفات بھی شیراز میں ٦/ ربیع الاول ۸۱٦ھ میں بعمر ٦ ۷سال ہوئی۔

میر صاحبؒ نے پچاس سے زائد کتابیں تصنیف کیں،ان میں مشہور یہ ہیں: صرفِ میر،نحو میر، میر قطبی،شرحِ مواقف، شرحِ ایساغوجی ،صغریٰ، کبریٰ ، حاشیۂ بیضاوی،شریفیہ، حاشیۂ ہدایہ۔

آپؒ کی مقبولیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ آپؒ کی پانچ کتابیں داخلِ نصاب ہیں، یعنی صرف میر،نحو میر،صغریٰ، کبریٰ اور میر قطبی۔

☆......☆......☆

مقدمۃ العلم

(۱) علم نحو: وہ علم ہے جس کے ذریعہ اسم، فعل اور حرف کے آخر کے حالات معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے جانے جائیں اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

(۲) علم نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام ہیں۔

(۳) علم نحو کی غرض: کلامِ عرب میں واقع ہونے والی لفظی غلطی سے ذہن کی حفاظت ہے۔

(۴) علم نحو کے مدوّنِ اوّل امام ابوالاسود دُئلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خطبۂ نحو میر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ ہی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے اور رحمتِ خاصہ اور سلامتی نازل ہو اس کی مخلوق میں بہترین ذات محمد ﷺ پر اور آپؐ کی تمام اولاد پر۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد جانو - اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے - کہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو علمِ نحو میں ضبط کیا گیا ہے، جو کہ مبتدی طالبِ علم کو لغت کے مفردات یاد کر لینے کے بعد اور اشتقاق کی پہچان کے بعد اور علمِ صرف کی اہم باتیں یاد کر لینے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کے طریقے کی طرف راستہ دِکھاتا ہے، اور جلدی سے معرب و مبنی کی پہچان اور پڑھنے کے ملکہ کی طاقت دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسی کی مدد سے۔

خطبہ میں وارد مشکل کلمات کی تشریح

(۱) مختصر: یہ بابِ افتعال سے اسمِ مفعول کا صیغہ ہے بمعنی اختصار کیا ہوا، مختصر وہ کتاب ہے جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔

(۲) مضبوط: یہ بھی اسمِ مفعول کا صیغہ ہے بمعنی لکھا ہوا، ضبط کیا ہوا۔

(۳) علمِ نحو: وہ علم ہے جس کے ذریعہ کلمات کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے جانے جائیں اور کلمات کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

(۴) مبتدی: یہ بابِ افتعال سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے بمعنی شروع کرنے والا۔

(۵) مفردات: یہ مفرد کی جمع ہے۔ مفرد وہ تنہا لفظ ہے جو ایک معنی بتائے، جیسے: زَیْدٌ، رَجُلٌ وغیرہ۔

(۶) لغت: ان آوازوں کا نام ہے جن کے ذریعہ لوگ اپنی اغراض تعبیر کریں۔

(۷) اشتقاق: وہ علم ہے جس کے ذریعہ بعض کلمات کا بعض کلمات کی طرف اصلیت و فرعیت کے اعتبار سے منسوب ہونا معلوم ہو۔

(۸) مہمات: یہ مُهِمٌّ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں اہم اور ضروری باتیں، یہاں مراد قواعد ہیں۔

(۹) تصریف: یہ علمِ صرف کا دوسرا نام ہے، علمِ صرف وہ علم ہے جس میں مفردات سے ان کی صورت اور ہیئت کے اعتبار سے بحث ہو۔

(۱۰) ترکیب: اس کے لغوی معنی ہیں ملانا، اور اصطلاح میں چند کلمات کو اس طرح ملانا کہ ان کو مرکب کہا جائے۔

(۱۱) اعراب: اس کے معنی ہیں معرب ہونا۔ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلے۔ جیسے: کِتَابٌ، رَسُوْلٌ وغیرہ۔

(۱۲) بناء: اس کے معنی ہیں مبنی ہونا۔ مبنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: ھٰؤُلَاءِ، الَّذِیْ وغیرہ۔

(۱۳) سوادخواندن: پڑھنے کا ملکہ، پڑھنے کی صلاحیت۔

(۱۴) توفیق: اچھے مطلوب کے لیے اسباب مہیا کرنا۔

فصل: مفرد اور مرکب کے بیان میں

لفظ: وہ بات ہے جو انسان کے منہ سے نکلے۔ لفظ کی دو قسمیں ہیں: موضوع، مہمل۔

موضوع: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی ہوں۔ جیسے: رَجُلٌ، قَلَمٌ.

مہمل: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔ جیسے: جَسَقٌ، اور اردو میں وانی، ووٹی۔

لفظِ موضوع کو لفظِ مستعمل بھی کہتے ہیں۔

عربی زبان میں لفظِ مستعمل (لفظِ موضوع) کی دو قسمیں ہیں، مفرد، مرکب۔

مفرد: وہ تنہا لفظ ہے جو ایک معنی بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ، فِیْ، مِنْ وغیرہ۔

لفظِ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔

اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ جیسے: رَجُلٌ، اِمْرَأَۃٌ، ضَرْبٌ وغیرہ۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آ جائیں اور تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے۔ جیسے: ضَـرَبَ (اس نے مارا یعنی ماضی میں) یَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یعنی حال میں) اِضْرِبْ (تو مار یعنی مستقبل میں)

حرف: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں نہ آئیں۔ جیسے: هَـلْ بمعنی کیا، فِیْ بمعنی میں، مِنْ بمعنی سے۔

مرکب: وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلموں سے مل کر بنے۔ جیسے: هٰـذَا قَـلَـمٌ (یہ قلم ہے۔) قَلَمُ زَيْدٍ (زید کا قلم)

مرکب کی دو قسمیں ہیں: مرکبِ مفید اور مرکبِ غیر مفید۔

مرکبِ مفید: وہ مرکب ہے کہ جب بولنے والا اس پر خاموش ہو تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جیسے: هٰذَا كِتَابٌ (یہ کتاب ہے) مرکبِ مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

جملے کی دو قسمیں ہیں: جملہ خبریہ، جملہ انشائیہ۔

مشق: (۱)

ذیل کے الفاظ میں یہ بتاؤ کہ کون مفرد ہے اور کون مرکب؟

فَرَسٌ، ضَرَبَ، قَدْ ضَرَبَ زَيْدٌ، غُلَامُ زَيْدٍ، بَقَرٌ، خَمْسَةَ عَشَرَ، غَنَمٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ، عَمْرٌو قَاعِدٌ، مَاءُ الْبِئْرِ، صَلوٰةُ الظُّهْرِ، مَكَّةُ، مَدِيْنَةٌ، بَعْلَبَكُّ، حَجُّ الْبَيْتِ، ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا.

فصل: اقسامِ جملہ کے بیان میں

جملہ خبریہ: وہ جملہ ہے جسے کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ سے متصف کرسکیں، یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (زید عالم ہے) قَرَأَ زَیْدٌ (زید نے پڑھا)

جملۂ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: جملۂ اسمیہ اور جملۂ فعلیہ۔

جملۂ اسمیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز اسم ہو، (اور وہ جز مسند الیہ ہو،) جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (زید جاننے والا ہے) جملۂ اسمیہ کا پہلا جز مسند الیہ ہوتا ہے اور اس کو ترکیب میں مبتدا کہتے ہیں، دوسرا جز مسند ہوتا ہے اور اس کو ترکیب میں خبر کہتے ہیں۔

جملۂ فعلیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو۔[1] جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) جملۂ فعلیہ کا پہلا جز مسند ہوتا ہے جب کہ فعل تام ہو اور اس کو ترکیب میں فعل کہتے ہیں، اور دوسرا جز مسند الیہ ہوتا ہے، اور اس کو ترکیب میں فاعل کہتے ہیں۔

ہر جملے کے دو جز ہوتے ہیں، ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند۔

مسند الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی اسناد کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "زَیْدٌ" مسند الیہ ہے کہ اس کی طرف "عَالِمٌ" اور "ضَرَبَ" کی اسناد کی گئی

---

[1] اگر جملہ کا پہلا جز حرف ہو تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا۔

فائدہ (۱): جب جملۂ فعلیہ کا پہلا جز فعلِ ناقص ہو، جیسے: کَانَ مُحَمَّدٌ نَائِمًا تو فعل مسند نہ ہوگا؛ بلکہ کَانَ کا اسم مسند الیہ اور کَانَ کی خبر مسند ہوگی۔

فائدہ (۲): **اسناد:** دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ مخاطب کو پوری بات سمجھ میں آئے۔

ہے۔

مسند: وہ حکم ہے جس کی نسبت کسی اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں " عَالِمٌ "اور "ضَرَبَ" مسند ہیں۔

اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل صرف مسند ہوگا مسند الیہ نہیں ہوگا، اور حرف نہ تو مسند ہوگا اور نہ مسند الیہ۔

مشق:(۲)

ذیل کے لکھے ہوئے جملوں میں پہچانو کہ کون مسند ہے اور کون مسند الیہ، اور یہ بھی بتاؤ کہ کون مبتدا ہے اور کون خبر، اور کون فاعل ہے اور کون فعل، اور کونسا جملہ اسمیہ ہے اور کونسا فعلیہ، نیز ہر جملہ کی ترکیب کرو! اور ہر جملے کا اردو ترجمہ بتاؤ! ہر سوال کا جواب ایک کاغذ پر لکھ دو۔

اِسْتَغْفَرَ زَيْدٌ، اِجْتَنَبَتْ هِنْدٌ، الشَّمْسُ طَالِعَةٌ، الصَّلٰوةُ حَاضِرَةٌ، الْمَاءُ بَارِدٌ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اِنْفَطَرَتِ السَّمَاءُ، اِحْمَرَّتْ هِنْدٌ، الحَجُّ فَرِيْضَةٌ، الصَّوْمُ فَرْضٌ، القِيَامَةُ اٰتِيَةٌ، الجَنَّةُ حَقٌّ، النَّارُ حَقٌّ، الصِّرَاطُ حَقٌّ، الْمِيْزَانُ حَقٌّ، القَبْرُ رَوْضَةٌ، الرَّبُّ غَفُوْرٌ، اِسْتَخْلَفَ بَكْرٌ، اِخْضَرَّتِ الْأَرْضُ، أَسْلَمَ خَالِدٌ، أَذْهَبَ بَكْرٌ، صَدَّقَ عَمْرٌو، اِمْلَوْلَحَ المَاءُ، زَيْدٌ دَاعٍ، صَامَ مَحْمُوْدٌ، صَلّٰى حَامِدٌ، حَجَّ حَمِيْدٌ، بَعْثَرَ عَمْرٌو، النُّصْحُ وَاجِبٌ، سَمِعَ اللّٰهُ، اللّٰهُ سَمِيْعٌ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

جملۂ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ سے متصف نہیں کر سکتے۔ جیسے: اِضْرِبْ (تو مار) لَا تَضْرِبْ (تو مت مار)

جملۂ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں۔

(۱)امر (۲)نہی (۳)استفہام (۴)تمنّی (۵)ترجّی (۶)عقود (۷)ندا (۸)عرض (۹)قسم (۱۰)تعجب۔

(۱) امر: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کا حکم دیا جائے۔ جیسے: اِضْرِبْ (تو مار) اُكْتُبْ (تو لکھ)

(۲) نہی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) لَا تَلْعَبْ (تو مت کھیل)

(۳) استفہام: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ؟ (کیا زید نے مارا؟)

(۴) تمنّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی محبوب چیز کی آرزو کی جائے۔ جیسے: لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ (کاش کہ بچپن لوٹ آئے)

(۵) ترجّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس سے کسی چیز کی امید معلوم ہو، خواہ وہ چیز مکروہ ہو یا محبوب۔ جیسے: لَعَلَّ زَيْدًا حَاضِرٌ (امید ہے کہ زید حاضر ہو) لَعَلَّ العَدُوَّ قَادِمٌ (ڈر ہے کہ دشمن آرہا ہو)

(۶) عقود: ''عقد'' کی جمع ہے بمعنی معاملہ۔ عقود وہ انشائیہ جملے ہیں جن کے ذریعہ معاملات مثلاً: خرید وفروخت اور نکاح وطلاق وغیرہ کئے جائیں۔ جیسے بیچنے والا بیچتے وقت کہے: بِعْتُ (میں نے بیچا) اور خریدنے والا خریدتے وقت کہے: اِشْتَرَيْتُ (میں نے خریدا)

(۷) ندا: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں حرفِ ندا کے ذریعہ کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا

جائے۔جیسے:یَا اللّٰہُ، یَا زَیْدُ.

(۸) عرض: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ نرمی کے ساتھ کسی کام کی رغبت دلائی جائے۔جیسے:اَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں)اَلاَ تَجْتَھِدُ فَتَفُوْزَ (کیا تم محنت نہیں کرتے کہ کامیاب ہو)

(۹) قسم: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی بات پر قسم کھائی جائے۔جیسے: وَاللّٰہِ (اللہ کی قسم) وَالعَصْرِ (زمانے کی قسم)

حرفِ قسم: وہ حرف ہے جس کے ذریعہ قسم کھائی جائے۔

مقسم بہ: وہ اسم ہے جس کی قسم کھائی جائے۔

مقسم علیہ: وہ بات ہے جس پر قسم کھائی جائے۔اس کو جوابِ قسم بھی کہتے ہیں۔ جیسے: وَاللّٰہِ لَأَضْرِبَنَّ زَیْدًا. (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)اس مثال میں ''واو'' حرفِ قسم، ''اللّٰہ''مقسم بہ، اور ''لَأَضْرِبَنَّ زَیْدًا'' مقسم علیہ یا جوابِ قسم ہے۔

(۱۰) تعجب: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں ایسے صیغے سے حیرت ظاہر کی جائے جو حیرت ظاہر کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔عربی میں تعجب کے دو صیغے ہیں:(۱) مَا أَفْعَلَهُ جیسے: مَا أَحْسَنَ زَیْدًا (زید کتنا حسین ہے)(۲) أَفْعِلْ بِهٖ جیسے: أَحْسِنْ بِزَیْدٍ (زید کس قدر حسین ہے)[۱]

---

[۱] فائدہ(۱): فعل تعجب ہمیشہ ثلاثی مجرّد سے بنتا ہے،ثلاثی مجرّد وہ کلمہ ہے جس کے ماضی میں تین حرفِ اصلی ہوں اور کوئی زائد حرف نہ ہو،ثلاثی مجرّد کے چھ ابواب ہیں:(۱)نَصَرَ یَنْصُرُ (۲)ضَرَبَ یَضْرِبُ (۳)فَتَحَ یَفْتَحُ (۴)سَمِعَ یَسْمَعُ (۵)حَسِبَ یَحْسِبُ (۶)کَرُمَ یَکْرُمُ

فائدہ(۲): انشاء کی دو قسمیں ہیں:طلبی اور غیر طلبی۔(۱)طلبی: وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو طلب کیا جائے۔(۲)غیر طلبی وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو واقع کرنا مقصود ہو،اس کو ایقاعی بھی کہتے ہیں، انشاء کی دس اقسام میں سے غیر طلبی اور ایقاعی کے تحت تین اقسام ہیں: (۱)عقود (۲)قسم (۳)تعجب۔باقی سات اقسام طلبی ہیں۔

مشق: (۳)

ذیل کی مثالوں میں بتاؤ کہ کونسا جملہ خبریہ اور کونسا انشائیہ اور انشائیہ کی کونسی قسم ہے؟

أَسْلِمُوْا، اٰمَنُوْا، لَا تَكْفُرُوْا، بَشِّرْ، لَيْتَ زَيْدًا عَالِمٌ، حَمِدَ بَكْرٌ، أَتَقْتُلُوْنَ، اٰمَنَّا، أَبْصِرْ بِهٖ، مَا أَعْجَلَ زَيْدًا، أَلَا تُكْرِمُ زَيْدًا، لَا تَقُوْلُوْا، لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ، أَ زَيْدٌ قَاعِدٌ، نَكَحْتُ، لَعَلَّ بَكْرًا نَائِمٌ، مَنْ جَاءَ، مَنْ أَبُوْكَ، كَبِّرْ.

فصل: مرکبِ غیر مفید کی اقسام میں

مرکبِ غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ مرکبِ غیر مفید کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مرکبِ اضافی (۲) مرکبِ بِنائی (۳) مرکبِ مَنعِ صَرف۔

مرکبِ اضافی: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے: **غُلَامُ زَيْدٍ** (زید کا غلام) اس کے پہلے جز کو مضاف کہتے ہیں، اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا۔

مضاف: وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے مثالِ مذکور میں "غُلَامٌ" مضاف ہے کہ اس کی اضافت "زید" کی طرف کی گئی۔ [1]

مضاف الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم کی اضافت کی جائے۔ جیسے مثالِ مذکور میں "زَيْدٌ" کہ اس کی طرف "غُلَامٌ" کی اضافت کی گئی۔

---

[1] فائدہ: اضافت: ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ پہلا اسم دوسرے کو جر دے۔

مرکبِ بِنائی: وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں بلا نسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو، یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی اپنے اندر لیے ہوئے ہو۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ دراصل أَحَدٌ وَ عَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَ عَشَرٌ تھا، واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر دیا اور اس کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہوں گے۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا پہلا جز یعنی "اِثْنَا" معرب ہے، چنانچہ کہیں گے: جَاءَ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا ، رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِأَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور جَاءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا. [۱]

مرکبِ مَنعِ صَرف: وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں بلا نسبت دو کلموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دوسرا کلمہ کسی حرف کو شامل نہ ہو، اور اس کے دونوں جزوں میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَكُّ (ایک شہر کا نام) یہ دراصل "بَعْلٌ" (ایک بت کا نام) اور "بَكٌّ" (شہر کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ کا نام) دو کلموں سے مل کر بنا ہے۔ اور جیسے: "حَضَرَ مَوْتُ" (ایک شہر یا قبیلے کا نام) یہ دراصل "حَضَرَ" فعلِ ماضی اور "مَوْتُ" اسم سے مل کر بنا ہے۔

اس کا پہلا جز اکثر علماء کے مذہب پر مبنی بر فتح ہوگا، اور دوسرا جز معرب غیر منصرف ہوگا، لہٰذا اُس پر کسرہ اور تنوین نہیں آئیں گے۔ جیسے: جَاءَ بَعْلَبَكُّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ.

---

[۱] **فائدہ:** أَحَدَ عَشَرَ (گیارہ)۔ اِثْنَا عَشَرَ (بارہ)۔ ثَلٰثَةَ عَشَرَ (تیرہ)۔ أَرْبَعَةَ عَشَرَ (چودہ)۔ خَمْسَةَ عَشَرَ (پندرہ)۔ سِتَّةَ عَشَرَ (سولہ)۔ سَبْعَةَ عَشَرَ (سترہ)۔ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ (اٹھارہ)۔ تِسْعَةَ عَشَرَ (انیس)۔

جانوتم کہ مرکبِ غیرمفید ہمیشہ جملہ کا جز یعنی مسند، مسندالیہ وغیرہ ہوگا، پورا جملہ نہیں ہوگا۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ (زید کا غلام کھڑا ہے) اس مثال میں ''غُلَامُ زَيْدٍ'' مرکبِ غیرمفید مرکبِ اضافی مسندالیہ (مبتدا) ہے۔ اور جیسے: عِنْدِي أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اس مثال میں ''أَحَدَ عَشَرَ'' مرکبِ غیرمفید مرکبِ بنائی مسندالیہ (مبتدا مؤخر) ہے۔ اور جیسے: جَاءَ بَعْلَبَكُّ (بَعْلَبَکّ آیا) اس مثال میں ''بَعْلَبَكُّ'' مرکبِ غیرمفید مرکبِ منع صرف مسندالیہ (فاعل) ہے۔

مشق: (۴)

ذیل کی مثالوں میں مرکبِ غیرمفید کی قسمیں بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ کرو! اور مرکباتِ اضافیہ میں مضاف ومضاف الیہ کو پہچانو!

(ا) رَسُوْلُ اللّٰهِ، دِيْنُ اللّٰهِ، بَيْتُ اللّٰهِ، صَلٰوةُ العِشَاءِ، خَمْسَةَ عَشَرَ، صَلٰوةُ اللَّيْلِ، مِلَّةُ الإِسْلَامِ، مَاءُ البِئْرِ، سَاكِنُ البَيْتِ، مَعْدِيْ كَرِبُ، حَضْرَمُوْتُ، أَبُوْ حَارِثٍ، أَبُوْ القَاسِمِ، دَارُ زَيْدٍ، رُوْحُ الإِنْسَانِ، وَرَقُ الشَّجَرِ، مَاءُ الوُضُوْءِ، ثَوْبُ بَكْرٍ، أَخُوْ عَمْرٍو، جَارُاللّٰهِ.

(ب) مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَجُّ البَيْتِ فَرْضٌ، صَوْمُ رَمَضَانَ فَرْضٌ، الكَعْبَةُ بَيْتُ اللّٰهِ، عَذَابُ القَبْرِ حَقٌّ، قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ، صَلّٰى غُلَامُ بَكْرٍ، جَلِيْسُ السُّوْءِ شَيْطَانٌ، جَلِيْسُ الخَيْرِ غَنِيْمَةٌ، اداءُ الزَّكوٰةِ بَرَكَةُ المَالِ، عِنْدِيْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ كِتَابًا، اخْرَوْرَقَ ثَوْبُ بَكْرٍ، مَاءُ الحَوْضِ حَارٌّ، لِحْيَةُ عَمْرٍو طَوِيْلَةٌ، دَارُ زَيْدٍ وَسِيْعَةٌ، اخْضَرَّ وَرَقُ الشَّجَرَةِ، اغْبَرَّ وَجْهُ زَيْدٍ، اصْفَرَّ وَرَقُ الشَّجَرِ،

اِحْمَرَّ وَجْهُ عَمْرٍو، صَلوٰةُ اللَّيْلِ بَهَاءُ النَّهَارِ، تَوَاضُعُ الْمَرْءِ كَرَامَةٌ.

فصل

جانو تم کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوگا، چاہے وہ دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوں؛ جیسے: ''ضَرَبَ زَيْدٌ'' اور '' زَيْدٌ قَائِمٌ'' یا کوئی ایک کلمہ تقدیرًا ہو، یعنی مان لیا گیا ہو۔ جیسے: '' اِضْرِبْ'' کہ اس میں ''أَنْتَ'' ضمیر پوشیدہ ہے۔ اور جملے کے کلمات دو سے زیادہ ہو سکتے ہیں، اور زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں۔

جانو تم کہ جب جملے کے کلمات زیادہ ہوں تو اسم، فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے تمیز کرنا چاہیے، اور دیکھنا چاہیے کہ وہ کلمہ معرب ہے یا مبنی، اور عامل ہے یا معمول؟ اور جاننا چاہیے کہ کلمات کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ کیسا ہے؟ تا کہ مسند اور مسند الیہ واضح ہو جائیں اور جملے کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہوں۔

فصل: اسم، فعل اور حرف کی علامات کے بیان میں

اسم کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) شروع میں الف لام کا ہونا۔ جیسے: اَلْحَمْدُ

(۲) شروع میں حرفِ جر کا ہونا۔ جیسے: بِزَيْدٍ

(۳) آخر میں تنوین کا ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ، زَيْدٌ

(۴) مسند الیہ ہونا۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ

(۵) مضاف ہونا۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ میں غُلَامٌ

(۶) مصغّر ہونا۔ [۱] جیسے: قُرَيْشٌ

(۷) منسوب ہونا۔ [۲] جیسے: بَغْدَادِيٌّ

(۸) تثنیہ ہونا۔ جیسے: رَجُلَانِ

(۹) مجموع یعنی جمع ہونا۔ [۳] جیسے: رِجَالٌ

(۱۰) موصوف ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ

(۱۱) آخر میں تائے متحرک ہونا۔ جیسے: ضَارِبَةٌ

فعل کی گیارہ علامتیں ہیں۔

(۱) شروع میں "قَدْ" کا ہونا۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ

(۲) شروع میں "س" کا ہونا۔ جیسے: سَيَضْرِبُ

(۳) شروع میں "سَوْفَ" کا ہونا۔ جیسے: سَوْفَ يَضْرِبُ

(۴) شروع میں حرفِ جزم کا ہونا۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ

(۵) آخر میں ضمیر مرفوع متصل کا ملنا۔ جیسے: ضَرَبْتَ

---

[۱] **فائدہ(۱):** مصغّر وہ اسم ہے جو "فُعَيْلٌ" یا "فُعَيْعِلٌ" یا "فُعَيْعِيْلٌ" کے وزن پر لایا گیا ہو، تاکہ کسی چیز کی قلت، حقارت، قرب، چھوٹائی یا محبوبیت بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ چھوٹا مرد۔ جَعْفَرٌ سے جُعَيْفِرٌ چھوٹی نہر۔ قِرْطَاسٌ سے قُرَيْطِيْسٌ چھوٹا کاغذ۔

[۲] **فائدہ:(۲):** منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا مشدد ماقبل مکسور زیادہ کی گئی ہوتا کہ اس اسم سے نسبت اور تعلق ظاہر ہو۔ جیسے: مَكِّيٌّ، حَنَفِيٌّ.

[۳] **فائدہ:(۳):** فعل تثنیہ یا جمع نہیں ہوتا، البتہ فعل کے جو صیغے تثنیہ وجمع کہلاتے ہیں وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں۔ جیسے: ضَرَبَا (ان دو مردوں نے مارا) اس میں فعل ایک ہی ہے، مارنے والے دو ہیں۔

(۶) آخر میں تائے تانیث ساکنہ کا ہونا۔ جیسے: ضَرَبَتْ

(۷) امر ہونا۔ جیسے: اِضْرِبْ

(۸) نہی ہونا۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ

(۹) ماضی مضارع کی طرف گردان ہونا۔ جیسے: كَانَ، يَكُوْنُ

(۱۰) آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ کا ہونا۔ جیسے: لَيَضْرِبَنَّ

(۱۱) آخر میں نونِ تاکید خفیفہ کا ہونا۔ جیسے: لَيَضْرِبَنْ

حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامات میں سے کوئی علامت اس میں نہ ہو۔ جیسے: مِنْ، فِي.

مشق: (۵)

الفاظِ ذیل میں علامات سے پہچان کر بتاؤ کہ کون لفظ اسم ہے اور کون فعل اور کون حرف، اور اُس علامت کو بھی ظاہر کرو جس سے تم نے پہچانا ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ، الجَنَّةُ، الصِّرَاطُ، كُوِّرَتْ، عَلٰى، سَمِعَتْ، دَخَلْتُ، سَاحِرَانِ، سَوْفَ يَكُوْنُ، سَيَكُوْنُ، لَا تَنْفَطِرْ، مَا، رُجَيْلٌ، بَلْخِيٌّ، مَسَاجِدُ، مُحَمَّدٌ، نَبِيٌّ، مَكِّيٌّ، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لِلّٰهِ، رَبِّ العَالَمِيْنَ، الصِّرَاطُ المُسْتَقِيْمُ، تَوْبَةٌ، شَاهِدَةٌ، قَدْ سَمِعَ.

فصل: معرب اور مبنی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عرب کے تمام کلمات دو قسم پر ہیں۔ معرب اور مبنی۔

(۱) معرب: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہے۔ جیسے: جآءَ نِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں ''زید''۔[۱]

(۲) مبنی: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: جَــآءَ هٰـؤُلَاءِ، رَأَیـْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ میں ''هٰؤُلَاءِ'' مبنی ہے، اس لیے کہ اس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدلا، رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں یکساں رہا۔

فصل

جاننا چاہیے کہ کلمے کے تین اقسام اسم، فعل اور حرف میں سے تمام حروف مبنی ہیں، اور افعال میں سے فعلِ ماضی، امر حاضر معروف اور فعلِ مضارع کے دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر جن کے آخر میں نونِ جمع مؤنث ہوتا ہے نیز مبنی ہیں۔ اسی طرح فعلِ مضارع یعنی اُس کے پانچ صیغے مبنی ہیں جب کہ نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے ساتھ ہوں۔

---

[۱] **فائدہ:** عامل وہ شئ ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں جَــآءَ، رَأَیٰ اور ''ب'' عامل ہیں، اس لیے کہ ان کی وجہ سے زَیْد کا آخر بدلا۔

اعراب: وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں ضمہ، فتحہ اور کسرہ اعراب ہیں کہ ان کے ذریعہ زَیْد کا آخر بدلا۔

محلِ اعراب: معرب کا آخری حرف ہے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں ''د'' محلِ اعراب ہے، اس لیے کہ وہ زَیْد کا آخر ہے۔

اور اسماء میں سے اسمِ غیر متمکن مبنی ہے۔

پس کلامِ عرب میں دو چیزیں معرب ہیں۔

(۱) اسمِ متمکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو، یعنی عامل کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

(۲) فعلِ مضارع جب کہ نونِ جمع مؤنث اور نونِ تاکید سے خالی ہو، پس کلامِ عرب میں ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں ہے، باقی تمام مبنی ہیں۔ [1]

اسمِ متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ اس کو اسمِ معرب بھی کہتے ہیں۔ جیسے: **زَیْدٌ، عَمْرٌو، مَسْجِدٌ، مَدْرَسَةٌ.**

---

[1] **فائدہ:** مضارع کے جن پانچ صیغوں میں نونِ اعرابی نہیں ہوتا اگر وہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہوں تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، لیکن نونِ اعرابی والے سات صیغے ہر حال میں معرب ہوں گے، چاہے وہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید کے بغیر ہوں۔
(جامع الدروس العربیہ، صفحہ: ۱۱۳/ ج: ۲/ الباب السادس)

فائدہ: فعلِ مضارع کے چودہ صیغوں میں سے جمع مؤنث غائب اور حاضر (**یَفْعَلْنَ**) اور (**تَفْعَلْنَ**) ہمیشہ مبنی بر سکون ہوں گے، اور جن سات صیغوں میں نونِ اعرابی ہے یعنی چار تثنیہ (**یَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ،**) دو جمع مذکر (**یَفْعَلُوْنَ**) اور (**تَفْعَلُوْنَ**) اور ایک واحد مؤنث حاضر (**تَفْعَلِیْنَ**) یہ سات صیغے ہمیشہ معرب ہوں گے، خواہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید سے خالی ہوں۔ اور مضارع کے بقیہ پانچ صیغے جن کے آخر میں نہ تو نونِ جمع مؤنث ہے اور نہ نونِ اعرابی ہے وہ کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوں گے، اگر ان کے آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، جیسے: (**لَیَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَأَفْعَلَنَّ، لَنَفْعَلَنَّ**) اور اگر یہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، جیسے: (**یَفْعَلُ، تَفْعَلُ، تَفْعَلُ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ**)

مبنی الاصل تین چیزیں ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف [۱]

فائدہ: مبنی الاصل وہ کلمہ ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی ہو، کسی دوسرے کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو۔

مشق: (٦)

ذیل کے الفاظ میں بتاؤ کون معرب ہے کون مبنی اور مبنی الاصل بھی بتاؤ!

اِفْتَحُوْا، لَمْ يَفْعَلْ، لَنْ يَسْمَعُوْ، اِضْرِبْنَانِّ، هٰذَا كِتَابِىْ، نَصَرَ، سَمِعَ، يَجْتَنِبْنَ.

اس عبارت میں ہر کلمہ کو معین کر کے بتاؤ کہ معرب ہے یا مبنی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.

---

[۱] **فائدہ:** فعلِ ماضی کے چار صیغے مبنی بر فتح ہوتے ہیں: (۱) فَعَلَ (۲) فَعَلاَ (۳) فَعَلَتْ (۴) فَعَلَتَا، کبھی فتحہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: دَعَا، دَعَتْ، دَعَتَا، اور ایک صیغہ مبنی بر ضم ہوتا ہے، جیسے: فَعَلُوْا، کبھی ضمہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: دَعَوْا، رَمَوْا کہ دراصل دَعَوُوْا اور رَمَيُوْا تھا، اور باقی نو صیغوں میں ماضی مبنی بر سکون ہوتی ہے، جیسے: فَعَلْنَ، فَعَلْتَ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُمْ، فَعَلْتِ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُنَّ، فَعَلْتُ، فَعَلْنَا.

فائدہ: امر حاضر معروف دو صیغوں میں مبنی بر سکون ہوتا ہے، جیسے: اِفْعَلْ، اِفْعَلْنَ، اور تین صیغوں میں مبنی بر حذفِ نون، جیسے: اِفْعَلاَ برائے تثنیہ مذکر و مؤنث، اور جیسے: اِفْعَلُوْا، اور جیسے: اِفْعَلِىْ. اور بعض صیغوں میں مبنی بر حذفِ آخر، جیسے: اُدْعُ، اِرْمِ، اِرْضَ، اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہو تو بعض صیغوں میں مبنی بر فتح، جیسے: اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ. (جامع الدروس: ۱۱۲/۲)

فائدہ: حروف کبھی سکون پر مبنی ہوتے ہیں، کبھی ضمہ پر، کبھی فتحہ پر اور کبھی کسرہ پر مبنی ہوتے ہیں، جیسے: مِنْ، مُنْذُ، إِنَّ اور بِاللّٰهِ میں با۔

اسمِ غیر متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل سے مشابہت رکھے۔اس کو مبنی بھی کہا جاتا ہے۔جیسے:اسمِ ضمیر،اسمِ اشارہ وغیرہ۔ [۱]

فصل: اسمِ غیر متمکن کی اقسام میں

اسمِ غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱)مضمرات (۲)اسماءِاشارات (۳)اسماءِموصولہ (۴)اسماءِافعال

---

[۱] **فائدہ:** مشابہت کی تین صورتیں مشہور ہیں: (۱) معنی میں مشابہت۔(۲)محتاج ہونے میں مشابہت۔(۳) تعدادِ حروف میں مشابہت۔اگر کسی اسم کو مبنی الاصل کے ساتھ ان تین صورتوں میں سے کسی قسم کی مشابہت ہوگی تو وہ اسم بھی مبنی ہو جائے گا۔

(۱) معنی میں مشابہت کی مثال: جیسے:''أَیْـــنَ'' (بمعنی کہاں) یہ اسم مبنی ہے،اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل ہمزۂ استفہام سے معنی میں مشابہت ہے،جس طرح ہمزہ سوال کرنے کے لیے آتا ہے اسی طرح ''أَیْـــنَ'' بھی سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔

(۲) محتاج ہونے میں مشابہت کی مثال: جیسے:''ھٰـــذا'' (بمعنی یہ) یہ اسم مبنی ہے،اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف سے محتاج ہونے میں مشابہت ہے،جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ''ھٰذا'' اسمِ اشارہ بھی اپنے معنی بتانے میں مشارالیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳) تعدادِ حروف میں مشابہت کی مثال: جیسے:''مَنْ'' (کون) یہ اسم مبنی ہے،اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف ''مِـنْ'' وغیرہ سے تعدادِ حروف میں مشابہت ہے،جس طرح ''مِـنْ'' دو حرفی ہے ''مَـنْ'' بھی دو حرفی ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ تعدادِ حروف میں مشابہت کا اعتبار صرف ان حروف میں ہوگا جو ایک حرفی یا دو حرفی ہیں،جیسے با، لام، مِنْ، فِیْ وغیرہ، لہٰذا ''إِنَّ''، ''کَأَنَّ'' اور ''لٰکِنَّ'' جیسے حروف سے مشابہت کی وجہ سے کوئی اسم مبنی نہیں ہوگا۔

(۵) اسماءِ اصوات (۶) اسماءِ ظروف (۷) اسماءِ کنایات (۸) مرکّب بنائی۔

(۱) **مضمرات:** جمع ہے، اس کا واحد مُضْمَرٌ ہے، مضمر کو ضمیر بھی کہتے ہیں۔ ضمیر وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔ جیسے: أَنَا (میں مرد یا عورت) ضَرَبْتُ (میں نے مارا) إِيَّايَ (خاص مجھ کو) ضَرَبَنِي (اس نے مجھ کو مارا) لِي (میرے لیے)

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر مرفوع منفصل (۳) ضمیر منصوب متصل

(۴) ضمیر منصوب منفصل (۵) ضمیر مجرور متصل۔

ضمیر مرفوع متصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (یعنی فاعل، نائب فاعل یا کَانَ وغیرہ کا اسم) واقع ہو، اور عاملِ رافع (فعل یا شبہ فعل) سے ملی ہوئی ہو۔[۱]

یہ چودہ ہیں: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ.

---

[۱] **فائدہ:** فعل مضارع، امر اور نہی کے پانچ صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے، یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ اور نَضْرِبُ میں هو، هي، أنت، أنا اور نحن اور باقی نو صیغوں میں چار ضمائر مرفوعہ متصلہ بارز ہوتی ہیں، الف چار تثنیہ میں، واو جمع مذکر کے دو صیغوں میں، یاء واحد مؤنث حاضر میں اور نون جمع مؤنث کے دو صیغوں میں۔

فائدہ: نونِ وِقایہ وہ نون ہے جو کسی معرب یا کلمۂ مبنی کی حرکت یا سکون کی حفاظت کے لیے اُس کے آخر میں لایا جائے۔ جیسے: ضَرَبَنِيْ، إِنَّنِيْ، لَا تَضْرِبْنِيْ.

فائدہ: شبہ فعل وہ کلمہ ہے جو فعل کا عمل کرے اور وہ فعل کی ترکیب سے ہو، جیسے: اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر، صفت مشبہ اور اسم تفضیل چنانچہ زَيْدٌ ضَارِبٌ میں هُوَ مستتر ہے، الزَّيْدَانِ ضَارِبَانِ میں هُمَا مستتر ہے، الزَّيْدُوْنَ ضَارِبُوْنَ میں هُمْ مستتر ہے الخ۔

ضمیر مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (یعنی فاعل، نائب فاعل یا مبتدا) واقع ہو اور عاملِ رافع (فعل یا ابتدا) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: **أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ.** جیسے: **مَا ضَرَبَکَ إِلَّا أَنَا** (تجھ کو نہیں مارا مگر میں نے) **مَا ضُرِبَ إِلَّا أَنْتَ** (نہیں مارا گیا مگر تو) اور **أَنَا مُسْلِمٌ** (میں مسلمان ہوں)

ضمیر منصوب متصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب یعنی فعل، شبہِ فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل سے ملی ہوئی ہو۔

یہ بھی چودہ ہیں، فعل کی مثال جیسے: **ضَرَبَنِی، ضَرَبَنَا، ضَرَبَکَ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُمْ، ضَرَبَکِ، ضَرَبَکُمَا، ضَرَبَکُنَّ، ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ.** اور حرفِ مشبہ بالفعل کی مثال جیسے: **إِنَّنِی، إِنَّنَا، إِنَّکَ، إِنَّکُمَا، إِنَّکُمْ، إِنَّکِ، إِنَّکُمَا، إِنَّکُنَّ، إِنَّهُ، إِنَّهُمَا، إِنَّهُمْ، إِنَّهَا، إِنَّهُمَا، إِنَّهُنَّ.**

ضمیر منصوب منفصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب (فعل) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: **إِيَّايَ، إِيَّانَا، إِيَّاکَ، إِيَّاکُمَا، إِيَّاکُمْ، إِيَّاکِ، إِيَّاکُمَا، إِيَّاکُنَّ، إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُنَّ.** جیسے: **إِيَّاکَ نَعْبُدُ** (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔)

ضمیر مجرور متصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ جار (یعنی حرفِ جر یا مضاف) سے ملی ہوئی ہو۔

یہ چودہ ہیں، حرفِ جر کی مثال: **لِیْ، لَنَا، لَکَ، لَکُمَا، لَکُمْ، لَکِ، لَکُمَا، لَکُنَّ، لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ.** اور مضاف کی مثال جیسے: **کِتَابِی، کِتَابُنَا، کِتَابُکَ، کِتَابُکُمَا، کِتَابُکُمْ، کِتَابُکِ، کِتَابُکُمَا، کِتَابُکُنَّ، کِتَابُهُ، کِتَابُهُمَا،**

كِتَابُهُمْ، كِتَابُهَا، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُنَّ. [۱]

(۲) اسماءِ اشارات: اسمِ اشارہ وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی محسوس چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، یعنی مقرّر کیا گیا ہو۔ [۲]

اسماءِ اشارات یہ ہیں: **ذَا:** واحد مذکر کے لیے۔ **ذَانِ:** تثنیہ مذکر کے لیے حالت رفعی میں۔ **ذَيْنِ:** تثنیہ مذکر کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔ **تَا، تِيْ، تِهٗ، ذِهٗ، ذِهِيْ، تِهِيْ:** واحد مؤنث کے لیے۔ **تَانِ:** تثنیہ مؤنث کے لیے حالت رفعی میں۔ **تَيْنِ:** تثنیہ مؤنث کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔ **أُولَآءِ** مد کے ساتھ اور **أُولٰى** بغیر مد کے جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے۔

کبھی قرب بتانے کے لیے اسماءِ اشارہ پر ہائے تنبیہ بڑھاتے ہیں۔ جیسے: **هٰذَا:** (یہ ایک مذکر)۔ **هٰذَانِ هٰذَيْنِ:** (یہ دو مذکر)۔ **هٰذِهِ:** (یہ ایک مؤنث)۔ **هَاتَانِ هَاتَيْنِ:** (یہ دو مؤنث)۔ **هٰؤُلَآءِ** (بالمد) **هٰؤُلَا** (بلا مد): (یہ سب مذکر اور یہ سب مؤنث)۔

کبھی اسماءِ اشارہ کے آخر میں حروفِ خطاب بھی بڑھاتے ہیں۔ حروفِ خطاب

---

[۱] **فائدہ (۱):** ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل کے صیغے مشترک ہیں، یعنی ی، نا، ک، کما ......الخ، اگر یہ الفاظ فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر منصوب متصل کہیں گے، اور اگر یہ الفاظ اسمِ مضاف یا حرفِ جر کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر مجرور متصل کہیں گے۔

فائدہ (۲): ضمیر کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت ہے کہ جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ضمیر بھی اپنے معنی کی تعیین میں مرجع یا مصداق کی محتاج ہوتی ہے، ضمیر غائب مرجع کی محتاج ہوتی ہے اور ضمیر مخاطب و متکلم مصداق کی۔

[۲] **مشارالیہ:** وہ اسم ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے: هٰذَا الْقَلَمُ جَمِيْلٌ (یہ قلم خوبصورت ہے) اس مثال میں "هٰذَا" اسمِ اشارہ مُبدَل منہ؛ اور "اَلْقَلَمُ" مشارالیہ بَدَل ہے۔

مشارالیہ کبھی محذوف ہوتا ہے، جیسے: هٰذَا قَلَمٌ أَيْ هٰذَا الشَّيْءُ قَلَمٌ.

پانچ ہیں: کَ، کُمَا، کُمْ، کِ، کُنَّ. جیسے: ذَاکَ، ذَاکُمَا، ذَاکُمْ، ذَاکِ، ذَاکُنَّ
واحد مذکر کے لیے، تَاکَ، تَاکُمَا، تَاکُمْ، تَاکِ، تَاکُنَّ واحد مؤنث کے لیے......الخ۔

کبھی اسمِ اشارہ اور حرفِ خطاب کے درمیان لامِ بُعد بھی بڑھاتے ہیں۔ جیسے:
ذَالِکَ، ذَالِکُمَا، ذَالِکُمْ، ذَالِکِ، ذَالِکُنَّ. (وہ ایک مذکر) [۱]

(۳) اسمِ موصول: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو بغیر صلے کے جملے کا جزءِ تام نہ بن سکے۔

صلہ: وہ جملہ خبریہ یا شبہِ جملہ ہے جو اسمِ موصول کے بعد اس کے معنی پورا کرنے کے لیے لایا جائے۔ صلے میں اسمِ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے:
جَآءَ الَّذِیْ أَبُوْهُ عَالِمٌ (وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں۔) اس مثال میں "الَّذِیْ" اسمِ موصول ہے، اور "أَبُوْهُ عَالِمٌ" صلہ ہے۔ اور "أَبُوْهُ" کی ضمیر اسمِ موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اسماءِ موصولہ یہ ہیں: اَلَّذِیْ: (وہ ایک مذکر جو کہ)۔ اَلَّذَانِ: (وہ دو مذکر جو کہ)۔ (حالتِ رفعی میں) اَلَّذَیْنِ: (وہ دو مذکر جو کہ) (حالتِ نصبی اور جری میں)۔ اَلَّذِیْنَ: (وہ سب مذکر جو کہ)۔ اَلَّتِیْ: (وہ ایک مؤنث جو کہ)۔ اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ: (وہ دو مؤنث جو کہ)۔ اَللَّاتِیْ، اَللَّائِیْ، اَللَّوَاتِیْ: (وہ سب مؤنث جو کہ)۔ مَا: (وہ چیز جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث کے لیے) مَنْ: (وہ شخص جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب کے لیے) أَيٌّ اور أَيَّةٌ: (وہ جو کہ)۔ الف لام: بمعنی (اَلَّذِیْ) اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے شروع میں۔ جیسے: اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ یَضْرِبُ (وہ شخص

---

[۱] **فائدہ:** اسماءِ اشارہ کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف سے احتیاج میں مشابہت ہے، جیسے حرف بغیر کسی کلمہ کے ملائے اپنے معنی نہیں بتاتا اسی طرح اسماءِ اشارہ اشارۂ حسی یا مشار الیہ کے بغیر اپنے معنی نہیں بتاتے۔

جو کہ مارتا ہے) اور الْمَضْرُوْبُ بمعنی الَّذِیْ یُضْرَبُ (وہ شخص جو مارا جاتا ہے)

قبیلۂ بنو طے کی لغت میں "ذُوْ" بمعنی (الَّذِیْ) جیسے: جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھے مارا۔)

فائدہ: أَيٌّ اور أَيَّةٌ اسمِ موصول ہوں تو ان کی چار حالتیں ہیں:

(۱) یہ دونوں مضاف ہوں، اور ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے۔) رَأَيْتُ أَيَّهُمْ هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ هُوَ عَالِمٌ.

(۲) یہ دونوں نہ مضاف ہوں، اور نہ ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ أَيٌّ عَالِمٌ (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے۔) رَأَيْتُ أَيًّا عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ عَالِمٌ

(۳) یہ دونوں مضاف نہ ہوں، اور ان کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ أَيٌّ هُوَ عَالِمٌ (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے۔) رَأَيْتُ أَيًّا هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ هُوَ عَالِمٌ ان تینوں حالتوں میں أَيٌّ اور أَيَّةٌ معرب ہوں گے، مبنی نہیں ہوں گے۔

(۴) یہ دونوں مضاف ہوں، اور ان کا صلہ جملۂ اسمیہ ہو اور صدرِ صلہ (مبتدا) ضمیر محذوف ہو۔ جیسے: جَاءَ نِیْ أَيُّهُمْ عَالِمٌ (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے۔) رَأَيْتُ أَيُّهُمْ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيُّهُمْ عَالِمٌ. پہلی مثال کی تقدیری عبارت جَاءَ نِیْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ ہے، صدرِ صلہ مبتدا (ھُوَ ضمیر) کو حذف کر دیا۔ أَيٌّ اور أَيَّةٌ صرف اس حالت میں ضمہ پر مبنی ہوں گے، اسی وجہ سے مصنفؒ نے ان کو مبنیات میں ذکر فرمایا۔ [1]

---

[1] **فائدہ:** اسماءِ موصولہ مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت کی وجہ سے مبنی ہیں۔ جس طرح حرف اپنے معنیٰ بتانے میں دوسرے کلمے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسماءِ موصولہ اپنے معنی بتانے میں صلے کے محتاج ہوتے ہیں۔

مشق: (۷)

ان مثالوں کی ترکیب کرواور ترجمہ لکھ کر دکھاؤ اور ضمیر کی قسمیں بھی ظاہر کرو!

أَنَا قَائِمٌ، أَنْتَ غُلَامُ زَيْدٍ، أَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ، ضَرَبَكَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَرَبَكَ، أَنَا يُوْسُفُ، نَحْنُ عَالِمُوْنَ، ضَرَبُوْهُمْ، ضَرَبَهَا عَمْرٌو، ضَرَبَتَاهَا، هُنَّ جَمِيْلَاتٌ، أَنْتِ مُسِنَّةٌ، ضَرَبْنَاكَ، ضَرَبْتُكُمْ، هُمْ شَاهِدُوْنَ، هِيَ ضَارِبَةٌ، هُمَا جَاهِلَانِ، ضَرَبَهُمْ بَكْرٌ، أَنَا أَخُو عَمْرٍو، ضَرَبَتْكُنَّ هِنْدٌ، نَصَرْتَنِيْ، نَصَرُوْنِيْ، نَصَرَتْنِيْ هِنْدٌ، أَنْتَ ابْنُ زَيْدٍ، أَنْتُمْ أَبْنَاءُ بَكْرٍ، أَنْتَ عَمُّ بَكْرٍ، هُوَ خَالِقٌ، هُمْ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ، إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، اِهْدِنَا، غُلَامُنَا قَائِمٌ، هٰذَا عَبْدِيْ، هٰؤُلَاءِ إِخْوَتِيْ، هٰذَا أَخِيْ، هٰذَا كِتَابُنَا، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، هٰذِهٖ بِنْتِيْ، هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ، تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الفُرْقَانَ، قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا، جَاءَ الَّذِيْ ضَرَبَ غُلَامَكَ، إِيَّايَ ضَرَبْتَ، إِيَّاكُمْ أَدْعُوْ، لَكُمْ جَمَالٌ، لَهَا زَوْجٌ، لَهُمْ عِلْمٌ، لِيْ حُزْنٌ، أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، هٰذَا الرَّجُلُ خَالِيْ، ذَانِكَ الرَّجُلَانِ ذَهَبَا، ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا، أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، هٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ، اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ، لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ، إِيَّاكُمَا أَعْطَيْتُ، إِيَّاهُنَّ نَكَحْتُ، إِيَّاكَ ضَرَبْتُ، عَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا، هٰؤُلَاءِ أَصْحَابِيْ، قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ، هٰذَا دِرْهَمٌ، هٰذَا كَلْبٌ، عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ، لَهُمْ كَمَالٌ، اِضْرِبُوْهُنَّ، جَاءَ الَّذِيْ أَعْطَاكَ، رَبُّنَا اللّٰهُ، رَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ، قِبْلَتُنَا بَيْتُ اللّٰهِ، لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، مَا نَدِمَ مَنْ سَكَتَ، أَيُّكُمْ ضَرَبَ زَيْدًا، أَيَّةُ امْرَأَةٍ زَوْجَتُكَ.

(۴) اسمِ فعل: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو فعل کے معنیٰ میں ہو اور فعل کی علامتوں کو قبول نہ کرے۔ اسمِ فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) بمعنیٰ امرِ حاضر۔ (۲) بمعنیٰ فعلِ ماضی۔

اسمِ فعل بمعنیٰ امرِ حاضر: وہ اسمِ فعل ہے جو امرِ حاضر کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: **رُوَیْدَ** بمعنیٰ مہلت دے۔ **بَلْهَ** بمعنیٰ چھوڑ دے۔ **حَیَّهَلَ** بمعنیٰ متوجہ ہو۔ **هَلُمَّ** بمعنیٰ لاؤ، آؤ۔

اسمِ فعل بمعنیٰ فعلِ ماضی: وہ اسمِ فعل ہے جو فعلِ ماضی کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے: **هَیْهَاتَ**: (وہ بہت دور ہوا۔) **شَتَّانَ**: (وہ بہت جدا ہوا۔) **سَرْعَانَ** (اس نے بہت جلدی کی۔) [۱]

(۵) اسمِ صوت: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی آواز کی نقل اتاری جائے، یا کسی چوپائے وغیرہ کو آواز دی جائے۔ جیسے: أُحْ أُحْ: کھانسی کی آواز۔ أُفْ: درد کی آواز۔ بَخٍ: خوشی کی آواز۔ نِخْ: اونٹ بٹھانے کی آواز۔ غَاقْ: کوّے کی آواز۔ [۲]

(۶) اسمِ ظرف: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی کام کے وقت یا جگہ کو بتائے، اور فِیْ

---

[۱] **فعل اور اسمِ فعل میں فرق:**

اسمِ فعل اداءِ معنیٰ میں اقوی ہے اُس فعل سے جس کے معنیٰ میں وہ ہے، اور اس میں زیادہ قدرت ہے فعل کو کامل ظاہر کرنے کی اس میں مبالغہ کے ساتھ، مثلاً فعل "بَعُدَ" صرف بُعد کا فائدہ دیتا ہے، اور اسمِ فعل "هَیْهَاتَ" بُعد بعید اور بُعد شدید کا فائدہ دیتا ہے، اس لیے کہ هَیْهَاتَ کے معنیٰ دقیق "بَعُدَ جِدًّا" (وہ بہت دور ہوا) ہیں۔ (النحو الوافی: ۱۴۲/۴)

فائدہ (۱): اسماءِ افعال اسم کی علامت تنوین کو قبول کرتے ہیں۔ جیسے: صَهٍ (تو کسی نہ کسی وقت خاموش رہ) مَهٍ (تو کسی نہ کسی وقت رُک)

فائدہ (۲): اسماءِ افعال کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل امرِ حاضر اور فعلِ ماضی سے معنیٰ میں مشابہت ہے۔

[۲] **فائدہ:** اسماءِ اصوات کے مبنی ہونے کا سبب ان اسماء کے قائم مقام ہونا ہے جن میں ترکیب نہ ہو، یعنی وہ عامل سے مرکب نہ ہوں۔

کے معنی کو شامل ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظرفِ زمان (۲) ظرفِ مکان۔

ظرفِ زمان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کا وقت بتائے۔ جیسے: إِذْ، إِذَا، مَتٰـی، كَيْفَ، أَيَّانَ، أَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ.

إِذْ: بمعنی جب۔ یہ فعلِ ماضی کے واسطے ظرف بنتا ہے، اس کے بعد کبھی جملۂ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے: جِئْتُكَ إِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہونے والا تھا) اور کبھی جملۂ فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے: جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہوا)

إِذَا: بمعنی جب۔ یہ فعلِ مستقبل کے واسطے ظرف بنتا ہے، اگرچہ ماضی پر داخل ہو، اور اس میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسے: إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجائے)

متٰی: بمعنی کب یا جب۔ یہ کبھی زمانے کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَتٰی تَذْهَبُ؟ (تم کب جاؤ گے؟) اس کو مَتٰی استفہامیہ کہتے ہیں۔ اور یہ کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: مَتٰـی تَـذْهَـبْ أَذْهَبْ (جب تو جائے گا میں جاؤں گا) اس کو مَتٰی شرطیہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں یعنی إِذْ، إِذَا اور مَتٰی مبنی بر سکون ہیں۔

كَيْفَ: یہ مبنی بر فتح ہے اور حالت کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: كَيْفَ أَنْتَ؟ (تم کیسے ہو؟) كَيْفَ الكِتَابُ؟ (کتاب کیسی ہے؟)

أَيَّانَ: بمعنی کب۔ یہ بھی مبنی بر فتح ہے اور زمانے کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ؟ (بدلے کا دن کب ہے؟) ''أَيَّانَ'' مستقبل کے ساتھ خاص ہے اور امورِ عظیمہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔

أَمْسِ: بمعنی گذشتہ کل۔ یہ مبنی بر کسر ہے۔ جیسے: **ذَهَبَ زَيْدٌ أَمْسِ.** (زید گذشتہ کل گیا)

مُذْ اور مُنْذُ: (سے یا میں) یہ دونوں دو طرح مستعمل ہیں۔(ا) حرف ہو کر۔ (۲) اسمِ ظرف ہو کر۔

(ا)...... جب یہ دونوں حرف ہوں گے تو ان کا مابعد مجرور ہوگا۔ پھر جب یہ دونوں ماضی پر داخل ہوں تو ''مِنْ''، یعنی ''سے'' کے معنیٰ میں ہوں گے، جیسے: **مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَيْنِ یا مُنْذُ يَوْمَيْن** (میں نے زید کو دو دن سے نہیں دیکھا) اور جب یہ دونوں حال پر داخل ہوں تو ''فِيْ''، یعنی ''میں'' کے معنیٰ میں ہوں گے، جیسے: **مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ هٰذَا الْيَوْمِ یا مُنْذُ هٰذَا الْيَوْمِ** (میں نے زید کو آج نہیں دیکھا یعنی آج کے دن میں)

(ب)......اور جب یہ دونوں اسمِ ظرف ہوں گے تو ان دونوں کے بعد اسم مرفوع ہوگا، اور وہ اسم فعلِ محذوف کا فاعل ہوگا۔ جیسے: **مَارَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَانِ** اس کی تقدیری عبارت: '' **مُذْ كَانَ يَوْمَانِ** '' ہے۔(میں نے زید کو نہیں دیکھا جب سے دو دن ہوئے۔)

قَطُّ: یہ مبنی بر ضم ہے، اور ماضی منفی کے زمانے کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ** (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا)

عَوْضُ: یہ بھی مبنی بر ضم ہے، اور مستقبلِ منفی کے زمانے کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **لَا أَذْهَبُ إِلَى الْبَيْتِ عَوْضُ** (میں کبھی گھر نہیں جاؤں گا)

قَبْلُ: بمعنی پہلے، اور **بَعْدُ:** بمعنی بعد میں۔ **قَبْلُ** اور **بَعْدُ** کی تین حالتیں ہیں، دو میں معرب اور ایک میں مبنی ہوں گے۔

(ا) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو یہ

معرب ہوں گے۔ جیسے: جَآءَ زَیْدٌ قَبْلَ عَمْرٍو. (زید عمرو سے پہلے آیا۔)

(۲) جب ان کا مضاف الیہ نسیًا منسیا ہو، یعنی نہ لفظوں میں مذکور ہو نہ نیت میں موجود ہو، تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے: جَآءَ زَیْدٌ قَبْلًا. (زید پہلے آیا)

(۳) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، یعنی لفظوں میں مذکور نہ ہو اور نیت میں موجود ہو تو یہ مبنی بر ضم ہوں گے۔ جیسے: لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ اس کی تقدیری عبارت: مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَ مِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔ یعنی اللہ ہی کے لیے امر ہے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد۔

دوسری قسم ظرفِ مکان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کی جگہ بتائے۔ جیسے: حَيْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ، خَلْفُ.

حَيْثُ: بمعنی جہاں۔ یہ مبنی بر ضم ہے، اکثر جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: إِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ (تو بیٹھ جہاں زید بیٹھا ہے)

قُدَّامُ: بمعنی آگے۔ تَحْتُ: بمعنی نیچے۔ فَوْقُ: بمعنی اوپر۔ خَلْفُ: بمعنی پیچھے۔ یہ چاروں مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، ۔ جیسے: جَلَسْتُ فَوْقُ یعنی فَوْقَ الْكُرْسِيِّ. (میں اوپر بیٹھا یعنی کرسی کے اوپر) ورنہ معرب ہوں گے، جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ الْكُرْسِيِّ، یا جَلَسْتُ فَوْقًا.

(۷) اسمِ کنایہ: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ چار ہیں۔ (۱) كَمْ، (۲) كَذَا، (۳) كَيْتَ، (۴) ذَيْتَ.

كَمْ اور كَذَا عددِ مبہم پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: كَمْ دِرْهَمٍ عِنْدِيْ؟ (میرے پاس کتنے درہم ہیں، یعنی بہت سے درہم ہیں) عِنْدِي كَذَا دِرْهَمًا. (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

کَیْتَ اور ذَیْتَ مبہم بات پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: قَالَ زَیْدٌ کَیْتَ وَ ذَیْتَ. (زید نے ایسا ویسا کہا)

(۸) مرکبِ بنائی: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس میں بلانسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو، یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی اپنے اندر لیے ہوئے ہو۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ دراصل: أَحَدٌ وَّ عَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَّ عَشَرٌ تھا، واو کو حذف کر دیا اور دونوں اسموں کو ایک کر دیا، اور اس کے دونوں جز فتح پر مبنی ہوں گے، سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا پہلا جز یعنی اِثْنَا معرب ہے۔ جیسے: جَآءَ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، رَأَیْتُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِأَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا. اور جیسے: جَآءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، رَأَیْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

مشق: (۸)

ذیل کی مثالوں میں اسماءِ افعال اور ظرف کو پہچانو اور ہر ایک مثال کا ترجمہ و ترکیب لکھو۔

شَتَّانَ بَیْنَ زَیْدٍ وَ عَمْرٍو، هَیْهَاتَ یَوْمُ العِیْدِ، بَلْهَ زَیْدًا، حَیَّهَلَ الصَّلٰوةَ، جِئْتُکَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، اٰتِیْکَ إِذَا جَاءَ زَیْدٌ، کَیْفَ حَالُکَ، أَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ، نَصَرْتُکَ أَمْسِ، مَا رَأَیْتُ زَیْدًا مُذْ یَوْمُ الجُمُعَةِ، مَا ضَرَبْتُهٗ قَطُّ، یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَیْدِیْهِمْ، جَلَسْتُ فَوْقَ عَمْرٍو، اِجْلِسْ حَیْثُ جَلَسَ زَیْدٌ، اِمْشِ قُدَّامَ بَکْرٍ، ضَعْ هٰذَا فَوْقَ السَّطْحِ، رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ، کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَکَ، مَلَکْتُ کَذَا وَ کَذَا دِرْهَمًا، قُلْتُ لِزَیْدٍ کَیْتَ وَ ذَیْتَ، مَشَیْتُ خَلْفَکَ، قَعَدَ زَیْدٌ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، لَا أُعْطِیْهِ عَوْضُ، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ، إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ، جَاءَ زَیْدٌ قَبْلَکَ، رَأَیْتُ زَیْدًا قَبْلَ یَوْمِ الجُمُعَةِ، عَرَفْتُ عَمْرًا قَبْلُ، مَا رَأَیْتُهٗ بَعْدُ.

فصل: معرفہ، نکرہ، مذکر، مؤنث اور واحد، تثنیہ، جمع کے بیان میں

تعیین اور عدمِ تعیین کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ معرفہ اور نکرہ۔

معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: زَیْدٌ، ھٰذَا.

معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔ (١) مضمرات (٢) اعلام (٣) اسماءِ اشارات (٤) اسماءِ موصولہ (٥) معرفہ بالف ولام (٦) معرفہ بہ ندا (٧) مضاف الی المعرفہ۔

(١) ضمیر: وہ اسمِ معرفہ ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً معنیً یا حکمًا ہو چکا ہو۔ جیسے: أَنَا، ضَرَبْتُ، إِیَّايَ، ضَرَبَنِیْ، لِیْ.

(٢) عَلَم: وہ اسمِ معرفہ ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع میں کسی دوسرے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ، عَمْرٌو، مَکَّۃُ، زَمْزَمُ وغیرہ۔

(٣) اسمِ اشارہ: وہ اسمِ معرفہ ہے جو مشار الیہ کی تعیین کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: ھٰذَا، ھٰذِہٖ.

(٤) اسمِ موصول: وہ اسمِ معرفہ ہے جو بغیر صلہ کے جملے کا جزءِ تام نہ بن سکے۔ جیسے: الَّذِیْ، الَّتِیْ وغیرہ۔[1]

(٥) معرفہ بالف ولام: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو الف لام کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے: الرَّجُلُ (مخصوص مرد) الْوَلَدُ (مخصوص لڑکا) وغیرہ۔

---

[1] **فائدہ:** اسماءِ اشارہ اور اسماءِ موصولہ کو مبہمات کہتے ہیں، اس لیے کہ اسماءِ اشارہ اور اسماءِ موصولہ کے معنی میں اصل وضع کے اعتبار سے ابہام اور پوشیدگی ہے، چنانچہ ہر مفرد مذکر کے لیے "ھٰذَا" اور "الَّذِیْ" استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح ہر تثنیہ مذکر کے لیے "ھٰذَانِ" اور "اَللَّذَانِ" استعمال کر سکتے ہیں۔

(۶) معرفہ بہ ندا: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو حرفِ ندا کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے: یَاوَلَدُ، یَا رَجُلُ.

(۷) مضاف الی المعرفہ: وہ اسم ہے جو پہلی پانچ قسموں میں سے کسی کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامُہٗ (اس کا غلام) غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) غُلَامُ ھٰذَا (اس کا غلام) غُلَامُ الَّذِی عِنْدِی (اس کا غلام جو میرے پاس ہے) غُلَامُ الرَّجُلِ (مخصوص مرد کا غلام)

نکرہ: وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ (کوئی مرد) فَرَسٌ (کوئی گھوڑا)[1]

مشق: (۹)

امثلۂ ذیل میں معرفہ کی اقسام پہچانو اور ان جملوں کی ترکیب وترجمہ کرو!

أَنَا یُوْسُفُ، ھٰذَا أَخِیْ، ھٰذَا عَبْدُکَ، حِلْمُ الرَّجُلِ عَوْنُہٗ، حِرْفَۃُ الْمَرْءِ کَنْزُہٗ، کَلَامُ اللّٰہِ دَوَاءُ الْقَلْبِ، لِیْنُ الْکَلَامِ قَیْدُ الْقُلُوْبِ، نَحْنُ مُسْتَغْفِرُوْنَ،

[1] **فائدہ (۱):** موانعِ تنوین سات ہیں۔

(۱)	فعل ہونا۔	جیسے: یَفْعَلُ
(۲)	مبنی ہونا۔	جیسے: فِیْ، عَلٰی وغیرہ۔
(۳)	غیر منصرف ہونا۔	جیسے: أَحْمَدُ، عُمَرُ وغیرہ۔
(۴)	معرفہ بالف ولام ہونا۔	جیسے: الرَّجُلُ، الْکِتَابُ.
(۵)	مضاف ہونا۔	جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ.
(۶)	تثنیہ ہونا۔	جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ.
(۷)	جمع مذکر سالم ہونا۔	جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ.

فائدہ (۲): تثنیہ اور جمع مذکر سالم کے آخر میں قائم مقام تنوین (یعنی نونِ تثنیہ اور نونِ جمع مذکر سالم) ہونے کے وجہ سے تنوین نہیں آتی۔

طَابَ مَنْ وَثِقَ بِاللّٰهِ، صَبْرُكَ يُوْرِثُ الخَيْرَ، صَمْتُ الجَاهِلِ سَتْرُهٗ، هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ، هٰذِهٖ أُخْتِىْ، هٰؤُلَاءِ عَبِيْدِىْ، الصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ، الزَّكوٰةُ تُزَكِّى المَالَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، الحَجُّ مُطَهِّرٌ، ذِكْرُ اللّٰهِ طُمَأْنِيْنَةُ القَلْبِ، وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ، اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ، ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهٗ.

☆......☆......☆

جانوتم کہ جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مذکر (۲) مؤنث۔

مذکر: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، وَلَدٌ.

مؤنث: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ، أَرْضٌ.

علامتِ تانیث چار ہیں۔

(۱) تائے مدورہ یعنی گول تا، چاہے حقیقۃً ہو، جیسے: طَلْحَةٌ یا حکمًا ہو، جیسے: عَقْرَبٌ (بچھو) کہ اس کا چوتھا حرف تا کے حکم میں ہے۔ [۱]

(۲) الف مقصورہ جیسے: سَلْمٰى، حُبْلٰى (حاملہ عورت) الفِ مقصورہ وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو۔ لہٰذا "هَوًى" اور "هُدًى"، جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے۔

(۳) الف ممدودہ جیسے: حَمْرَاءُ (سرخ عورت) الف ممدودہ وہ الف ہے جو الف مقصورہ کے بعد ہو اور اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو، دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے، اور اس پر مد کیا جاتا ہے، جیسے: حَسْنَآءُ (خوبصورت) (دراصل حَسْنَاا تھا، دو الف کے

---

[۱] **فائدہ:** ہر وہ رباعی کلمہ جس کو عرب حضرات مؤنث استعمال کرتے ہوں اُس کا چوتھا حرف تاء کے حکم میں ہوگا۔ جیسے: زَيْنَبُ کی باء اور مَرْيَمُ کی میم۔ واللہ اعلم۔

ساتھ) لہٰذا "مَاءٌ" اور "هَوَاءٌ" جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے (کہ دراصل مَاهٌ اور هَوَايٌ تھے)۔

(۴) تائے مقدرہ یعنی وہ تا جو لفظوں میں موجود نہ ہو، لیکن اس کو مان لیا گیا ہو، جیسے: أَرْضٌ کہ دراصل أَرْضَةٌ تھا، اوراس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر أُرَيْضَةٌ آتی ہے، اور تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف لے جاتی ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ ذات کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ مؤنثِ حقیقی۔ مؤنثِ لفظی۔

مؤنثِ حقیقی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ کہ اس کے مقابلے میں رَجُلٌ ہے، اور جیسے: نَاقَةٌ بمعنی اونٹنی کہ اس کے مقابلے میں جَمَلٌ ہے۔

مؤنثِ لفظی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَةٌ (بمعنی تاریکی) اور قُوَّةٌ (بمعنی طاقت)

فائدہ: علامت کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ مؤنثِ قیاسی۔ مؤنثِ سماعی۔

مؤنثِ قیاسی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: ضَارِبَةٌ، حُسْنٰى، حَسْنَاءُ.

مؤنثِ سماعی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں نہ ہو، بلکہ تقدیرًا ہو، (صرف اہل زبان سے سننے کی وجہ سے اس کو مؤنث مان لیا گیا ہو)۔ جیسے: عَيْنٌ: (آنکھ) شَمْسٌ: (سورج) بِئْرٌ: (کنواں) [1]

---

[1] **فائدہ:** کسی اسم کی خبر یا صفت کا مؤنث آنا یا اس کے لیے ضمیر مؤنث کا آنا اُس اسم کے مؤنثِ سماعی ہونے کی علامت ہے۔ جیسے: الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ، بِئْرٌ عَمِيقَةٌ اور إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ.

مشق: (١٠)

امثلۂ ذیل میں ہر کلمہ میں مذکر و مؤنث اور مؤنث کی قسمیں نیز واحد، مثنی اور مجموع کو بتاؤ! اور ہر مثال کا ترجمہ وترکیب بھی کرو!

سَلامَةُ الإِنْسَانِ فِيْ حَبْسِ النَّفْسِ، سَادَةُ الأُمَّةِ الفُقَهَاءُ، الدُّنْيَا مَشْحُوْنَةٌ بِالرَّزَايَا، هِيَ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، السَّمَاءُ مُنْفَطِرَةٌ، الشَّمْسُ تُكَوَّرُ، القِيَامَةُ وَاقِعَةٌ، دَوْلَةُ الأَرْذَالِ اٰفَةُ الرِّجَالِ، دَوْلَةُ المُلُوْكِ العَدْلُ، الملٰئِكَةُ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ، الشَّيْخَانِ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ، هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ، الشَّاةُ نَظِيْفَةٌ، لَبَنُ الأَتَانِ حَرَامٌ، هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ، هٰذِهٖ امْرَأَةُ زَيْدٍ، أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ، خَلَقَ الأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ.

☆......☆......☆

جاننا چاہیے کہ تعداد کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں۔ (١) واحد (٢) مثنّٰی (٣) مجموع۔

واحد: وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ، قَوْمٌ.

مثنّٰی: وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے، اس سبب سے کہ اس کے واحد میں الف اورنونِ مکسور یا یاءِ ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور لگا ہوا ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ، قَوْمَانِ، قَوْمَيْنِ. مُثَنّٰی کا دوسرا نام تثنیہ ہے۔ [1]

[1] **فائدہ:** كِلَا: بمعنیٰ دو مذکر، اور كِلْتَا: بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں اگر چہ دو پر دلالت کرتے ہیں مگر چونکہ ان کے واحد کے آخر میں الف نون یا یاء نون نہیں ہے اس لیے ان کو مثنّٰی نہیں کہیں گے۔
اسی طرح "اِثْنَانِ" بمعنیٰ دو مذکر، اور "اِثْنَتَانِ" بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں بھی اگر چہ دو پر دلالت کرتے ہیں؛ مگر چوں کہ ان کا واحد نہیں ہے اس لیے ان کو مثنّٰی نہیں کہیں گے۔

مجموع: وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں کوئی لفظی یا تقدیری تغیر کیا گیا ہو۔ تغیر لفظی کی مثال جیسے: **رِجَالٌ** **رَجُلٌ** کی جمع۔ اور تغیرِ تقدیری کی مثال جیسے: **فُلُكٌ**: بمعنی کشتیاں، کہ اس کا واحد بھی **فُلُكٌ** ہے **قُفُلٌ** کے وزن پر، (تالا) اور اس کی جمع بھی **فُلُكٌ** ہے **أُسُدٌ** کے وزن پر۔ (**أَسَدٌ** کی جمع بمعنی شیر)

جاننا چاہیے کہ لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔ جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

(۱) جمع تکسیر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے،۔ جیسے: **رِجَالٌ** اور **فُلُكٌ**. اس کو جمع مکسّر بھی کہتے ہیں۔

ثلاثی میں جمع تکسیر کے اوزان اہلِ لسان سے سننے سے تعلق رکھتے ہیں، قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ البتہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر **فَعَالِلُ** کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے: **جَعْفَرٌ** سے **جَعَافِرُ** (بمعنی نہر) **جَحْمَرِشٌ** سے **جَحَامِرُ** پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ، (بمعنی بوڑھی عورت)

(۲) جمع تصحیح: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے، جیسے: **مُسْلِمُوْنَ**، **مُسْلِمَاتٌ**. اس کو جمع سالم اور جمع مصحّح بھی کہتے ہیں۔

جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں۔ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نونِ مفتوح یا ''ي'' ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح متصل ہو۔ جیسے: **مُسْلِمٌ** سے **مُسْلِمُوْنَ** اور **مُسْلِمِيْنَ**.

جمع مؤنث سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور تاءِ زائدہ متصل ہو۔ جیسے: **مُسْلِمَةٌ** سے **مُسْلِمَاتٌ**.

اور جاننا چاہیے کہ معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع قلت اور جمع کثرت۔

جمع قلت: وہ جمع ہے جو دس یا دس سے کم پر بولی جائے۔ جمع قلت کے چھ اوزان ہیں:

(۱) أَفْعَالٌ جیسے: أَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جمع بمعنی بات۔

(۲) أَفْعُلٌ جیسے: أَكْلُبٌ كَلْبٌ کی جمع بمعنی کتا۔

(۳) أَفْعِلَةٌ جیسے: أَعْوِنَةٌ عَوانٌ کی جمع بمعنی ادھیڑ عمر کا؛ جو جوان اور بوڑھے کے درمیان ہو۔

(۴) فِعْلَةٌ جیسے: غِلْمَةٌ غُلَامٌ کی جمع بمعنی بچہ۔

(۵) جمع مذکر سالم جیسے: مُسْلِمُونَ.

(٦) جمع مؤنث سالم جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

جب کہ یہ چھ اوزان الف لام کے بغیر ہوں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زیادہ پر بولی جائے۔ جمع قلت کے اوزان کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔ جیسے: (۱) فُعُلٌ جیسے: كُتُبٌ. (۲) فِعْلَانٌ جیسے: إِخْوَانٌ. (۳) فُعُولٌ جیسے: قُلُوبٌ. (۴) فُعَلَاءُ جیسے: عُلَمَاءُ. اور جمع قلت کے چھ اوزان جب کہ الف لام کے ساتھ ہوں۔ جیسے: الْأَقْوَال، الْأَكْلُبُ وغیرہ۔ [۱]

☆......☆......☆

[۱] فائدہ: کبھی جمع قلت کے اوزان جمع کثرت کے لیے اور کبھی جمع کثرت کے اوزان جمع قلت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ میں "قُرُوْءٌ" جمع کثرت کا وزن جمع قلت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ میں "إِخْوَةٌ" جمع قلت کا وزن جمع کثرت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

مشق:(۱۱)

(ا)......ذیل کی لکھی جمع کے صیغوں میں ان سوالات کا جواب دو کہ کون جمع تکسیر ہے اور کون جمع تصحیح اور جمع تصحیح کی کونسی قسم ہے، جمع مذکر ہے یا جمع مؤنث، اور کون جمع قلت ہے اور کون جمع کثرت اور کون ثلاثی کی جمع ہے اور کون رباعی وخماسی کی، اور ان جمعوں کے واحد بھی بتاؤ!

مُصطَفَوْنَ، أَخيَارٌ، مُتَّقُوْنَ، قَانِتَاتٌ، مَضَاجِعُ، شُمُوْس، عَقَارِبُ، دَرَاهِمُ، بَرَاثِنُ، سَفَارِجُ، هَزَابِرُ، كُبُوْدٌ، اٰبَالٌ، اٰذَانٌ، قُدُوْرٌ، أَبْيَاتٌ، جَفُنَاتٌ، رُكَبٌ، رِقَابٌ، أَغْرِبَةٌ، قُفْزَانٌ، رَكُوْبَاتٌ، أَصَابِعُ، قَنَادِيْلُ، عَصَافِيْرُ، غِزْلَةٌ، جُبَنَاءُ، عُلَمَاءُ، رَقَابَاتٌ، غِزْلَانٌ، أَعْلَوْنَ، مُصْطَفَيْنَ، دُعًى، كُنُزٌ، صَيَاقِلُ، كَلَالِيْبُ، سِدُرَاتٌ، أَقْطَارٌ، قُذُلٌ، مَنَادِيْلُ، أَنْفُسٌ، أَرْجُلٌ، الصَّالِحَاتُ.

(ب)......ذیل کے واحد کے صیغوں کی جمع بناؤ۔

قَوْلٌ، فِعْلٌ، ضَارِبٌ، مَشْرِقٌ، مُسْلِمَةٌ، صَلٰوةٌ، رَأْسٌ، كَأْسٌ، مِصْبَاحٌ، مَدْخَلٌ، عَيْنٌ، ذِئْبٌ، مَغْرِبٌ، غُلَامٌ، أَبٌ، أَخٌ، اِبْنٌ، بِنْتٌ، شَفَةٌ، فَمٌ.

فصل: اسم متمکن کی اقسام کے بیان میں

اعراب: وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ کلمہ کا آخر بدلے۔

کیفیت کے اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں: (۱) اعرابِ لفظی (۲) اعرابِ تقدیری۔

اعرابِ لفظی: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: **جَآءَ مُحَمَّدٌ، رَأَيْتُ**

مُحَمَّدًا، مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ میں "مُحَمَّد" کا اعراب لفظی ہے۔

اعرابِ تقدیری: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو، بلکہ مان لیا گیا ہو۔ جیسے:

جَآءَ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی میں "مُوْسٰی" کا اعراب تقدیری ہے۔

اعرابِ لفظی اور تقدیری میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف۔

اعراب بالحرکت تین ہیں: ضمہ، فتحہ اور کسرہ، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ.

اعراب بالحرف بھی تین ہیں: واو، الف اور یاء، جیسے: جَاءَ أَبُوْکَ، رَأَیْتُ أَبَاکَ، مَرَرْتُ بِأَبِیْکَ.

جاننا چاہیے کہ اسم کا اعراب تین قسم پر ہے۔ رفع، نصب اور جر۔

(۱) رفع: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت ضمہ، الف اور واو وغیرہ ہو۔[۱] جیسے: جَآءَ زَیْدٌ وَ امْرَأَتَانِ وَ مُسْلِمُوْنَ میں "زَیْدٌ، امْرَأَتَانِ اور مُسْلِمُوْنَ" مرفوع ہیں۔

(۲) نصب: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت فتحہ، کسرہ، الف اور یا وغیرہ ہو۔ جیسے: رَأَیْتُ مُحَمَّدًا وَ مُسْلِمَاتٍ وَ أَخَاکَ وَ مُسْلِمَیْنِ وَ عَالِمِیْنَ میں "مُحَمَّدًا، مُسْلِمَاتٍ، أَخَاکَ مُسْلِمَیْنِ اور عَالِمِیْنَ" منصوب ہیں۔

(۳) جر: وہ مخصوص تغیر ہے جس کی علامت کسرہ، فتحہ اور یاء ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ وَ أَحْمَدَ وَ مُسْلِمَیْنِ وَ عَالِمِیْنَ میں "مُحَمَّدٍ، أَحْمَدَ، مُسْلِمَیْنِ اور

[۱] **فائدہ:** رفع اور نصب کی تعریف میں "وغیرہ" کی قید فعل مضارع کے رفع اور نصب کی علامت کی طرف اشارہ ہے کہ مضارع کی علامتِ رفع بعض صیغوں میں اثباتِ نونِ اعرابی اور علامتِ نصب حذفِ نونِ اعرابی ہے، جیسے: یَفْعَلُوْنَ اور لَنْ یَفْعَلُوْا.

عَالِمِیْنَ ‘‘ مجرور ہیں۔(التحفة السنية)

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے اسمِ متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد منصرف صحیح: یعنی وہ اسم جو مفرد ہو، تثنیہ اور جمع نہ ہو، منصرف ہو، یعنی غیر منصرف نہ ہو، صحیح ہو، یعنی اُس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو جیسے: زَیْدٌ، رَجُلٌ ۔حروفِ علت تین ہیں: واو، الف اور یاء۔

(۲) مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح: یعنی وہ اسم جو واحد ہو، تثنیہ اور جمع نہ ہو، منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو، اور جاری مجرائے صحیح ہو، یعنی اُس کے آخر میں حرفِ علت ’’واو‘‘ یا ’’یاء‘‘ ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْيٌ، نَحْوٌ، شَأْيٌ، بَغْدَادِيٌّ، مَدَنِيٌّ وغیرہ۔ [۱]

(۳) جمع مکسر منصرف (صحیح): یعنی وہ جمع مکسّر ہے جو منصرف ہو اور اس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو۔ جیسے: رِجَالٌ.

ان تینوں قسموں کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، حالتِ نصبی میں فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جرّی میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ دَلْوٌ وَ رِجَالٌ،

---

[۱] **فائدہ:** ’’جَارِیْ‘‘ اسمِ فاعل کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے والا۔ ’’مَجْرٰی‘‘ اسمِ ظرف کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے کی جگہ۔ جاری مجرائے صحیح کے معنیٰ: صحیح کے دوڑنے کی جگہ میں دوڑنے والا، یعنی صحیح کا قائم مقام۔ جاری مجرائے صحیح کو قائم مقامِ صحیح بھی کہتے ہیں؛ اس لیے کہ یہ تعلیل کو قبول نہیں کرتا، جس طرح صحیح تعلیل کو قبول نہیں کرتا، اور جو اعراب صحیح پر آتا ہے وہ اعراب اس پر بھی آتا ہے۔

فائدہ: ’’قِسِيٌّ‘‘ (جمع ’’قَوْسٌ‘‘ بمعنی ’’کمان‘‘) اور ’’عِصِيٌّ‘‘ (جمع ’’عَصًا‘‘ بمعنی ’’لاٹھی‘‘) جیسی امثلہ اسی دوسری قسم میں داخل ہیں۔

رَأَیْتُ زَیْدًا وَ دَلْوًا وَ رِجَالاً، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلْوٍ وَ رِجَالٍ.

(۴) جمع مؤنث سالم: یعنی ہر وہ جمع جس کے آخر میں الفِ زائدہ اور تائے زائدہ ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ. اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی و جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. [۱]

(۵) غیر منصرف: یعنی وہ اسم جس میں منع صرف کے نو (۹) اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں، یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ اسبابِ منع صرف نو (۹) ہیں۔ (۱) عدل جیسے: عُمَرُ. (۲) وصف جیسے: أَحْمَرُ. (۳) تانیث جیسے: طَلْحَةُ. (۴) معرفہ جیسے: زَیْنَبُ. (۵) عجمہ جیسے: إِبْرَاهِیْمُ. (۶) جمع جیسے: مَسَاجِدُ. (۷) ترکیب جیسے: مَعْدِیْكَرِبُ. (۸) وزنِ فعل جیسے: أَحْمَدُ. (۹) الف نون زائدتان جیسے: عِمْرَانُ.

اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی و جری میں فتحہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ عُمَرُ، رَأَیْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

☆......☆......☆

---

[۱] **فائدہ:** اگر جمع میں الف زائد نہ ہو جیسے: قُضَاةٌ اور دُعَاةٌ (قاضٍ اور داعٍ کی جمع) تو وہ جمع مؤنث سالم نہ ہوگی؛ بلکہ جمع تکسیر ہوگی، اسی طرح اگر تا زائد نہ ہو بایں طور کہ مفرد میں موجود ہو، جیسے: أَمْوَاتٌ اور أَبْیَاتٌ (مَیْتٌ اور بَیْتٌ کی جمع) تو وہ جمع تکسیر ہوگی، نہ کہ جمع مؤنث سالم۔ (التحفة السنية)

غیر منصرف کا بیان [1]

فائدہ: اسبابِ منع صرف نو(۹) ہیں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل اور الف نون زائدتان۔

(۱) عدل: اسم کا کسی صرفی قاعدے کے بغیر اپنے اصلی صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف اس طرح نکلنا کہ مادہ کے حروف باقی رہیں۔ عدل کی دو قسمیں ہیں۔ عدلِ تحقیقی اور عدلِ تقدیری۔

عدلِ تحقیقی: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثُلاَثُ: بمعنی تین، تین۔ مَثْلَثُ: بمعنی تین، تین، اس میں عدلِ تحقیقی اس طرح ہے کہ "ثُلاَثُ" کے معنیٰ تین تین ہیں، اور معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، معلوم ہوا کہ ثُلاَثُ دراصل ثَلاَثَۃٌ ثَلاَثَۃٌ تھا، اس سے ثُلاَثُ بنالیا گیا۔ اسی طرح مَثْلَثُ دراصل ثَلاَ ثَۃٌ ثَلاَ ثَۃٌ تھا، اس سے مَثْلَثُ بنالیا گیا۔ ثُلاَثُ اور مَثْلَثُ میں دوسرا سبب وصف ہے۔

عدلِ تقدیری: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: عُمَرُ دراصل عَامِرٌ تھا اور زُفَرُ زَافِرٌ تھا،

---

[1] **فائدہ:** "منع" کے معنی ہیں روکنا، اور "صرف" کے معنی منصرف ہونا، "منعِ صرف" کے معنی منصرف ہونے سے روکنا، یعنی غیر منصرف ہونا۔

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ نہیں آتا۔ مگر جب غیر منصرف پر الف لام داخل ہوجائے، یا غیر منصرف مضاف ہو تو اس پر کسرہ آسکتا ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْمَسَاجِدِ اور مَرَرْتُ بِمَسَاجِدِ تَرْکِیْسَرَ.

چونکہ عرب حضرات **عُمَرُ** اور **زُفَرُ** کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں، اور غیر منصرف کے لیے دو سبب ضروری ہیں، اور ان کلموں میں نو (۹) اسباب میں سے صرف ایک سبب معرفہ پایا جارہا ہے، اس لیے دوسرا سبب عدل مان لیا گیا کہ **عُمَرُ** دراصل **عَامِرٌ** تھا، اور **زُفَرُ** دراصل **زَافِرٌ** تھا۔ [۱]

(۲) وصف: اسم کا ایسی مبہم ذات پر دلالت کرنا جس میں کسی معنیٔ وصفی کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: **أَحْمَرُ**: بمعنی سرخ۔ وصف کی دو قسمیں ہیں: وصفِ اصلی اور وصفِ عارضی۔

وصفِ اصلی: وہ کلمہ ہے جس میں کلمے کے وضع کیے جانے کے وقت ہی وصفی معنی موجود ہوں، بعد میں باقی رہیں یا نہ رہیں۔ جیسے: **أَسْوَدُ**: بمعنی کالا، یہ ہر سیاہ چیز کے لیے وضع کیا گیا تھا، بعد میں یہ کالے سانپ کا اسم ہوگیا۔

وصفِ عارضی: وہ کلمہ ہے جس میں کلمے کے وضع کئے جانے کے وقت تو وصفی معنی موجود نہ ہوں، لیکن استعمال کے وقت اس کے اندر معنیٔ وصفی پیدا ہوجائیں۔ جیسے: **مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ** (میں چار عورتوں کے پاس سے گذرا) اس مثال میں "**أَرْبَعٌ**" کو تین اور پانچ کے درمیان والے عدد یعنی چار کے لیے وضع کیا گیا تھا، لیکن استعمال کے وقت اس کو "**نِسْوَةٌ**" کی صفت بنالیا گیا۔

وصف کی ان دونوں قسموں میں سے وصفِ اصلی غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے، نہ کہ

---

[۱] **فائدہ:** حضرات نحاۃ نے وہ کلمات (علم) جو **فُعَلُ** کے وزن پر ہیں اور غیر منصرف سنے گئے ہیں ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے: **عُمَرُ، زُفَرُ، زُحَلُ، ثُعَلُ، جُشَمُ، جُمَحُ، قُزَحُ، دُلَفُ، عُصَمُ، جُحَی، بُلَعُ، مُضَرُ، هُبَلُ، هُذَلُ، قُثَمُ** اور ان کے ساتھ **جُمَعُ، كُتَعُ، بُصَعُ، بُتَعُ** کو لاحق کیا گیا ہے، اور یہ وہ اسماء ہیں جن سے جمع مؤنث کی تاکید لائی جاتی ہے، یہ معرفہ اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ (جامع الدروس: ۲/۱۵۳)

وصفِ عارضی۔

(۳) تانیث: یعنی اسم کا مؤنث ہونا۔ تانیث کے غیر منصرف کا سبب بننے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) کلمہ تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم ہو۔ جیسے: **طَلْحَةُ، عَائِشَةُ.** اگر وہ کلمہ جو تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو عَلَم نہ ہو تو یہ تانیث غیر منصرف کا سبب نہیں ہوگی۔ جیسے: **ضَارِبَةٌ، قَائِمَةٌ.**

(۲) کلمہ مؤنثِ معنوی یعنی مؤنثِ سماعی ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ عَلَم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: **زَيْنَبُ، مَرْيَمُ.** یا اگر کلمہ تین حرفی ہو تو اس کا درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے: **سَقَرُ:** بمعنی جہنم۔ یا اگر کلمہ تین حرفی ساکن الاوسط ہو تو عجمی ہو۔ جیسے: **مَاهُ، جُوْرُ.** (دو شہروں کے نام)

فائدہ: اگر کوئی کلمہ مؤنثِ معنوی ہو اور وہ کلمہ تین حرف سے زائد نہ ہو اور نہ اس کا درمیانی حرف متحرک ہو اور نہ وہ عجمی ہو تو اس کلمہ کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: **هِنْدٌ** اور **هِنْدُ، مِصْرٌ** اور **مِصْرُ.**

(۳) کلمہ الفِ مقصورہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: **صُغْرٰی، كُبْرٰی، حُبْلٰی.**

تانیث بالفِ مقصورہ دو سبب کے قائم مقام ہے۔

الفِ مقصورہ: وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو۔

(۴) کلمہ الفِ ممدودہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: **حَمْرَاءُ، بَيْضَاءُ، أَقْوِيَاءُ، عُلَمَاءُ.** تانیث بالفِ ممدودہ بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔

الفِ ممدودہ: وہ الف ہے جو الفِ مقصورہ کے بعد ہو اور اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے۔ جیسے: حَمْرَاءُ کہ اصل میں حَمْرَاا تھا (دو الف کے ساتھ)۔ (النحو الوافی: ۴/ ۲۰۷)

(۴) معرفہ: یعنی اسم کا معین ذات پر دلالت کرنا۔ یہاں معرفہ سے مراد اُس کی سات اقسام میں سے صرف علم ہے۔ جیسے: زَیْنَبُ، مَرْیَمُ، طَلْحَۃُ وغیرہ۔

(۵) عجمہ: یعنی اسم کا عربی نہ ہونا۔ عجمہ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسم عربی زبان میں اوّلاً عَلَم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: إِبْرَاهِيْمُ. اگر کوئی کلمہ عربی زبان میں اولا علم نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا، جیسے: لِجَامٌ (لگام) جب کہ کسی کا نام رکھا جائے۔ اسی طرح کوئی عجمی کلمہ تین حرفی ہو تو وہ بھی منصرف ہوگا، جیسے: نُوْحٌ، لُوْطٌ، لَمَکٌ (نوح علیہ السلام کے والد کا نام)[۱]

(۶) جمع: یعنی اسم کا جمع ہونا، یہاں جمع سے مراد جمع مُنْتَھی الجُمُوْع ہے۔

جمع منتہی الجموع: وہ جمع تکسیر ہے جس میں الفِ جمع کے بعد دو حرف آئیں۔ جیسے: مَسَاجِدُ. یا ایک حرف مشدد آئے۔ جیسے: دَوَابُّ دَابَّۃٌ کی جمع بمعنی چوپایہ۔ یا تین حرف آئیں اور درمیانی حرف ساکن ہو۔ جیسے: مَصَابِيْحُ مِصْبَاحٌ کی جمع بمعنی چراغ۔

الفِ جمع: وہ الف ہے جس سے پہلے دو حرف متحرک مفتوح ہوں۔

---

[۱] **فائدہ:** عجمہ کی معرفت کے طریقے:

(۱) اسم کا وزن اوزانِ عربیہ سے خالی ہو، جیسے: إِبْرَاهِيْمُ، أَبْرِيْسَم.

(۲) اسم رُباعی یا خماسی ہو اور حروفِ مذلقہ "مُرْبنفل" سے خالی ہو۔

(۳) ائمۂ ثقات نے اس کے عجمی ہونے کی صراحت کی ہو۔ (النحو الوافی: ۴/۲۴۵)

جمع منتہی الجموع کی شرط یہ ہے کہ وہ تائے مدوّرہ کو قبول نہ کرے، جیسے: **مَدَارِسُ.**

اگر جمع منتہی الجموع کے آخر میں تا ہوگی تو وہ منصرف ہوگی۔ جیسے: **أَسَاتِذَةٌ** **أُسْتَاذٌ** کی جمع، اور **تَلَامِذَةٌ**، **تِلْمِیْذٌ** کی جمع بمعنی شاگرد۔

جمع منتہی الجموع بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔

(۷) ترکیب: یعنی کسی اسم کا مرکّب ہونا، یہاں ترکیب سے مراد ترکیبِ امتزاجی ہے۔

ترکیبِ امتزاجی: وہ ترکیب ہے جس میں دو یا دو سے زائد کلموں کو ایک بنالیا گیا ہو، اور کوئی کلمہ کسی حرف کو متضمن نہ ہو، اور اس کے اجزاء میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: **مَعْدِیْکَرِبُ، بَعْلَبَکُّ، حَضْرَ مَوْتُ.** ترکیبِ امتزاجی کی شرط یہ ہے کہ وہ علَم ہو۔

(۸) وزنِ فعل: یعنی اسم کا فعل کے وزن پر ہونا۔

اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص ہو یعنی وہ وزن اسم میں فعل سے منقول ہوکر ہی استعمال ہو۔ جیسے: **شَمَّرَ** (حجّاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام) **دُئِلَ** (ایک قبیلے کا نام) اور اگر وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروفِ مضارع "أَتَیْنَ" میں سے کوئی حرف آئے اور وہ تاء کو قبول نہ کرے۔ جیسے: **أَحْمَدُ، تَغْلِبُ، یَشْکُرُ، نَرْجِسُ.**

(۹) الف نون زائدتان: یعنی اسم کے آخر میں الف اور نون کا زائد ہونا۔ جیسے: **عُثْمَانُ.** [1]

---

[1] **فائدہ:** اگر الف اور نون دونوں اصلی ہوں، جیسے: انٌ، شَأْنٌ، یا صرف الف زائد ہو تو وہ اسم ہمیشہ منصرف ہوگا، جیسے: أَوَانٌ، بَیَانٌ، حَسَّانٌ وغیرہ۔

الف نون زائدتان کا استعمال دو طرح ہوتا ہے: (۱) اسمِ ذات میں (۲) اسمِ صفت میں۔

(۱) جب الف نون زائدتان کا استعمال اسمِ ذات میں ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم ہو۔ جیسے: **عُثْمَانُ، رِضْوَانُ، عِرْفَانُ.**

اسمِ ذات: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: **مَاءٌ، وَلَدٌ، فَرَسٌ.**

(۲) الف نون زائدتان کا استعمال کبھی اسمِ صفت میں ہوتا ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر نہ آئے۔ جیسے: **سَكْرَانُ** (بمعنی نشہ والا) غیر منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث **سَكْرٰى** آتا ہے، **سَكْرَانَةٌ** نہیں اور **نَدْمَانٌ** (بمعنی ساتھی) منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث **نَدْمَانَةٌ** آتا ہے۔[۱]

اسمِ صفت: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: **بَارِدٌ، ذَكِيٌّ، سَرِيْعٌ.**

فائدہ: اگر کوئی اسم غیر منصرف ہو لیکن اس پر الف لام داخل ہو جائے یا وہ اسم مضاف ہو جائے تو اس کا اعراب پانچویں قسم (غیر منصرف) کے بجائے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) یا تیسری قسم (جمع مکسّر منصرف صحیح) کا اعراب ہوگا۔

---

[۱] **فائدہ:** عام کتبِ لغت میں ہر **فَعْلَانُ** کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** موجود ہے، یہ بعض بنو اسد کی لغت ہے، جمہور عرب کی لغت نہیں ہے، جمہور عرب کے یہاں کچھ ہی کلمات (چودہ کلمات) کا مؤنث **فَعْلَانَةٌ** کے وزن پر آتا ہے، ان کے علاوہ تمام کلمات کا مؤنث **فَعْلٰى** کے وزن پر آتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: حواشی ہدایۃ النحو/صفحہ: ۱۷، رضی بر کافیہ: ۱/۶۰ اور جامع الدروس العربیۃ: الباب السابع: ۲/۱۵۴)

فائدہ: اگر کوئی اسم الفِ مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہو جیسے: **رُؤْيَا، حُبْلٰی.** تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمۂ تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی و جری میں فتحۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **جَآءَتْ حُبْلٰی، رَأَيْتُ حُبْلٰی، مَرَرْتُ بِحُبْلٰی.**

مشق: (۱۲)

ذیل کی مثالوں میں ہر اسم کو اسمِ معرب کی سولہ قسموں میں سے بتاؤ کونسی قسم ہے، اور اگر غیر منصرف ہے تو نو اسباب میں سے کون سے دو سبب اس میں ہیں اور رفع نصب و جر میں کونسی حالت میں ہے اور ترکیب و ترجمہ بھی کرو!

نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ، مَكَّةُ بَلْدَةٌ مُبَارَكَةٌ، عُثْمَانُ (رضي الله عنه) **ثَالِثُ الْخُلَفَاءِ، قُبُوْرُ الصُّلَحَاءِ رِيَاضٌ، الصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ، اِنْكِحُوْا مُسْلِمَاتٍ، يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ، إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ، إِسْمَاعِيْلُ ذَبِيْحُ اللّٰهِ، لَأَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ، بَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ، اِسْمُهٗ أَحْمَدُ، عَائِشَةُ** رضـ **زَوْجَةُ النَّبِيِّ** ﷺ**، سَيِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ، سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، أَحْسَنُ الْقَصَصِ هٰذَا الْقُرْآنُ، خَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُ، الْأَهِلَّةُ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ، هٰذَا جِرْوُ ذِئْبٍ، مَصَّ الْوَلَدُ ثَدْيَ أُمِّهٖ، اِتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ، إِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ، حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ، أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ، حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ أَخَوَاتُكُمْ وَ عَمَّاتُكُمْ، أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ** ﷺ.

☆......☆......☆

(۶) اسماءِ ستہ مکبَّرہ موحّدہ: جب کہ یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں۔
اسماءِ ستہ یہ ہیں: (۱) أَبٌ: باپ (۲) أَخٌ: بھائی (۳) حَمٌ: دیور (۴) هَنٌ: شرمگاہ (۵) فَمٌ: منہ (۶) ذُوْمَالٍ: مال والا۔ [۱]

جب یہ اسم مکبَّر ہوں یعنی ان کی تصغیر نہ لائی گئی ہو، مُوَحّدہ یعنی واحد ہوں، تثنیہ اور جمع نہ ہوں اور وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب حالتِ رفعی میں واو کے ساتھ، حالتِ نصبی میں الف کے ساتھ اور حالتِ جری میں یا کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ أَبُوْکَ، رَأَیْتُ أَبَاکَ، مَرَرْتُ بِأَبِیْکَ.

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مصغّر ہوں تو ان کا اعراب دوسری قسم (جاری مجرائے صحیح) یا پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) کی طرح ہوگا۔ یعنی رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: جَآءَ أُبَيٌّ، رَأَیْتُ أُبَیًّا، مَرَرْتُ بِأُبَيٍّ اور جیسے: هٰذَا فُوَیْهٌ، رَأَیْتُ فُوَیْهًا، أَکَلَ طِفْلٌ بِفُوَیْهٍ.

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبّرہ کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوگا۔ جیسے: جَآءَ أَبٌ، رَأَیْتُ أَبًا، مَرَرْتُ بِأَبٍ.

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبرہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ چودہویں قسم میں آرہا ہے۔ جیسے: جَآءَ أَبِیْ، رَأَیْتُ

---

[۱] **فائدہ:** ذو ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔
اسم جنس: وہ اسم ہے جو ایسے کثیر افراد پر بولا جائے جو نوع میں مختلف ہوں، جیسے: مال، عقل، فضل وغیرہ۔
(التعریفات للجرجانی: ۷۸)

أَبِیْ، مَرَرْتُ بِأَبِیْ. ۱؎

(۷) مثنّٰی: یعنی وہ اسم جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں الف یا یا ما قبل مفتوح اور نونِ مکسور بڑھایا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ.

(۸) کِلاَ و کِلْتَا: جب کہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے: کِلاَھُمَا: (وہ دونوں مذکر) کِلاَ کُمَا: (تم دونوں مذکر) کِلْتَاھُمَا: (وہ دونوں مؤنث) کِلْتَاکُمَا: (تم دونوں مؤنث) ۲؎

(۹) اِثْنَانِ اور **اِثْنَتَانِ**: بمعنی دو، پہلا مذکر کے لیے اور دوسرا مؤنث کے لیے۔

ان تینوں قسموں کا رفع الف کے ساتھ اور نصب و جر یا ما قبل مفتوح کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ رَجُلَانِ وَ کِلاَ ھُمَا وَ اثْنَانِ، رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَ اثْنَیْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَ اثْنَیْنِ.

فائدہ:(۱) جب کِلاَ اور کِلْتَا اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا

۱؎ **فائدہ**: أَبٌ دراصل أَبَوٌ، أَخٌ دراصل أَخَوٌ، حَمٌ دراصل حَمَوٌ اور ھَنٌ دراصل ھَنَوٌ تھا۔ چاروں کے اخیر سے خلافِ قیاس واو حذف کر دیا، أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ اور ھَنٌ ہوگیا۔ فَمٌ دراصل فَوْہٌ تھا، ہا کو خلافِ قیاس حذف کر دیا، اور واو کو قربِ مخرج کی وجہ سے میم سے بدل دیا، فَمٌ ہوگیا۔ اور ذُوْ دراصل ذُوُوٌ تھا، آخری واو کو خلافِ قیاس حذف کر دیا اور پہلے واو کو اعراب کا واو قرار دیا۔

۲؎ **فائدہ**: کِلاَ اور کِلْتَا کے لیے دو جہتیں ہیں: (۱) صورت کے اعتبار سے مفرد، (۲) معنیٰ کے اعتبار سے تثنیہ۔ جب وہ دونوں ضمیر کی جانب مضاف ہوں گے؛ تو جانبِ معنی کی رعایت کرتے ہوئے ان کا اعراب تثنیہ کی طرح اعراب بالحرف لفظی ہوگا، اور جب وہ دونوں اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے: تو جانبِ صورت کی رعایت کرتے ہوئے اُن کا اعراب مفرد کی طرح اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا۔ (ہدایۃ النحو/ص:۱۱/ حاشیہ:۵)

اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، حالتِ نصبی میں فتحہ تقدیری اور حالتِ جری میں کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ کِلاَ الرَّجُلَیْنِ، رَأَیْتُ کِلاَ الرَّجُلَیْنِ، مَرَرْتُ بِکِلاَ الرَّجُلَیْنِ.

مشق: (۱۳)

امثلۂ مذکورہ میں ہر اسم کو سولہ قسموں سے بتاؤ کونسی قسم ہے، اور تینوں حالتوں میں سے کس حالت میں ہے، اور ترکیب و ترجمہ بھی کرو!

أَبُوْنَا اٰدَمُ، أَبُوْکَ رَجُلٌ صَالِحٌ، قَالَ أَبُوْهُمْ، أَخُوْنَا عُمَرُ، اِجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ، ضَرَبْتُ أَخَاکَ، اِضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَیْنِ، جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ، أَنَا أَخُوْکَ، جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ أَخِیْهِ، دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیَانِ، اَرْسَلْنَا إِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ، أَخُوْکَ مَنْ وَاسَاکَ، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، اُطْرُدْ هَاتَیْنِ الْکَلْبَتَیْنِ، فِیْهِمَا عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ، هُمَا مُدْهَامَّتَانِ، هُوَ ذُوْ عِلْمٍ، زَیْدٌ ذُوْ عَقْلٍ، رَأَیْتُ رَجُلًا ذَا فَهْمٍ، مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ذِیْ لُبٍّ، هٰذَا طَعَامٌ ذُوْ مِلْحٍ، فُوْهُ أَجْمَلُ مِنْ فِیْ زَیْدٍ، حَمُوْکِ عَالِمٌ، رَأَیْتُ حَمَاهَا فِی الدَّارِ، اُسْتُرْ هَنَاکَ، حَضَرَنِیْ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا، اِشْتَرَیْتُ اللَّحْمَ بِدِرْهَمَیْنِ، بِعْتُ ثَوْبِیْ بِدِیْنَارَیْنِ، لَیُوْسُفُ وَ أَخُوْهُ أَحَبُّ إِلٰی أَبِیْنَا، طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِیْ اثْنَیْنِ.

☆......☆......☆

(۱۰) جمع مذکر سالم: یعنی وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے، اور اس کے واحد کے آخر میں واو ما قبل مضموم یا یا ما قبل مکسور اور نونِ مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ.

(۱۱) أُولُوْ: بمعنیٰ والے۔ یہ ''ذُوْ'' کی جمع ذَوُوْ کے معنیٰ میں ہے، اس کا نہ مفرد ہے اور نہ تثنیہ، یہ ہمیشہ ذو کی طرح اسمِ جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: أُولُوْ مَالٍ: مال والے، أُولُوْ فَضْلٍ: فضل والے۔

(۱۲) عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک کی دہائیاں۔ [۱]

ان تینوں قسموں کا رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ ہوگا، اور نصب و جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ مُسْلِمُوْنَ وَ أُولُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلًا. رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَ أُولِيْ مَالٍ وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَ أُولِيْ مَالٍ وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا.

(۱۳) اسمِ مقصور: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الفِ مقصورہ ہو۔ جیسے: عَصًا (لاٹھی)، فَتیً (نوجوان) بُشْرٰی، أَرْطٰی، قَبَعْثَرٰی.

فائدہ: یہاں الفِ مقصورہ سے مراد ہر وہ الف ہے جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے، چاہے وہ زائد ہو، جیسے: صُغْرٰی، کُبْرٰی. یا حرفِ اصلی سے بدل کر آیا ہو۔ جیسے: عَصًا، فَتیً.

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم و تثنیہ مضاف بیاءِ متکلم: یعنی جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے علاوہ ہر وہ اسم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامِيْ، آبَائِيْ، مُسْلِمَاتِيْ، تَلَامِيْذِيْ.

ان دو قسموں کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ ان کا رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ ان دو قسموں میں

---

[۱] **فائدہ:** دہائیاں یہ ہیں: عِشْرُوْنَ: (بیس) ثَلَاثُوْنَ: (تیس) أَرْبَعُوْنَ: (چالیس) خَمْسُوْنَ: (پچاس) سِتُّوْنَ: (ساٹھ) سَبْعُوْنَ: (ستّر) ثَمَانُوْنَ: (اسّی) تِسْعُوْنَ: (نوّے)

تلفظ تینوں حالتوں میں یکساں رہے گا۔ جیسے: جَآءَ مُوْسٰی وَ غُلَامِیْ، رَأَیْتُ مُوْسٰی وَ غُلَامِیْ، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَ غُلَامِیْ.

مشق: (۱۴)

ذیل کے جملوں میں ہر اسم کو معرب کی سولہ قسموں سے بتاؤ کونسی قسم ہے اور کس حالت میں ہے، اور ترکیب وترجمہ بھی کرو!

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوْ الْأَلْبَابِ، اَللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذَا أَخِيْ، قَالَ مُوْسٰى لِأَخِيْهِ، اِسْمُهٗ يَحْيٰى، هٰذَا كِتَابِيْ، هُوَ عَبْدِيْ، هٰؤُلَاءِ إِخْوَتِيْ، اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيْ، رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ، نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ، لَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ، هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ، هُمْ أُوْلُو عَقْلٍ، مَرَرْتُ بِسَبْعِيْنَ رَجُلاً، اَللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ، كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ، لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ، مَالَ قَلْبِيْ، رَبِّيَ اللّٰهُ، نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ، هٰذَا صِرَاطِيْ، وَاعَدْنَا مُوْسٰى ثَلَاثِيْنَ لَيْلَةً، اُدْخُلِيْ فِيْ جَنَّتِيْ، لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ.

☆......☆......☆

(۱۵) اسمِ منقوص: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یا ما قبل مکسور ہو۔ جیسے: اَلْقَاضِيْ، قَاضٍ، اللَّيَالِيْ، لَيَالٍ. اس کا رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ لفظی کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ. اور جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَيْتُ قَاضِيًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ.

فائدہ: جب اسمِ منقوص معرّف باللام یا مضاف ہوتو اس کی یاء تینوں حالتوں میں باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِیُ، رَأَیْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ. اور جیسے: جَآءَ قَاضِیُکُمْ، رَأَیْتُ قَاضِیَکُمْ، مَرَرْتُ بِقَاضِیْکُمْ. اور جب اسمِ منقوص معرّف باللام یا مضاف نہ ہوتو حالتِ رفعی اور جری میں اس کی یاء حذف ہو جائے گی، اور حالتِ نصبی میں یاء باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَیْتُ قَاضِیًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ.

(۱۶) جمع مذکر سالم جب کہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو: جیسے: مُسْلِمِيَّ (میرے مسلمان)، ضَارِبِيَّ، طَالِبِيَّ. (میرے طالب) اس کی حالتِ رفعی واو تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی و جری یا ماقبل مکسور لفظی کے ساتھ ہوگی۔ جیسے: هٰؤُلَآءِ مُسْلِمِيَّ. یہ مُسْلِمِيَّ دراصل مُسْلِمُوْنَ يَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمُوْيَ ہوا، پھر واو اور یاء جمع ہوئے اور ان میں پہلا ساکن تھا، اس لیے واو کو یاء سے بدل دیا، اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، مُسْلِمُيَّ ہوا، پھر یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، مُسْلِمِيَّ ہوگیا۔ اور جیسے: رَأَیْتُ مُسْلِمِيَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ. یہ مُسْلِمِيَّ دراصل مُسْلِمِیْنَ يَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمِیْيَ ہوا، اب دو یاء جمع ہوئیں جن میں سے پہلی یاء ساکن ہے اور دوسری متحرک ہے، اس لیے پہلی یاء کا دوسری میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمِيَّ ہوگیا۔

مشق: (۱۵)

ذیل کی مثالوں میں ہر اسم کو بتاؤ کہ سولہ اقسام میں سے کونسی قسم ہے اور حالتِ رفعی، نصبی و جرّی میں سے کس حالت میں ہے۔

اِقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ، الدَّاعِیُ اَللّٰهُ، لَقِیْتُ مُکْرِمِيَّ، أَرَیْنَاهُ اٰیَاتِنَا، تَوَلّٰی

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ، أَرَاهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى، بِعِ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ، هُوَ رَاضٍ عَنْكَ، جَاءَهُ الْأَعْمٰى، قَالَ الْمَسِيْحُ : اُعْبُدُوا اللّٰهَ، اَلْمَعَاصِيُ مُهْلِكَةٌ، مَأْوَى الْكَافِرِيْنَ جَهَنَّمُ، عُقْبَى الْكَافِرِيْنَ النَّارُ، قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ، يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ، اُذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيْمَ، ضَاقَ صَدْرِيْ، اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ، اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ، عَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ، لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ، عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ، اَللّٰهُ لَا يَهْدِي الظَّالِمِيْنَ، عِنْدِيْ سِتُّوْنَ رَجُلاً، قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ.

فصل: فعلِ مضارع کی اقسام کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مضارع کے اعراب تین ہیں۔ رفع، نصب اور جزم۔ [۱]

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے فعلِ مضارع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فعلِ مضارع صحیح مجرّد از ضمائرِ بارزہ مرفوعہ: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں کوئی حرفِ علّت نہ ہو اور تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیرِ بارز مرفوع (الف، واو اور یاء) سے خالی ہو۔ جیسے: يَضْرِبُ، يَعِدُ، يَخَافُ. وغیرہ۔

اس کا رفع ضمّہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ يَضْرِبُ: (وہ مارتا ہے) لَنْ يَضْرِبَ: (وہ ہرگز نہیں مارے گا) لَمْ يَضْرِبْ (اس نے نہیں مارا)

---

[۱] **فائدہ:** جزم وہ تغیر ہے جس کی علامت سکون، حرفِ علت کا حذف اور نونِ اعرابی کا حذف ہو، جیسے: لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَضْرِبَا.

(۲) فعلِ مضارع مفرد معتلِّ واوی و یائی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں حرفِ علّت واو یا یاء ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع یعنی الف، واو اور یاء سے خالی ہو۔ جیسے: **یَغْزُوْ**: (وہ حملہ کرتا ہے) اور **یَرْمِیْ**: (وہ پھینکتا ہے)

اس کا رفع ضمّۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ یعنی حرفِ علت واو یا یاء کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُوَ يَغْزُوْ وَ يَرْمِيْ، لَنْ يَغْزُوَ وَ لَنْ يَرْمِيَ، لَمْ يَغْزُ وَ لَمْ يَرْمِ.**

(۳) فعلِ مضارع مفرد معتلِّ الفی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں حرفِ علّت الف ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع الف، واو اور یاء سے خالی ہو۔ جیسے: **يَرْضٰى، يَخْشٰى.**

اس کا رفع ضمّۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ یعنی الف کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: **هُوَ يَرْضٰى، وَ لَنْ يَرْضٰى، وَ لَمْ يَرْضَ.**

(۴) فعلِ مضارع صحیح یا معتل با ضمائرِ بارزہ مرفوعہ و نونِ اعرابی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمائرِ بارزہ اور نونِ اعرابی ہو، چاہے وہ صحیح ہو یا معتلّ۔

ان کا رفع نونِ اعرابی کے اثبات کے ساتھ ہوگا۔ جیسے تم تثنیہ میں کہو گے: **هُمَا يَضْرِبَانِ وَ يَغْزُوَانِ وَ يَرْمِيَانِ وَ يَرْضَيَانِ،** اور جمع مذکر میں کہو گے: **هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَ يَغْزُوْنَ وَ يَرْمُوْنَ وَ يَرْضَوْنَ،** اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے: **أَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَ تَغْزِيْنَ وَ تَرْمِيْنَ وَ تَرْضَيْنَ.**

اور ان کا نصب و جزم نونِ اعرابی کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ تم تثنیہ میں کہو گے: **لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَغْزُوَا، لَنْ يَرْمِيَا، لَنْ يَرْضَيَا.** اور **لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَغْزُوَا،**

لَمْ یَرْمِیَا، لَمْ یَرْضَیَا. اورجمع مذکر میں کہوگے: لَنْ یَضْرِبُوْا، لَنْ یَغْزُوْا، لَنْ یَرْمُوْا، لَنْ یَرْضَوْا، اور لَمْ یَضْرِبُوْا، لَمْ یَغْزُوْا، لَمْ یَرْمُوْا، لَمْ یَرْضَوْا. اورواحد مؤنث حاضر میں کہوگے: لَنْ تَضْرِبِیْ، لَنْ تَغْزِیْ، لَنْ تَرْمِیْ، لَنْ تَرْضَیْ، اور لَمْ تَضْرِبِیْ، لَمْ تَغْزِیْ، لَمْ تَرْمِیْ، لَمْ تَرْضَیْ.

مشق: (۱۶)

ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں مع اعراب بیان کرواور ترجمہ وترکیب بھی کرو!

لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی، یُرِیْدَانِ أَنْ یُخْرِجَاکُمْ، اُولٰئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِیْ الخَیْرَاتِ، هُمْ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ، لَنْ أُکَلِّمَ الیَوْمَ، أَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ، هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ، لَا تَحْزَنِیْ، لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا، لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الیَهُوْدُ، یَهْدِیْ مَنْ یَشَاءُ، اُولٰئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا، لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا، لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ، یَسْتَبْشِرُوْنَ، نَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَ الخَیْرِ.

فصل: عوامل کے بیان میں

عامل: وہ چیز ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے، اس کی جمع عوامل آتی ہے، اعراب کے عوامل دوقسم پر ہیں، لفظی اور معنوی۔

عاملِ لفظی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ میں "جَاءَ" عاملِ لفظی ہے۔

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔

عاملِ لفظی کی تین قسمیں ہیں: حروف، افعال اور اسماء۔ ہم ان تین قسموں کو تین ابواب میں ان شاء اللہ یاد کریں گے۔

پہلا باب

حروفِ عاملہ کے بیان میں، اور اس میں دو فصلیں ہیں۔

حروفِ عاملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عاملہ در اسم (۲) عاملہ در فعلِ مضارع۔

پہلی فصل: حروفِ عاملہ در اسم کے بیان میں

اور ان کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) حروفِ جر (۲) حروفِ مشبہ بالفعل (۳) مَا وَلَا مشابہ بلیس (۴) لائے نفی جنس (۵) حروفِ ندا۔

(۱) حروفِ جر: وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہِ فعل یا معنیٔ فعل کا اپنے مابعد اسم کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ فعل کی مثال جیسے: **مَرَرْتُ بِزَيْدٍ**، شبہِ فعل کی مثال جیسے: **أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ** (میں زید کے پاس سے گذرنے والا ہوں) معنیٔ فعل کی مثال جیسے: **هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ** (یہ گھر میں تمہارے والد ہیں)۔ (**هٰذَا** بمعنی **أُشِيْرُ** معنیٔ فعل ہے، میں اشارہ کرتا ہوں تمہارے والد کی طرف اس حال میں کہ وہ گھر میں ہیں)۔ [1]

حروفِ جر سترہ/۱۷ ہیں: باء، تاء، کاف، لام، واو، مُنْذُ، مُذْ، خَلَا، رُبَّ،

---

[1] **فائدہ:** معنیٔ فعل وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے معنیٰ مستنبط ہوں اور وہ فعل کی ترکیب سے نہ ہو، جیسے: ظرف، جارومجرور، حروفِ ندا، حروفِ تنبیہ، اسماءِ اشارات، اسماءِ افعال وغیرہ۔ (ہدایۃ النحو/صفحہ:۱۰۱/ حاشیہ:۳)

حَاشَا، مِنْ، عَدَا، فِيْ، عَنْ، عَلٰى، حَتّٰى، إِلٰى.

یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں۔ جیسے: اَلْـمَـالُ لِزَيْدٍ: مال زید کا ہے۔

مشق: (۱۷)

امثلۂ مذکورہ میں حروفِ جر اور ان کے عمل و تعلق میں غور کرو اور ترجمہ وترکیب کرو!

مِـنَ الـنَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ، أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ، يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ، أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، اَلحَمْدُ لِلّٰهِ، تَاللّٰهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَـنْهُ، وَجْهُ زَيْدٍ كَالقَمَرِ، الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ، عَلَيْكُمْ وَقَارٌ، لَهُمْ حُكُوْمَةٌ، أَدَبُ المَرْءِ خَيْرٌ مِنْ ذَهَبِهٖ، اِسْتِرَاحَةُ النَّفْسِ فِيْ اليَأْسِ، إِخْفَاءُ الشَّدَائِدِ مِنَ المُرُوْءَةِ، الإِنْسَانُ مِنَ اللِّسَانِ، تَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ، دَوَاءُ القَلْبِ الرِّضَا بِالقَضَاءِ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ، خَيْـرُ الـمَـالِ مَـا أُنْفِقَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ القَدْرِ، سُرُوْرُكَ بِالدُّنْيَا غُـرُوْرٌ، زِيَـارَةُ الضُّعَفَاءِ مِنَ التَّوَاضُعِ، رَأَيْتُ طَلَبَةَ العِلْمِ خَلَا زَيْدٍ، مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَـوْمِ الـجُـمُـعَةِ، عَـلَيْكُمْ هَيْبَةٌ، فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، لَهٗ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ، هَلَاكُ الـمَـرْءِ فِـيْ الـعُـجْـبِ، نُـوْرُ الـمُـؤْمِنِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ، لَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُـطَهَّرَةٌ، يَهْـدِيْ مَـنْ يَشَـاءُ إِلٰـى صِـرَاطٍ مُسْتَقِيْـمٍ، إِلٰى اللّٰهِ تُرْجَعُ الأُمُوْرُ، لَا تَـدْخُـلْ بَيْتًـا حَتّٰـى تَسْتَـأْذِنَ، لَا تُـصَـلِّ حَتّٰى تَتَوَضَّأَ، رُبَّ عَالِمٍ لَقِيْتُ، العَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

☆......☆......☆

(۲) حروفِ مشبہہ بالفعل: وہ حروف ہیں جو فعلِ متعدی سے لفظاً، معنیً اور عملاً مشابہت رکھتے ہیں۔اور وہ چھ ہیں۔ **إِنَّ**: بمعنی بے شک۔ **أَنَّ**: بمعنی بے شک کہ۔ **كَأَنَّ**: بمعنی گویا کہ۔ **لٰكِنَّ**: بمعنی لیکن۔ **لَيْتَ**: بمعنی کاش کہ۔ **لَعَلَّ**: بمعنی شاید کہ۔

یہ حروف جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ یہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے: **إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ.** (بے شک زید کھڑا ہے)

معلوم ہونا چاہیے کہ إِنَّ اور أَنَّ حروفِ تحقیق ہیں۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ یہ حروف جملے کے مضمون کو ثابت کرتے ہیں۔اور كَأَنَّ حرفِ تشبیہ ہے، یہ اپنے اسم کو خبر سے تشبیہ دینے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **كَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ** (گویا کہ زید شیر ہے) لٰكِنَّ حرفِ استدراک ہے، یہ اگلے کلام سے پیدا شدہ وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **زَيْدٌ حَاضِرٌ لٰكِنَّ عَمْرًا غَائِبٌ.** اور لَيْتَ حرفِ تمنّی ہے، کسی کام کی آرزو کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔جیسے: **لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ** (کاش بچپن لوٹ آئے) اور لَعَلَّ حرفِ ترجّی ہے، کسی کام کی امید ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔جیسے: **لَعَلِّي فَائِزٌ** (امید ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں)[۱]

☆......☆......☆

[۱] **لَيْتَ اور لَعَلَّ کے درمیان فرق:** لَيْتَ ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، بخلافِ لَعَلَّ کہ وہ صرف ممکن الحصول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لَيْتَ محبوب چیز کی آرزو کے لیے آتا ہے، اور لَعَلَّ محبوب ومکروہ دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

مشق:(۱۸)

ذیل کی مثالوں میں حروفِ مشبہ بالفعل کے عمل کو دیکھو اور ہر مثال کی ترکیب وترجمہ کرو!

إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ، إِنَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ، إِنَّكَ حَلِيْمٌ، إِنِّيْ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ، إِنَّهَا صَالِحَةٌ، إِنَّهُمْ قَاعِدُوْنَ، إِنَّهُنَّ قَانِتَاتٌ، إِنَّا قَاعِدُوْنَ، عَلِمْتُ أَنَّ زَيْدًا ذَاهِبٌ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ، اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ أَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ، كَأَنَّ زَيْدًا قَمَرٌ، كَأَنَّهُ أَسَدٌ، كَأَنَّهُمْ شُمُوْسٌ، لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ، لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ، لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا، لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ، لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا، لَيْتَ أَخَا عَمْرٍو حَاضِرٌ، لَعَلَّهَا أُخْتُ بَكْرٍ، إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ، لَعَلَّ أَبَاهَا جَاهِلٌ، عَلِمْتُ أَنَّ أَخَا زَيْدٍ جَاهِلٌ، إِنَّهُ ذُوْ عِلْمٍ، إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ، اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ، يَا لَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ، إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ، إِنَّ أَبَانَا لَفِيْ ضَلَالٍ مُبِيْنٍ، لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ، إِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَائِزُوْنَ، إِنَّ أَخَوَيْ زَيْدٍ حَاضِرَانِ، إِنَّ زَيْنَبَ قَائِمَةٌ، لَيْتَ بَنِيْ زَيْدٍ يَنْصُرُوْنَ، إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّاتٍ وَ عُيُوْنٍ.

(۳) مَا و لَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ: یعنی وہ مَا اور لَا جو لَيْسَ کے مشابہ قرار دیے گئے ہیں اور وہ لَيْسَ کا عمل کرتے ہیں، یعنی لَيْسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور اپنی خبر کو نصب دیتے ہیں، چنانچہ تم کہو گے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے)۔ زَيْدٌ ما کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور قَائِمًا ما کی خبر ہے اور منصوب ہے۔ اور جیسے لَا رَجُلٌ

حَاضِرًا (ایک مرد حاضر نہیں ہے)۔ رَجُلٌ لا کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور حَاضِرًا لا کی خبر ہے اور منصوب ہے۔ [۱]

فائدہ: لاَ مشابہ بَلَیْسَ کا اسم ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔ اور مَا کی خبر پر کبھی باء زائدہ داخل کرتے ہیں۔ جیسے: مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ. (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے)۔

(۴) لائے نفی جنس: وہ لا ہے جو جنس سے صفت کی نفی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۱) اِس ''لا'' کا اسم اکثر مضاف منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع۔ جیسے: لاَ غُلاَمَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ فِی الدَّارِ (مرد کا کوئی خوش مزاج لڑکا گھر میں موجود نہیں ہے) [۲]

(۲) اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفردہ ہو یعنی مضاف یا مشابہِ مضاف نہ ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوگا۔ جیسے: لاَ رَجُلَ فِی الدَّارِ (کوئی مرد گھر میں نہیں ہے)

فائدہ: مشابہِ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمل نہ ہوں۔ جیسے: طَالِعٌ جَبَلاً (پہاڑ پر چڑھنے والا) قَارِئٌ کِتَابًا (کسی کتاب کو پڑھنے والا) عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (بیس درہم)

(۳) اگر لا کے بعد معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ ''لا'' کا تکرار ضروری ہوگا، اور لا مُلْغیٰ ہوگا، یعنی عمل نہیں کرے گا، اور وہ معرفہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: لاَ زَیْدٌ

---

[۱] اس لا سے ایک فرد کی نفی بھی صحیح ہے اور پوری جنس کی نفی بھی صحیح ہے لیکن احتمال کے ساتھ، برخلاف لائے نفی جنس کے، کہ اس سے ایک فرد کی نفی صحیح نہیں، وہ جنس کی نفی میں نص ہے۔ (جامع الدروس: ۲/۲۳۸)

[۲] ''ظَرِیْفٌ'' غُلاَمَ رَجُلٍ کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

و إن کان اسم ''لا'' مفردا، و نُعت بمفرد، و لم یفصل بینهما فاصل، مثل: ''لا رجل ظریف فی الدار'' جاز فی الصفة الرفع علی موضع ''لا'' مع اسمها، فإنهما فی موضع الابتداء...الخ (شرح قطر الندیٰ / مبحث نعت اسم لا / الصفحة: ۱۸۵)

عِنْدِیْ وَ لاَ عَمْرٌو. (نہ زید میرے پاس ہے اور نہ عمرو)

(۴) اگر اس ''لا'' کے بعد نکرہ مفردہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ ''لا'' مکرر ہو تو اس میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔ جیسے:

(۱) لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. دونوں جز مبنی بر فتح، دونوں جگہ لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(۲) لَا حَوْلٌ وَ لاَ قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ. دونوں جز رفع کے ساتھ، دونوں جگہ لا کو مُلْغٰی مانتے ہوئے۔ اِس صورت میں دونوں اسم عاملِ معنوی ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

(۳) لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةٌ إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز رفع کے ساتھ، لا اور اس کے اسم کے محل پر عطف کرتے ہوئے۔

(۴) لاَ حَوْلٌ وَ لاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز رفع کے ساتھ، لا مشابہ بلَیْسَ کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(۵) لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةً إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز نصب کے ساتھ، لا کے اسم کے محل پر عطف کرتے ہوئے۔

مشق: (۱۹)

امثلۂ ذیل میں ما و لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس کے عمل میں غور کر کے بتاؤ کہ کس مثال میں کونسی قسم ہے اور ترجمہ و ترکیب بھی کرو!

مَا هٰذَا بَشَرًا، لاَ عَقْلَ لَهٗ، لَا دِيْنَارَ وَ لَا دِرْهَمَ لِزَيْدٍ، لَا كَيْلَ لَكُمْ

عِنۡدِیۡ، مَا أَنۡتَ بِمُؤۡمِنٍ، مَا لَکُمۡ عِنۡدِیۡ زَادٌ وَ لَا رَاحِلَۃٌ، لَا إِیۡمَانَ لِمَنۡ لَا مُرُوۡءَ ۃَ لَہٗ، لَا فَقۡرَ لِلۡعَاقِلِ، لَا حُرۡمَۃَ لِلۡفَاسِقِ، لَا رَاحَۃَ لِلۡحَسُوۡدِ، لَا غَمَّ لِلۡقَانِعِ، لَا کَرَامَۃَ لِلۡکَاذِبِ، مَا ھُنَّ أُمَّھَاتِھِمۡ، یَوۡمُ الۡقِیَامَۃِ یَوۡمٌ لَا بَیۡعٌ فِیۡہِ وَ لَا خُلَّۃٌ وَ لَا شَفَاعَۃٌ، لَا مُرُوۡءَۃَ لِلۡمَرۡأَۃِ الۡفَاسِقَۃِ، لَا عَقۡلَ لِلۡکَافِرِ، لَا دِیۡنَ لِمَنۡ لَا أَمَانَۃَ لَہٗ، مَا ھٰذَا قَوۡلَ الۡبَشَرِ، مَا ھُمۡ بِخَارِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ، لَا إِکۡرَاہَ فِیۡ الدِّیۡنِ.

☆......☆......☆

(۵) حروفِ ندا: وہ حروف ہیں جو کسی کو متوجہ کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ یہ حروف " أَدۡعُوۡ" فعل کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: یَا، أَیَا، ھَیَا، أَيۡ اور ہمزۂ مفتوحہ یعنی "أَ".

یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے: **یَا عَبۡدَ اللّٰہِ.** اور اسی طرح منادیٰ مشابہِ مضاف کو بھی نصب دیتے ہیں۔ جیسے: **یَا طَالِعًا جَبَلاً:** (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)۔ اور اسی طرح نکرۂ غیر معینہ کو نصب دیتے ہیں، جیسے کوئی نابینا کہے: **یَا رَجُلاً خُذۡ بِیَدِیۡ:** (اے کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑ لے)۔

فائدہ: منادیٰ وہ اسم ہے جس پر حرفِ ندا داخل ہو۔

فائدہ: مشابہِ مضاف: وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمل نہ ہوں۔

فائدہ: نکرۂ غیر معینہ وہ نکرہ ہے جو حرفِ ندا داخل ہونے کے باوجود معرفہ نہ بن سکے۔ جیسے ڈوبنے والا یا نابینا یا اندھیرے میں کوئی شخص کہے: یَا رَجُلاً

یہ حروف منادیٰ مفرد معرفہ کو علامتِ رفع پر مبنی کرتے ہیں۔ علامتِ رفع تین ہیں:

(۱)ضمہ، خواہ لفظی ہو، جیسے: يَا زَيْدُ، یا تقدیری، جیسے: يَا مُوسٰى. (۲)الف، جیسے: يَازَيْدَانِ. (۳)واو، جیسے: يَا زَيْدُوْنَ.

جاننا چاہیے کہ أَيْ اور ہمزۂ مفتوحہ قریب کے لیے ہیں، اور أَيَا اور هَيَا دور کے لیے ہیں، اور يَا عام ہے، قریب اور بعید دونوں کے لیے آتی ہے۔

مشق: (۲۰)

ذیل کی مثالوں میں منادیٰ کی قسمیں بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ وترکیب کرو!

يَا يَحْيٰ خُذِ الكِتَابَ بِقُوَّةٍ، يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، يَأَيُّهَا الإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الكَرِيْمِ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَقِمِ الصَّلٰوةَ، يَا ذَا المَالِ أَنْفِقْ مِنْ مَالِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَا أَيُّهَا الشَّابُّ اِغْتَنِمْ شَبَابَكَ، يَا ذَا الشَّيْبَةِ لَا تَذْهَلْ عَنِ المَوْتِ، أَيُّهَا الحَرِيْصُ اقْنَعْ؛ فَإِنَّ القَنَاعَةَ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى، يَا هٰذَا لَا تَغْفُلْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، يَا رَحْمٰنُ اِرْحَمْنَا، يَا ذَا الجَلَالِ وَ الإِكْرَامِ، يَأَيُّهَا الكَافِرُوْنَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الجَنَّةَ، يَا جَاهِلاً اِجْهَدْ فِيْ طَلَبِ العِلْمِ، يَا مُتَعَلِّمًا رَاعِ أَدَبَ أُسْتَاذِكَ، تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ أَيُّهَا المُؤْمِنُوْنَ، أَيُّهَا العُلَمَاءُ أَخْلِصُوْا نِيَّاتِكُمْ فِي التَّعْلِيْمِ، يَأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ، يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا، يَا أَيُّهَا الدَّاعِيْ لَا تَتَجَاوَزْ عَنِ الأَدَبِ فِيْ دُعَاءِكَ.

دوسری فصل: حروفِ عاملہ در فعلِ مضارع کے بیان میں

اور وہ دو قسم پر ہیں: (۱) حروفِ ناصبہ (۲) حروفِ جازمہ۔

(۱)حروفِ ناصبہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع پر داخل ہو کر اس کو نصب دیتے

ہیں۔اوروہ چار ہیں: أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ.

(۱) أَنْ: یہ فعلِ مضارع کومصدر کے معنی میں کر دیتا ہے،اسی وجہ سے اس کو أَنْ مصدریہ کہتے ہیں۔جیسے: أُرِيدُ أَنْ تَقُومَ یعنی أُرِيدُ قِيَامَكَ: (میں چاہتا ہوں کہ تم کھڑے ہو،یعنی میں تمہارا کھڑا ہونا چاہتا ہوں)

(۲) لَنْ: یہ فعلِ مضارع کومستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے،اورنفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔جیسے: لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ: (زید ہرگز نہیں نکلے گا)

(۳) كَيْ: بمعنی تاکہ۔اس کا مابعد ماقبل کے لیےعلت ہوتا ہے۔جیسے: أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ: (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوجاؤں)اس مثال میں اسلام کے لیے جنت میں داخل ہونے کا قصدعلت ہے۔اس کو كَيْ تعلیلیہ کہتے ہیں۔ [1]

(۴) إِذَنْ: بمعنی تب تو۔یہ کسی شخص کے جواب میں بولا جاتا ہے۔جیسے کوئی آپ سے کہے کہ: أَنَا آتِيكَ غَدًا: (میں کل تمہارے پاس آؤں گا) تو آپ اُس سے کہیں گے: إِذَنْ أُكْرِمَكَ: (تب تو میں آپ کا اکرام کروں گا)اس کوحرفِ جواب اورحرفِ جزاء کہتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ أَنْ چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہےاورفعلِ مضارع کونصب دیتا ہے۔

(۱) حتّٰی حرفِ جر کے بعد، جیسے: سِرْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْبَلَدَ: (میں چلا تاکہ شہر میں داخل ہوجاؤں)اورجیسے: لَأَسِيرَنَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ: (میں ضرور بالضرور چلوں گا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو)

---

[1] اس کے مابعد کے حصول کے لیےاس کا ماقبل مقصود ہوتا ہے،جیسا کہ مثالِ مذکور میں دخولِ جنت کے لیے اسلام مقصود ہے۔(جامع الدروس:۲/۱۱۸)

(۲) لامِ جحد کے بعد: لامِ جحد وہ لام ہے جو کَانَ ناقصہ منفی کی تاکید کے لیے اس کی خبر پر آتا ہے۔ جیسے: **مَا کَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ**: (اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے)

(۳) لامِ کَيْ کے بعد: لامِ کَيْ وہ لام ہے جس کا مابعد ماقبل کے لیے علت ہو۔ جیسے: **أَسْلَمْتُ لِأَدْخُلَ الْجَنَّةَ**: (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں)

فائدہ: لامِ جحد اور لامِ کَيْ میں فرق یہ ہے کہ لامِ جحد ہمیشہ کَانَ منفی کے بعد آتا ہے، بخلاف لامِ کَيْ کے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لامِ کَيْ معنیٔ تعلیل کے لیے آتا ہے، اگر لفظ سے ساقط ہو جائے تو معنی میں خلل واقع ہو۔ بر خلاف لامِ جحد کے کہ وہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے، اور اگر لفظ سے ساقط ہو جائے تو معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

(۴) اس أَوْ کے بعد جو إِلٰى أَنْ یا إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہو: جیسے: **لَأَلْزَمَنَّکَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ**: (میں ضرور بالضرور تجھے لازم پکڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اس مثال میں "أَوْ" إِلٰى أَنْ کے معنی میں ہے۔ اور جیسے: **لَأَصِيْدَنَّ الطَّائِرَ أَوْ يَطِيْرَ**: (میں ضرور بالضرور پرندے کا شکار کروں گا؛ مگر یہ کہ وہ اُڑ جائے) اس مثال میں "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہے۔

فائدہ: جب أَوْ کے بعد والا فعل آہستہ آہستہ حاصل ہو تو "أَوْ" إِلٰى أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے پہلی مثال میں حق دینا۔ اور جب "أَوْ" کے بعد والا فعل ایک دم سے حاصل ہو جائے تو "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے دوسری مثال میں اُڑ جانا۔

(۵) واوِ صرف کے بعد: واوِ صرف وہ واو ہے جس کا مدخول اس چیز کے لوٹانے کی صلاحیت نہ رکھے جو معطوف علیہ پر داخل ہو۔ اس کو واوِ معیت بھی کہتے ہیں۔ جیسے:

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَأْتِيَ مِثْلَهُ ☆ عَارٌ عَلَيْکَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمٌ

ترجمہ: تو مت روک بُرے اخلاق سے ساتھ اس کے کہ تو ان کو کر رہا ہے، تیرے لیے بڑی شرم کی بات ہے جب تو ایسا کرے۔

اس شعر میں "وَ تَأْتِيَ" کا واو واوِ صرف ہے، جو اپنے مدخول "تَأْتِيَ" پر لاَ کے داخل ہونے کو روکتا ہے۔

(٦) اس "ف" کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں ہو:

(۱) امر جیسے: زُرْنِیْ فَأُکْرِمَکَ: تم میری ملاقات کرو، کہ میں تمہارا اکرام کروں۔

(۲) نہی جیسے: لاَ تَشْتِمْنِیْ فَأُهِيْنَکَ: تو مجھے گالی مت دے، کہ میں تجھے ذلیل کروں۔

(۳) نفی جیسے: مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا: آپ ہمارے پاس نہیں آتے، کہ آپ ہم سے بات کریں۔ اور جیسے: لاَ يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا: نہ ان پر موت ہی آئے گی کہ وہ مر سکیں۔

(۴) استفہام جیسے: أَيْنَ بَيْتُکَ فَأَزُوْرَکَ: آپ کا گھر کہاں ہے؟ کہ میں آپ کی زیارت کروں۔

(۵) تمنّی جیسے: لَيْتَ لِیْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْهُ: کاش کہ میرے لیے کچھ مال ہو، کہ میں اس میں سے خرچ کروں۔

(٦) عرض جیسے: أَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا: آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں۔

مشق: (۲۱)

امثلۂ ذیل میں ہر مضارع کا ناصب بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ وترکیب کرو!

یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ، یُرِیْدُوْنَ أَنْ یَخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ، زُرْنِیْ فَأُکْرِمَکَ، مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ، أَقِمِ الصَّلوٰۃَ فَتَدْخُلَ الجَنَّۃَ، لَا تَعْصِ اللّٰہَ فَتُعَذَّبَ، لَیْتَ لِیْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْہُ، أَیْنَ المَاءُ فَأَشْرَبَہٗ، لَنْ یَدْخُلَ الجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ کِبْرٌ، أَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا، یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ، لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَأْتِیَ مِثْلَہٗ، یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا، لَأَجْتَھِدَنَّ فِیْ طَلَبِ العِلْمِ أَوْ أَفُوْزَ، أَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَکُمْ، مَا تَأْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا، لَأَلْزَمَنَّکَ أَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ، ھَلْ یَکُوْنُ لِیْ مَعْرِفَۃُ مَکَانِ الْمَاءِ فَأَشْرَبَہٗ.

☆......☆......☆

(۲) دوسری قسم حروفِ جازمہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: (۱) لَمْ (۲) لَمَّا (۳) لامِ امر (۴) لائے نہی (۵) إِنْ شرطیہ۔

(۱/۲) لَمْ اور لَمَّا: یہ دونوں فعلِ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: لَمْ یَنْصُرْ: (اس نے مدد نہیں کی) لَمَّا یَنْصُرْ: (اس نے اب تک مدد نہیں کی)

(۳) لامِ امر: وہ لامِ مکسور ہے جو فعل میں طلب کے معنی پیدا کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: لِیَنْصُرْ: (چاہیے کہ وہ مدد کرے)

(۴) لائے نہی: وہ لا ہے جو کسی فعل سے روکنے کو طلب کرنے کے لیے وضع کیا گیا

ہو۔ جیسے: لَا تَنْصُرْ: (تو مدد مت کر)

(۵) إِنْ شرطیہ: یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

إِنْ مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) اور اس جگہ جزم تقدیری یعنی محلاً ہوگا، اس لیے کہ ماضی مبنی ہے، معرب نہیں ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ جب شرط کی جزا جملۂ اسمیہ، امر، نہی یا دعاء ہو تو جزا پر ''فا'' داخل کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے تم کہو گے: إِنْ تَأْتِنِيْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ: (اگر تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارا اکرام کیا جائے گا) اور إِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَأَكْرِمْهُ: (اگر تو زید کو دیکھے تو اس کا اکرام کر) اور إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ: (اگر عمرو تیرے پاس آئے تو تو اس کی بے عزتی مت کر) اور إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا: (اگر تم میرا اکرام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا بدلہ دے) ان تمام مثالوں میں جزا پر ''ف'' داخل ہے۔

مشق: (۲۲)

امثلۂ ذیل میں مضارع کے جازم بتاؤ! اور جزا پر جہاں فا داخل ہوئی ہے اس کی وجہ بھی بیان کرو!

إِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيْمٌ، إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، لَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ، أُولٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا، إِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ، لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ، أَصْلِحْ

عَمَلَکَ تَدْخُلِ الجَنَّةَ، إِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَإِنَّ ذَالِکَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ، إِنْ جَاءُ وْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ، إِنْ تَکْفُرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْکُمْ وَ إِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَهُ لَکُمْ، وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ، خَالِفْ نَفْسَکَ تَسْتَرِحْ.

دوسرا باب

افعال کے عمل کے بیان میں۔

جاننا چاہیے کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہے، فعل چاہے متصرف ہو یا غیر متصرف، تام ہو یا ناقص، بہرحال عمل کرتا ہے۔

فائدہ: فعلِ متصرف وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں آتی ہوں۔ جیسے: ضَرَبَ، نَصَرَ وغیرہ۔

فعلِ غیر متصرف: وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں نہ آتی ہوں۔ جیسے: عَسٰی، سَاءَ، بِئْسَ، نِعْمَ، لَیْسَ، کَادَ وغیرہ۔ اس کو فعلِ جامد بھی کہتے ہیں۔

فعلِ تام: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: خَرَجَ زَیْدٌ، نَصَرَ زَیْدٌ.

فعلِ ناقص: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ جیسے: کَانَ زَیْدٌ غَنِیًّا، صَارَ زَیْدٌ فَقِیْرًا.

عمل کے اعتبار سے افعال دو قسم پر ہیں: (۱) فعلِ معروف۔ (۲) فعلِ مجہول۔

(۱) فعلِ معروف: وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل

(فعل سے) معلوم ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ.

(۲) فعلِ مجہول: وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل (فعل سے) معلوم نہ ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ.

فعلِ لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے۔ جیسے: ذَهَبَ زَیْدٌ، مَرِضَ زَیْدٌ (زید بیمار ہوا۔)

فعلِ متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ مفعولِ بہ کا بھی محتاج ہو۔ جیسے: لَقِيَ إِبْرَاهِيمُ إِسْمَاعِيلَ. (حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ سے ملے۔)

جاننا چاہیے کہ فعلِ معروف خواہ لازم ہو یا متعدی؛ فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ وَ ضَرَبَ عَمْرٌو. اور چھ اسم یعنی مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ معہٗ، مفعولِ لہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔

(۱) مفعولِ مطلق کو جیسے: قَامَ زَیْدٌ قِيَامًا: زید واقعۃً کھڑا ہوا۔ اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا: (زید نے واقعۃً مارا)

(۲) مفعولِ فیہ کو جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔ اور جَلَسْتُ فَوْقَكَ: (میں تمہارے اوپر بیٹھا)

(۳) مفعولِ معہٗ کو جیسے: جَآءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ أَيْ مَعَ الْجُبَّاتِ: (ٹھنڈی جبوں کے ساتھ آئی)

(۴) مفعولِ لہٗ کو جیسے: قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَیْدٍ: (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا) اور ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا: (میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا)

(۵) حال کو جیسے: جَآءَ زَیْدٌ رَاكِبًا: (زید سوار ہو کر آیا۔)

(۶) تمیز کو جب کہ فاعل کی طرف فعل کی نسبت میں کوئی پوشیدگی ہو۔ جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا: (زید نفس کے اعتبار سے پاکیزہ ہوا۔) زَادَکَ اللّٰهُ عِلْمًا (اللہ تعالیٰ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے۔)

رہا فعلِ متعدی تو وہ مفعولِ بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا: (زید نے عمرو کو مارا) اور یہ عمل فعلِ لازم کے لیے نہ ہوگا، اس لیے کہ فعلِ لازم کا مفعولِ بہ نہیں ہوتا۔

فصل: فاعل، مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی ایسا فعل یا شبہِ فعل ہو کہ اس فعل یا شبہِ فعل کی اسناد اس اسم کی طرف کی گئی ہو فعل یا شبہِ فعل کے اس اسم کے سہارے قائم ہونے کے طور پر۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ میں "زَیْدٌ" فاعل ہے، اس لیے کہ "زَیْدٌ" سے پہلے "ضَرَبَ" فعل موجود ہے، اور ضَرَبَ فعل کی اسناد زَیْدٌ کی طرف کی گئی ہے، اور ضَرَبَ فعل زَیْدٌ کے سہارے قائم بھی ہے۔ شبہِ فعل کی مثال: زَیْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ (زید کہ اس کے والد مارنے والے ہیں)[1]

[1] کسی اسم کے فاعل بننے کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) اس اسم سے پہلے فعل یا شبہِ فعل موجود ہو۔ (۲) اس اسم کی طرف فعل یا شبہِ فعل کی اسناد کی گئی ہو۔ (۳) فعل یا شبہِ فعل اس اسم کے سہارے قائم ہو۔ جب کسی اسم میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں گی تو وہ فاعل کہلائے گا۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ میں "زَیْدٌ" کہ اس میں تینوں باتیں پائی جا رہی ہیں اس لیے وہ فاعل کہلائے گا۔

اس کے برخلاف زَیْدٌ ضَرَبَ میں "زَیْدٌ" فاعل نہیں، اس لیے کہ پہلی شرط نہیں پائی گئی۔ اور ضَرَبْتُ زَیْدًا میں "زَیْدًا" فاعل نہیں، اس لیے کہ دوسری شرط نہیں پائی گئی۔ اور ضُرِبَ زَیْدٌ میں "زَیْدٌ" فاعل نہیں، اس لیے کہ تیسری شرط نہیں پائی گئی۔

مفعولِ مطلق: وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی میں ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں "ضَرْبًا". اور قُمْتُ قِیَامًا میں "قِیَامًا".

فائدہ: مفعولِ مطلق کی تین اغراض ہیں: (۱) تاکید پیدا کرنا۔ جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرْبًا: (میں نے واقعی زید کو مارا) (۲) فعل کی نوعیت بیان کرنا۔ جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئْ: (میں پڑھنے والے کی طرح بیٹھا) (۳) فعل کا عدد بیان کرنا۔ جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَةً: (میں ایک مرتبہ بیٹھا)

مفعولِ فیہ: وہ اسم ہے جس میں فعلِ مذکور واقع ہو۔ مفعولِ فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔

ظرف دو قسم پر ہے۔ ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان۔

ظرفِ زمان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کا زمانہ بتائے۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں "یَوْمَ الْجُمُعَةِ".

ظرفِ مکان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ بتائے۔ جیسے: جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں "عِنْدَکَ".

مفعولِ معهٗ: وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَآءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ، سِرْتُ وَ النِّیْلَ: (میں دریائے نیل کے ساتھ چلا)

مفعولِ لهٗ: وہ مصدر ہے جو دلالت کرے اس چیز پر جو فعلِ مذکور کا سبب ہو۔ جیسے: قُمْتُ إِکْرَامًا لِزَیْدٍ: (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا)

حال: وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعولِ بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ جیسے: جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا میں "رَاکِبًا". اور ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا میں "مَشْدُوْدًا". (میں نے

زید کو باندھ کر مارا) لَقِیتُ زَیْدًا رَاكِبَیْنِ میں "رَاكِبَیْنِ" (میں زید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)

ذوالحال: وہ اسم ہے جس کی حالت بیان کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "زَیْدٌ" ذوالحال ہے، اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں "زَیْدٌ" معرفہ ہے۔ اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے: جآءَ نِیْ رَاكِبًا رَجُلٌ: (میرے پاس ایک شخص سوار ہو کر آیا) اور کبھی حال جملہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے: رَأَیْتُ الْأَمِیْرَ وَ هُوَ یَرْكَبُ: (میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اور رَأَیْتُ الْأَمِیْرَ یَرْكَبُ: (میں نے امیر کو سوار ہوتے ہوئے دیکھا)

تمیز: وہ اسم ہے جو عدد یا وزن یا پیمانہ یا پیمائش یا جملے کی نسبت سے ابہام یعنی پوشیدگی دور کرے۔ عدد کی مثال، جیسے: عِنْدِیْ أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا: (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) وزن کی مثال جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا: (میرے پاس ایک رطل تیل ہے) پیمانہ کی مثال جیسے: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا: (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں) پیمائش کی مثال جیسے: مَافِیْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا: (آسمان میں ہتھیلی کی مقدار بادل نہیں ہے) نسبتِ جملہ کی مثال جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اور زَادَكَ اللّٰهُ عِلْمًا: (اللہ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے)

مفعولِ بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا میں "عَمْرًا"۔

جاننا چاہیے کہ یہ تمام منصوبات یعنی مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز جملے کے تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں، اور جملہ فعل اور فاعل سے پورا ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں:

"اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَةٌ" منصوب زائد چیز ہے نہ مسند بنتا ہے نہ مسند الیہ۔

مشق: (۲۳)

(ا)......امثلۂ ذیل میں فاعل، تمام مفاعیل کی قسمیں، حال اور تمیز کو بتاؤ! نیز ہر مثال کی ترکیب و ترجمہ کرو!

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا، اِتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ، لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى، بَشِّرْ نَفْسَكَ بِالظَّفَرِ بَعْدَ الصَّبْرِ، اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ، سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلاً، صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، يَنْصُرُكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا، جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، اِعْلَمُوْا أَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، طَلِّقْ دُنْيَاكَ فَإِنَّهَا زَانِيَةٌ، فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا، سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلٰى الجَنَّةِ زُمَرًا، صُمْتُ يَوْمَ الخَمِيْسِ طَلَبًا لِلثَّوَابِ، مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ، لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ، أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً، هُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ، إِنِّىْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا، لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ، أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا، جَاءُوْا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُوْنَ، يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا، جِئْتُهٗ يَوْمًا لِزِيَارَتِهٖ، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ المُحْسِنِيْنَ، سَارَ بَكْرٌ سَيْرَ البَرِيْدِ، أَتٰى أَخُوْهُ بَاكِيًا، تَجَنَّبَ زَيْدٌ عَنْ عَمْرٍو مُعْرِضًا عَنْهُ، جَالَ الوَلِيْدُ جَوَلَانَ البَهَائِمِ، جَلَسَ السَّعِيْدُ جِلْسَةَ المُؤَدَّبِ، جَلَسَ خَالِدٌ مُتَّكِأً، جَلَسَ الرَّشِيْدُ أَمَامَ المَامُوْنِ، وَصَلَ زَيْدٌ مَدِيْنَةَ السَّلَامِ يَوْمَ السَّبْتِ.

(ب)......حکایاتِ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کرو اور ہر کلمہ کو سولہ اقسام میں سے بتاؤ

کہ کونسی قسم ہے۔

حكاية : قِيْلَ لِمَعْرُوْفٍ فِیْ مَرَضِ مَوْتِهٖ : أَوْصِ، فَقَالَ : إِذَا مِتُّ فَتَصَدَّقُوْا بِقَمِيْصِیْ، فَإِنِّیْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا عُرْيَانَ كَمَا دَخَلْتُهَا عُرْيَانَ.

حكاية : حُكِيَ عَنِ السَّرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ : مُنْذُ ثَلاثِيْنَ سَنَةً أَنَا فِیْ الاِسْتِغْفَارِ مِنْ قَوْلِیْ : "الحَمْدُ لِلّٰهِ" مَرَّةً، قِيْلَ : وَ كَيْفَ ذَالِکَ؟ فَقَالَ وَقَعَ بِبَغْدَادَ حَرِيْقٌ، فَلَقِيَنِیْ رَجُلٌ، فَقَالَ لِیْ : نَجا حَانُوْتُکَ، فَقُلْتُ : الْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَمُنْذُ ثَلاثِيْنَ سَنَةً أَنَا نَادِمٌ عَلٰى مَا قُلْتُ، لِأَنِّیْ أَرَدْتُ لِنَفْسِیْ خَيْرًا مِمَّا حَصَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمُصِيْبَةِ.

حكاية : خَرَجَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَدْهَمَ يَوْمًا مُتَصَيِّدًا، فَأَثَارَ ثَعْلَبًا وَ أَرْنَبًا وَ هُوَ فِیْ طَلَبِهٖ، فَهَتَفَ بِهٖ هَاتِفٌ : يَا إِبْرَاهِيْمُ ! أَ لِهٰذَا خُلِقْتَ؟

فصل: فعل کو مذکر و مؤنث لانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ فاعل دو قسم پر ہے: (۱) مضمر (۲) مظہر۔

(۱) مظہر: یعنی اسمِ ظاہر۔ اسمِ ظاہر سے مراد اسمِ ضمیر کے علاوہ تمام اسماء ہیں۔

جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَ هٰذَا وغیرہ۔

(۲) مضمر: یعنی اسمِ ضمیر۔ ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم، مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنًی یا حکمًا ہو چکا ہو۔

اسمِ ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ضمیرِ بارز اور ضمیرِ مستتر۔[۱]

ضمیرِ بارز: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: ضَـرَبْتُ میں "تُ".

ضمیرِ مستتر: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو، جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ میں ضَرَبَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو ضَرَبَ میں مستتر ہے۔

جاننا چاہیے کہ جب فاعل مؤنثِ حقیقی ہو یا مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل میں علامتِ تانیث لازم ہوگی۔ جیسے: قَـامَتْ هِنْدٌ اور هِـنْدٌ قَامَتْ. اور جیسے: تَـقُوْمُ هِنْدٌ اور هِنْدٌ تَقُوْمُ

اور جب فاعل اسمِ ظاہر مؤنثِ غیر حقیقی ہو یا اسمِ ظاہر جمع تکسیر ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہوگا۔ جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَـلَعَتِ الشَّمْسُ، يَطْلُعُ

---

[۱] **فائدہ:** بارز اور مستتر کی تقسیم صرف ضمیر مرفوع متصل میں جاری ہوگی، نہ کہ ضمیر کی دیگر اقسام میں، چنانچہ ضمیر مرفوع منفصل، ضمیر منصوب اور ضمیر مجرور میں یہ تقسیم جاری نہ ہوگی۔

فائدہ: فعلِ ماضی کے واحد مذکّر غائب اور واحد مؤنث غائب کے دو صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جب کہ ان کے بعد کوئی اسمِ ظاہر مسند الیہ نہ ہو۔ چنانچہ زَیْدٌ ضَرَبَ اور هِنْدٌ ضَرَبَتْ میں هُوَ اور هِيَ مستتر ہیں، اور ضَرَبَ زَیْدٌ اور ضَرَبَتْ هِنْدٌ میں کوئی ضمیر مستتر نہیں۔

اور فعلِ مضارع، امر اور نہی کے واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکّر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم ان پانچ صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ پہلے میں هُوَ، دوسرے میں هِيَ، تیسرے میں أَنْتَ، چوتھے میں أَنَا اور پانچویں میں نَحْنُ.

اور ماضی، مضارع، امر اور نہی کے مذکورہ صیغوں کے علاوہ ہر صیغہ میں کوئی نہ کوئی ضمیر بارز ہوگی۔ چنانچہ ماضی کے بارہ صیغوں میں اور مضارع وغیرہ کے نو-نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوگی۔

الشَّمْسُ اور تَطْلُعُ الشَّمْسُ. اور جیسے: قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ. اور جیسے: يَقُوْلُ الرِّجَالُ اور تَقُوْلُ الرِّجَالُ.

دوسری قسم فعلِ مجہول: فعلِ مجہول وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو اور اس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ (زید مارا گیا) جُلِسَ أَمَامُكَ (تیرے سامنے بیٹھا گیا)

جاننا چاہیے کہ فعلِ مجہول فاعل کی جگہ مفعولِ بہ کو رفع دیتا ہے، اور بقیہ چھ اسم یعنی مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ معہٗ، مفعولِ لہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ مَشْدُوْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهِ تَادِيْبًا وَالْخَشَبَةَ: (زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے بندھا ہوا اس کے گھر میں ادب سکھانے کے لیے لکڑی کے ساتھ بہت مارا گیا)

فعلِ مجہول کو فعلِ مالم یُسَمَّ فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی ایسا فعل جس کے فاعل کا نام نہیں بتایا گیا۔ اور فعلِ مجہول کے مرفوع کو مفعول مالم یُسم فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی ایسا مفعول جس کے فاعل کا نام نہیں بتایا گیا۔ اور اس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں۔

مشق: (۲۴)

ذیل کے جملوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعولِ مالم یُسم فاعلہٗ کو بتاؤ! اور ہر جملہ کی ترکیب وترجمہ کرو!

قَالَ نِسْوَةٌ، ضَمِنَ اللّٰهُ رِزْقَ كُلِّ أَحَدٍ، ضَاقَتِ الْأَرْضُ، كُتِبَ عَلَيْكُمُ

الْقِصَاصُ، یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ، اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ، اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ، خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا، ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلاً، یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ، یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ.

فصل: فعلِ متعدی کی اقسام میں

جاننا چاہیے کہ فعلِ متعدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فعلِ متعدی بیک مفعول: یعنی وہ فعل جس کو ایک مفعولِ بہ کی ضرورت ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا.

(۲) فعلِ متعدی بدو مفعول ایک پر اکتفاء جائز: یعنی وہ فعل جس کو دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک مفعولِ بہ پر اکتفاء جائز ہو۔ جیسے: اَعْطٰی اور وہ افعال جو اس کے معنی میں ہوں۔ جیسے: مَنَحَ: (اس نے دیا) كَسَا: (اس نے پہنایا) سَقٰی: (اس نے پلایا) وغیرہ۔ جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا: (میں نے زید کو درہم دیا) اور یہاں اَعْطَیْتُ زَیْدًا اور اَعْطَیْتُ دِرْهَمًا بھی جائز ہے۔

(۳) متعدی بدو مفعول ایک مفعول پر اکتفاء ناجائز: یعنی وہ فعل جسے دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو۔ اور یہ افعالِ قلوب میں ہوگا۔

افعالِ قلوب وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل سے ہو۔ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعولِ بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ یہ سات ہیں: (۱) عَلِمْتُ (۲) رَاَیْتُ (۳) وَجَدْتُ برائے یقین۔ (۴) خِلْتُ (۵) حَسِبْتُ (۶) ظَنَنْتُ برائے ظن۔ (۷) زَعَمْتُ برائے ظن و یقین۔ جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلاً:

(میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور ظَنَنۡتُ زَیۡدًا عَالِمًا: (میں نے زید کو عالم گمان کیا)

(۴) متعدی بسہ مفعول: یعنی وہ فعل جس کو تین مفعولِ بہ کی ضرورت ہو۔ اور وہ سات ہیں: أَعۡلَمَ، أَرٰی، أَنۡبَأَ، أَخۡبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ. جیسے: أَعۡلَمَ اللّٰهُ زَیۡدًا عَمۡرًا فَاضِلاً: (اللہ نے زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا)

جاننا چاہیے کہ یہ تمام مفعولات مفعولِ بہ ہیں، لیکن بابِ علمتُ کے دوسرے مفعول کو، بابِ اَعلمتُ کے تیسرے مفعول کو، مفعولِ لہٗ اور مفعولِ معہٗ کو فاعل کی جگہ نہیں رکھ سکتے، یعنی نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔ اور ان چار کے علاوہ دوسرے مفاعیل کو فاعل کی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ جیسے: عُلِمَ زَیۡدٌ فَاضِلاً: (زید فاضل یقین کیا گیا) اور أُعۡلِمَ زَیۡدٌ عَمۡرًا فَاضِلاً: (زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اور أُعۡلِمَ عَمۡرٌو فَاضِلاً: (عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اسی طرح مفعولِ مطلق اور مفعولِ فیہ کو بھی نائب فاعل بنا سکتے ہیں۔ جیسے: فَإِذَا نُفِخَ فِیۡ الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَاحِدَةٌ: (جب صور میں ایک مرتبہ پھونکا جائے گا) اور جیسے: صِیۡمَ رَمَضَانُ: (رمضان کا روزہ رکھا گیا) اور بابِ أَعۡطَیۡتُ میں دوسرے مفعول کے مقابلے میں پہلا مفعول نائب فاعل بنانے کے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ أُعۡطِيَ زَیۡدٌ دِرۡهَمًا بہتر ہے أُعۡطِيَ دِرۡهَمٌ زَیۡدًا سے۔

مشق: (۲۵)

امثلۂ ذیل میں فعلِ متعدی کی قسمیں اور اس کے مفعول بتاؤ!

لَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ، وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی الۡکِتَابَ، وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، رَأَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ

أَفْوَاجًا، اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهُ، ظَنَّ زَيْدٌ بَكْرًا عَالِمًا، اِتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً، كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِيْنَ، رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ، لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا، يَحْسَبُوْنَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا، يُرِيْهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ، رَأَيْتُ بَكْرًا فَاضِلًا، زَعَمْتُهُ جَاهِلًا، أَرَاكَ صَائِمًا، أَخَالُ أَنَّكَ مَرِيْضٌ، لَا تَحْسِبُوْنِيْ كَاذِبًا، أُوْتِيَ مُوْسٰى الْكِتَابَ، أُعْطِيَ زَيْدٌ ثَوْبًا، وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا.

فصل: افعالِ ناقصہ کے بیان میں

افعالِ ناقصہ: وہ افعال ہیں جو اپنی صفت کے علاوہ فاعل کو ایک مخصوص صفت کے ساتھ ثابت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ افعالِ ناقصہ سترہ ہیں: كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، أَصْبَحَ، أَضْحٰى، أَمْسٰى، عَادَ، اٰضَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَا انْفَكَّ، مَا بَرِحَ، مَا فَتِيَ، مَادَامَ، لَيْسَ.

یہ افعال صرف فاعل سے تمام نہیں ہوتے؛ بلکہ ایک خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں، اسی سبب سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں، اور مسند یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا: (زید کھڑا تھا) مرفوع یعنی "زَيْدٌ" کو كَانَ کا اسم کہیں گے، اور منصوب یعنی "قَائِمًا" کو كَانَ کی خبر کہیں گے۔ اور باقی افعال کو اس پر قیاس کریں۔

جاننا چاہیے کہ ان میں سے بعض افعال بعض احوال میں صرف فاعل سے تمام ہو جاتے ہیں۔ جیسے: كَانَ مَطَرٌ: (بارش ہوئی) یہاں "كَانَ" حَصَلَ کے معنی میں ہے، اور اس کو كَانَ تامہ کہیں گے۔

اور کبھی کَانَ زائدہ بھی ہوتا ہے۔ کَانَ زائدہ وہ کَانَ ہے کہ اگر اس کو لفظ سے حذف کردیں تو معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ جیسے: مَا کَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ: (اگلے لوگوں کا علم کس قدر صحیح تھا) یہاں "مَا" تعجبیہ اور فعل کے درمیان کَانَ زائد ہے۔ بمعنی: مَا أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ.

فصل: افعالِ مقاربہ کے بیان میں

افعالِ مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کو فاعل سے قریب کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ افعالِ مقاربہ چار ہیں: عَسٰی، کَادَ، کَرَبَ، أَوْشَکَ.

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور کَانَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ مگر یہ کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوگی کبھی أَنْ مصدریہ کے ساتھ، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَخْرُجَ: (امید ہے کہ زید نکلے) اور کبھی بغیر أَنْ کے، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ. [1]

---

[1] **فائدہ:** افعالِ مقاربہ تین معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ (۱) امید کے لیے۔ یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل کے لیے خبر ثابت ہونے کی امید ہے۔ اس معنی کے لیے عَسٰی، حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ ہیں، اِن کو افعالِ رجاء بھی کہتے ہیں۔ جیسے: عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَخْرُجَ: (امید ہے کہ زید نکلے) (۲) قرب بتانے کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ خبر کا ثبوت اسم کے لیے قریب ہے۔ اس معنی کے لیے کَادَ، کَرَبَ اور أَوْشَکَ ہیں۔ کَادَ القِطَارُ یَتَأَخَّرُ: (قریب ہے کہ گاڑی مؤخر ہو جائے) (۳) شروع فی الفعل کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل نے فعل شروع کردیا۔ اس معنی کے لیے جَعَلَ، بَدَأَ اور أَخَذَ وغیرہ ہیں، ان کو افعالِ شروع بھی کہتے ہیں۔ جیسے: جَعَلَ زَیْدٌ یَخْرُجُ، (زید نکلنے لگا) أَخَذَ زَیْدٌ یَخْرُجُ: (زید نے نکلنا شروع کردیا)

اورمناسب ہے کہ فعلِ مضارع أَنْ کے ساتھ عَسٰی کا فاعل ہواورخبر کی ضرورت پیش نہ آئے۔ جیسے: عَسٰی أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ، اس کو عَسٰی تامہ کہیں گے۔اس مثال میں أَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ مصدر کے معنی میں ہے اور عَسٰی کا فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

مشق:(۲٦)

ذیل کے جملوں میں افعال کے اسم وخبر بتاؤ!اورافعالِ مقاربہ کے اسم وخبر کوبھی بیان کرو!اور ہر جملہ کی ترکیب وترجمہ کرو!

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا، أَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِرًا، مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ، وَ إِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الخَاسِرِيْنَ، كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، لَا تَكُنْ مِّنَ القَانِطِيْنَ، عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا، كُوْنُوْا أَنْصَارَ اللّٰهِ، أَصْبَحُوْا نَادِمِيْنَ، أَمْسٰى زَيْدٌ قَارِئاً، لَيْسَ عَلَى الأَعْمٰى حَرَجٌ، لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ، لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ، أَصْبَحْتُمْ مِّنَ الخَاسِرِيْنَ، عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ، عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ، لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا، وَ مَا كَانُوْا أَوْلِيَاءَهُ، أَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا، لَنْ أَبْرَحَ الأَرْضَ، ظَلَّ زَيْدٌ مُصَلِّيًا، يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا، ظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، يَكَادُ زَيْدٌ أَنْ يَجِيْئَ، طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الجَنَّةِ، يُوْشِكُ زَيْدٌ أَنْ يَدْخُلَ المَسْجِدَ، عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ، مَا زَالَ عَمْرٌو فَاضِلًا، اِجْلِسْ مَا دَامَ زَيْدٌ قَائِمًا، مَا زِلْتُ قَاعِدًا، مَا انفَكَّ غُلَامُ بَكْرٍ مُطِيْعًا، لَا تَفْتَؤُ ذَاكِرًا.

☆......☆......☆

فصل: افعالِ مدح وذم کے بیان میں

افعالِ مدح وذم: وہ افعال ہیں جو تعریف یا برائی ثابت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ یہ چار ہیں: (۱) نِعْمَ. (۲) حَبَّذَا. یہ دونوں تعریف کے لیے۔ (۳) بِئْسَ. (۴) سَاءَ. یہ دونوں برائی کے لیے۔

ان افعال کے فاعل کے بعد جو اسم آتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھا آدمی ہے۔) اس مثال میں "الرَّجُلُ" فاعل، اور "زَيْدٌ" مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر ہے۔

نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کے فاعل کے لیے تین شرطوں میں سے ایک شرط ضروری ہے۔ (۱) یا تو فاعل معرف باللام ہو۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ: (زید اچھا آدمی ہے) بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ: (زید برا آدمی ہے) (۲) یا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ: (زید قوم کا اچھا ساتھی ہے) بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ، سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ: (زید قوم کا برا ساتھی ہے) (۳) یا فاعل ایسی ضمیرِ مستتر ہو جس کی تمیز نکرۂ منصوبہ لائی گئی ہو۔ جیسے: نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ: (زید مرد ہونے کے اعتبار سے اچھا ہے) اس مثال میں نِعْمَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو نِعْمَ میں مستتر ہے اور رَجُلاً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے کہ هُوَ مبہم ہے یعنی اس میں پوشیدگی ہے۔ اور بِئْسَ رَجُلاً زَيْدٌ اور سَاءَ رَجُلاً زَيْدٌ: (زید مرد ہونے کے اعتبار سے برا ہے)

اور رہا حَبَّذَا تو اس میں حَبَّ فعلِ مدح ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ "ذَا" ہوگا۔

جیسے: حَبَّذَا زَیْدٌ: (زید اچھا مرد ہے) اس میں حَبَّ فعلِ مدح، ذَا اس کا فاعل اور زَیْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ ؎

فصل: افعالِ تعجب کے بیان میں

افعالِ تعجب: وہ افعال ہیں جو تعجب ثابت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں، ہر مصدرِ ثلاثی مجرّد سے (جو کہ رنگ اور عیبِ ظاہری کے معنیٰ میں نہ ہو اُس سے) افعالِ تعجب کے دو صیغے آتے ہیں۔

(۱) مَا أَفْعَلَهُ: جیسے: مَا أَحْسَنَ زَیْدًا: (زید کس قدر حسین ہے) اس کی تقدیر أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَیْدًا ہے۔ (کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا) اس میں ''مَا'' بمعنی أَيُّ شَيْءٍ مبتدا ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے، اور ''أَحْسَنَ زَیْدًا'' پورا جملہ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلًا مرفوع ہے، اور أَحْسَنَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو أَحْسَنَ میں مستتر ہے اور مَا کی طرف لوٹ رہی ہے، اور ''زَیْدًا'' مفعولِ بہ ہے۔

(۲) أَفْعِلْ بِه: جیسے: أَحْسِنْ بِزَیْدٍ: (زید کس قدر حسین ہے) اس کی تقدیر

؎ **فائدہ:** جاننا چاہیے کہ حَبَّذَا کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد ایسی تمیز یا حال واقع ہوتے ہیں جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں مخصوص بالمدح کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے: (۱) حَبَّذَا رَجُلاً زَیْدٌ. (زید مرد ہونے کے اعتبار سے کتنا اچھا ہے) (۲) حَبَّذَا رَاكِبًا زَیْدٌ. (زید سوار ہونے کی حالت میں کتنا اچھا ہے) (۳) حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلاً. (۴) حَبَّذَا زَیْدٌ رَاكِبًا. (۵) حَبَّذَا رَجُلَیْنِ الزَّیْدَان. (۶) حَبَّذَا رَاكِبَیْنِ الزَّیْدَانِ. (۷) حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَجُلَیْنِ. (۸) حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَاكِبَیْنِ. (۹) حَبَّذَا رِجَالاً الزَّیْدُوْنَ. (۱۰) حَبَّذَا رَاكِبِیْنَ الزَّیْدُوْنَ. (۱۱) حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رِجَالاً. (۱۲) حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رَاكِبِیْنَ. اور اسی طرح مؤنث کی بارہ مثالیں۔

أَحْسَنَ زَيْدٌ یعنی صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ ہے، (زید حسن والا ہوا) اس میں "أَحْسِنْ" صیغۂ امر بمعنی خبر فعل ماضی ہے، اور "ب" زائدہ ہے، "زَيْدٌ" أَحْسِنْ بمعنی أَحْسَنَ کا فاعل ہے جو لفظاً مجرور معنیً مرفوع ہے۔

مشق: (۲۷)

امثلۂ ذیل میں افعالِ مدح وذم اور افعالِ تعجب کو بتاؤ اور ترکیب وترجمہ کرو!

نِعْمَ العَبْدُ أَيُّوْبُ، نِعْمَتِ الصَّلٰوةُ هٰذِهٖ، بِئْسَ المِهَادُ جَهَنَّمُ، أَبْصِرْ بِهٖ وَ أَسْمِعْ، مَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، مَا أَحْسَنَ الدِّيْنَ وَ الدُّنْيَا إِذَا اجْتَمَعَا، سَاءَ الرَّجُلُ تَارِكُ الصَّلٰوةِ، بِئْسَ العَبْدُ عَبْدٌ طَغَا، بِئْسَتِ المَرْأَةُ نَاشِزَةُ الزَّوْجِ، حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا، مَا أَحْلَمَ زَيْدًا، مَا أَقْنَعَ عَمْرًا، نِعْمَ العَابِدُ زَيْدٌ، نِعْمَتِ الشَّابَّةُ هِنْدٌ، بِئْسَ العَالِمُ غَيْرُ عَامِلٍ بِعِلْمِهٖ، بِئْسَ مَثْوَى المُتَكَبِّرِيْنَ، نِعْمَ المَاهِدُوْنَ، سَاءَتِ المَرْأَةُ حَرِيْصَةُ المَالِ.

تیسرا باب

اسماءِ عاملہ کے عمل کے بیان میں۔

اسماءِ عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں۔

(۱) اسماءِ شرطیہ بمعنی إِنْ: اور وہ نو ہیں: (۱) مَنْ (۲) مَا (۳) أَيْنَ (۴) مَتٰی (۵) أَيٌّ (۶) أَنّٰی (۷) إِذْمَا (۸) حَيْثُمَا (۹) مَهْمَا.

یہ اسماء دو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ. (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۱) مَنْ: یہ اکثر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ: (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۲) مَا: یہ اکثر غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ. (جو کچھ تو کرے گا وہ میں کروں گا)

(۳) أَيْنَ: یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(۴) مَتٰی: یہ زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مَتٰی تَقُمْ أَقُمْ: (جب تو کھڑا ہوگا تب میں کھڑا ہوں گا)

(۵) أَيٌّ: یہ اپنے مضاف الیہ کے اعتبار سے ذوی العقول، غیر ذوی العقول، مکان اور زمان پر دلالت کرتا ہے۔ أَيَّ رَجُلٍ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، أَيَّ شَيْءٍ تَاكُلْ اٰكُلْ، أَيَّ مَكَانٍ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، أَيَّ وَقْتٍ تَقُمْ أَقُمْ.

(٦) أَنیّٰ: یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: أَنیّٰ تَکْتُبْ أَكْتُبْ: (جہاں تو لکھے گا وہاں میں لکھوں گا)

(٧) إِذْمَا: یہ وقت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: إِذْ مَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (جب تو سفر کرے گا تب میں سفر کروں گا) ۱؎

(٨) حَيْثُمَا: یہ جگہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: حَيْثُمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(٩) مَهْمَا: یہ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَهْمَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ: (تو جو کچھ کرے گا وہ میں کروں گا) اور کبھی زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ (جب تو بیٹھے گا تب میں بیٹھوں گا) ۲؎

(۲) اسماءِ افعال بمعنی ماضی: وہ اسماء ہیں جو ماضی کے معنی میں ہوں۔ جیسے: هَيْهَاتَ: (وہ بہت دور ہوا) شَتَّانَ: (وہ بہت جدا ہوا) سَرْعَانَ: (اس نے بہت جلدی

۱؎ فائدہ: ''إِذْمَا'' راجح قول پر حرف ہے، بمعنی (إِنْ) جیسے: إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (اگر تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اور ''إِذْمَا'' مرجوح قول کے مطابق ظرف ہے، بمعنی (مَتٰی) جیسے: إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (جب تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اس قول کے مطابق ہمارے مصنفؒ نے ''إِذْمَا'' کو اسماءِ شرطیہ میں ذکر فرمایا ہے۔

۲؎ فائدہ: ان میں سے مَنْ، مَا، مَتٰی، أَيْنَ، أَيٌّ، أَنیّٰ، اور مَهْمَا استفہام کے لیے بھی آتے ہیں، اس وقت یہ صرف ایک جملے پر داخل ہوں گے اور عمل نہیں کریں گے۔ جیسے: مَنْ يَقْرَأُ؟ کون پڑھتا ہے؟ مَا تَأْكُلُ؟ تو کیا کھاتا ہے؟ أَيْنَ تَمْشِيْ؟ تو کہاں چلتا ہے؟ مَتٰی تُسَافِرُ؟ تو کب سفر کرے گا؟ أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ؟ تو کیا چیز چاہتا ہے؟ أَنیّٰ لَكَ هٰذَا؟ یہ تیرے لیے کہاں سے ہے؟ مَهْمَا لِيْ؟ مجھے کیا ہو گیا؟

کی) یہ اسماء اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں۔ جیسے: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ أَيْ بَعُدَ: (عید کا دن بہت دور ہوا)

(۳) اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر: وہ اسماء ہیں جو امر حاضر کے معنی میں ہوں۔ جیسے: رُوَيْدَ: (تو مہلت دے) بَلْهَ: (تو چھوڑ دے) حَيَّهَلْ: (تو آ) عَلَيْكَ: (تو لازم پکڑ) دُوْنَكَ: (پکڑ) هَا: (پکڑ) یہ اسماء اسم کو مفعولِ بہ ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں۔ جیسے: رُوَيْدَ زَيْدًا أَيْ أَمْهِلْهُ: (تو زید کو مہلت دے)

مشق: (۲۸)

امثلۂ ذیل کی ترکیب وترجمہ کرو، شرط وجزا بتاؤ! اسماءِ شرطیہ کا عمل بتاؤ اور اسماءِ افعال کی اقسام بتاؤ!

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا، مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ، مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَأُهُ، مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيْهَا، مَنْ أَبْصَرَ عَيْبَ نَفْسِهٖ شُغِلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهٖ، مَنْ قَنِعَ شَبِعَ، مَنْ سَكَتَ سَلِمَ، مَتٰى تَعْصِ اللّٰهَ يَسْوَدَّ قَلْبُكَ، أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ، أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ، حَيْثُمَا تَذْهَبُوْا يَعْلَمْكُمُ اللّٰهُ، مَهْمَا تَخْفَوْا يُحْضِرْكُمُ اللّٰهُ، حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ، أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ، أَنّٰى لَكِ هٰذَا، أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ، أَيَّ شَيْءٍ تَشْتَهِيْ، عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ، شَتَّانَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو، حَيَّهَلَ الصَّلٰوةَ.

☆......☆......☆

(۴) اسمِ فاعل: اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنئ مصدری بطورِ حدوث (یعنی تینوں زمانوں میں سے ایک زمانے میں) قائم ہوں۔ جیسے: ضَارِبٌ۔ مارنے والا۔

اسمِ فاعل دو شرطوں کے ساتھ فعلِ معروف کا عمل کرتا ہے۔ یعنی لازم ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور چھ اسم مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ لہٗ، مفعولِ معہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے، اور متعدی ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے۔

شرط (۱)......: اسمِ فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنیٰ میں نہ ہو۔

شرط (۲)......: **اسمِ فاعل** نے چھ لفظوں میں سے کسی ایک لفظ پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ فاعل کا اس سے تعلق ہو۔ یا تو وہ لفظ مبتدا ہو۔ جیسے لازم میں اس کی مثال: **زَیْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ:** (زید کہ اس کے والد کھڑے ہیں) اور متعدی میں اس کی مثال: **زَیْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا:** (زید کہ اس کے والد عمرو کو مار رہے ہیں) یا وہ لفظ موصوف ہو، جیسے: **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَکْرًا:** (میں اس شخص کے پاس سے گذرا جس کے والد بکر کو مار رہے ہیں) یا وہ لفظ اسمِ موصول ہو۔ جیسے: **جَآءَ نِیْ الْقَائِمُ أَبُوْهُ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد کھڑے ہیں) یا وہ لفظ ذوالحال ہو، جیسے: **جَآءَ نِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا:** (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے) یا وہ لفظ حرفِ استفہام ہو۔ جیسے: **أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا؟** (کیا زید عمرو کو مار رہا ہے؟) یا وہ لفظ حرفِ نفی ہو۔ جیسے: **مَا ضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا:** (زید عمرو کو مارنے والا نہیں ہے)

جو عمل کہ **قَامَ** اور **ضَرَبَ** کرتے تھے وہی عمل **قَائِمٌ** اور **ضَارِبٌ** کرتے ہیں۔

جیسے: زَيْـدٌ قَائِمٌ أَخُوهُ غَدًا قِيَامَ الْجُنْدِيِّ نَشِيْطًا وَ صَدِيْقَهُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ: (زید کہ اس کا بھائی آئندہ کل سپاہی کی طرح چست ہونے کی حالت میں اپنے دوست کے ساتھ زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوگا) اور جیسے: زَيْـدٌ ضَـارِبٌ أَخُـوهُ عَمْرًا غَدًا ضَرْبًا شَدِيْدًا مَشْـدُوْدًا تَـأْدِيْبًـا وَ الْخَشَبَةَ: (زید کہ اس کا بھائی عمرو کو آئندہ کل باندھ کر ادب سکھانے کے لیے لکڑی سے بہت مارے گا)[۱]

(۵) اسمِ مفعول: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ جیسے: مَضْرُوْبٌ: (مارا ہوا) مُعْطًى: (دیا ہوا) مَعْلُوْمٌ: (جانا ہوا) مُخْبَرٌ: (خبر دیا ہوا)

اسمِ مفعول فعلِ مجہول کا عمل کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع اور بقیہ چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔

اسمِ مفعول کے عمل کے لیے بھی دو شرطیں ہیں:

شرط (۱)...... : اسمِ مفعول حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

شرط (۲)...... : اس نے مذکورہ چھ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ مفعول کا اس لفظ سے تعلق ہو۔ مبتدا کی چار مثالیں جیسے: زَيْـدٌ مَضْـرُوْبٌ أَبُوْهُ: (زید کہ اس کے والد مارے جائیں گے) اور جیسے: عَـمْـرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا: (عمرو کہ اس کے غلام کو ایک درہم دیا جائے گا) اور جیسے: بَـكْـرٌ مَعْلُوْمٌ ابْـنُهٗ فَاضِلًا: (بکر کہ اس کے بیٹے کو فاضل یقین کیا جائے گا) اور جیسے: خَالِدٌ مُخْبَرٌ ابْـنُهٗ عَمْرًا فَاضِلًا: (خالد کہ اس

---

[۱] **فائدہ:** یہ دونوں شرطیں فاعلِ ظاہر اور مفعولِ بہ منصوب میں اسمِ فاعل کے عمل کے لیے ہیں؛ ورنہ فاعلِ مضمر خواہ بارز ہو یا مستتر اور دیگر معمولات میں عمل کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔

کے بیٹے کو عمرو کے فاضل ہونے کی خبر دی جائے گی)۔ ۱

جو عمل کہ ضُرِبَ، أُعْطِيَ، عُلِمَ اور أُخْبِرَ کرتے تھے وہی عمل مَضْرُوْبٌ، مُعْطىً، مَعْلُوْمٌ اور مُخْبَرٌ کرتے ہیں۔

(۶) صفت مشبہہ: وہ اسم ہے جو فعلِ لازم سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لیے موضوع ہو جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطورِ ثبوت (تینوں زمانوں سے قطع نظر کرتے ہوئے) قائم ہوں۔ جیسے: حَسَنٌ: (اچھا، خوبصورت)

صفت مشبہہ اپنے فعل کا عمل کرتی ہے بشرطیکہ مذکورہ چھ الفاظ میں سے پانچ پر اعتماد کرے۔

اعتماد بر مبتدا کی مثال جیسے: زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ: (زید کہ اس کا غلام حسین ہے)

اعتماد بر موصوف کی مثال: جَآءَ نِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ.

اعتماد بر ذوالحال کی مثال: جَآءَ نِیْ زَیْدٌ حَسَنًا غُلَامُهُ.

اعتماد بر ہمزۂ استفہام کی مثال: أَحَسَنٌ زَیْدٌ؟ (کیا زید حسین ہے)

اعتماد بر حرفِ نفی کی مثال: مَا حَسَنٌ زَیْدٌ: (زید حسین نہیں ہے)

جو عمل کہ حَسُنَ فعلِ لازم کرتا تھا یعنی ایک اسم کو رفع اور چھ اسماء کو نصب، وہی عمل حَسَنٌ کرتا ہے۔ ۲

---

۱ اسی قیاس پر موصوف، اسمِ موصول، ذوالحال، حرفِ استفہام اور حرفِ نفی پر اعتماد کی مثالیں بنائی جا سکتی ہیں۔

۲ **فائدہ:** صفتِ مشبہہ اپنے فعل کی بہ نسبت ایک عمل زائد کرتی ہے اور وہ ہے مشابہ بالمفعول بہ کو نصب دینا۔ جیسے: زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ.

صفتِ مشبہہ چونکہ دوام پر دلالت کرتی ہے اِس لیے اُس کے عمل کے لیے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں ہے۔ نیز چونکہ صفتِ مشبہہ کے شروع میں الف لام بمعنی اَلَّذِیْ نہیں ہوتا اس لیے اس میں اعتماد بر موصول کی مثال بھی نہیں بن سکتی۔

(۷) اسمِ تفضیل: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلے اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٔ مصدری دوسرے کے مقابلے میں زیادتی کے ساتھ پائے جائیں۔ جیسے: **أَضْرَبُ**: (زیادہ مارنے والا دوسرے کے مقابلے میں) **أَكْبَرُ**: (زیادہ بڑا دوسرے کے مقابلے میں)

اسمِ تفضیل کا استعمال تین طرح ہوتا ہے۔ (۱) مِنْ کے ساتھ۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو**: (زید عمرو سے بہتر ہے) (۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: **جَآءَ نِيْ زَيْدٌ الْأَفْضَلُ.** (میرے پاس بہتر زید آیا) (۳) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ**: (زید قوم میں سب سے بہتر ہے)

اسمِ تفضیل اپنے فاعل میں عمل کرتا ہے اور وہ اکثر **هُوَ** کی ضمیر ہوتی ہے جو اسمِ تفضیل میں مستتر ہوتی ہے۔ اسی طرح اسمِ تفضیل مفعولِ فیہ، حال، تمیز اور جار مجرور میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ الْيَوْمَ**: (زید آج قوم میں سب سے بہتر ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَحْسَنُ رَاكِبًا مِنْ عَمْرٍو**: (زید سوار ہونے کی حالت میں عمرو سے زیادہ حسین ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَطْيَبُ نَفْسًا مِنْ عَمْرٍو**: (زید نفس کے اعتبار سے عمرو سے زیادہ پاک ہے) اور جیسے: **زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو**: (زید عمرو سے بہتر ہے)

اسمِ تفضیل مفعولِ مطلق، مفعولِ بہ، مفعولِ لہٗ اور مفعولِ معہٗ میں عمل نہیں کرتا۔

(۸) مصدر: وہ اسم ہے جو معنیٔ حدثی (معنیٔ قائم بالغیر) پر دلالت کرے اور اس سے افعال وغیرہ نکلیں۔ جیسے: **ضَرْبٌ**: (مارنا) **نَصْرٌ**: (مدد کرنا)

مصدر اپنے فعل کا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ مفعولِ مطلق نہ ہو۔ جیسے: **أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٌ عَمْرًا**: (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)

فائدہ: مصدر اکثر اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ

مثال میں: أَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا بھی کہہ سکتے ہیں۔اور جیسے: إِقَامَةُ الصَّلٰوةِ فَرْضٌ: (نماز قائم کرنا فرض ہے)

(۹) اسمِ مضاف: وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے: جَآءَ غُلاَمُ زَیْدٍ میں "غُلاَمٌ".

اسمِ مضاف اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔جیسے: جآءَ نِیْ غُلاَمُ زَیْدٍ.

جاننا چاہیے کہ یہاں درحقیقت لام مقدر ہے،اس لیے کہ غُلاَمُ زَیْدٍ کی تقدیر غُلاَمٌ لِزَیْدٍ ہے۔اس کو اضافتِ لامیہ کہتے ہیں۔کبھی حرفِ جر "مِن" مقدر ہوتا ہے، جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے جنس ہو۔جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ اسکی تقدیر خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ ہے۔اس کو اضافتِ بیانیہ کہتے ہیں۔اور کبھی حرفِ جر فِیْ مقدّر رہوتا ہے۔جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو۔جیسے:صَوْمُ النَّهَارِ اسکی تقدیر صَوْمٌ فِیْ النَّهَارِ ہے۔اس کو اضافتِ ظرفیہ کہتے ہیں۔

مشق:(۲۹)

امثلۂ ذیل میں اسماءِ عاملہ کے عمل میں غور کرو اور ان کے معمول بتاؤ! ترجمہ و ترکیب کرو! نیز بتاؤ کہ اسمِ تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کس طریقہ سے ہوا ہے۔

كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ، إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِيْفَةً، إِنَّ هٰؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيْهِ وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ، أَشْرَفُ الحَدِيْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ، أَشْرَفُ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ، خَيْرُ العِلْمِ مَا نَفَعَ، خَيْرُ الْأَغْنِيَاءِ مُنْفِقٌ مَالَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، جَاءَ نِیْ بَكْرٌ مُعْطِيًا غُلاَمُهٗ دِرْهَمًا، إِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ، إِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ

حَمِيْدٌ، إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، زَيْدٌ حَسَنٌ أَخُوْهُ، بَكْرٌ عَالِمَةٌ ابْنَتُهُ، زَيْدٌ أَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو، نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ، أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، هٰذَا الْمَسْجِدُ أَرْفَعُ وَ أَطْوَلُ مِنْ ذَالِكَ، أَكْثَرُهُمْ كَافِرُوْنَ، هٰذَا الطَّعَامُ أَقَلُّ، لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ، أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً، هُوَ أَهْدٰى مِنْهُ، مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا، هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ، ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ، تَطْهِيْرُكَ بَدَنَكَ خَيْرٌ، إِيْذَاؤُكَ أُمَّكَ مَعْصِيَةٌ كَبِيْرَةٌ، زَيْدٌ جَائِعٌ بَطْنُهُ وَ بَكْرٌ عَارٍ بَدَنُهُ مِنَ الثَّوْبِ، أَبُوْكَ مُعْطِي رَأْسُهُ، بَكْرٌ مُطَهَّرٌ ثَوْبُهُ.

☆......☆......☆

(۱۰) اسمِ تام: وہ اسم ہے جو ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت میں باقی رکھتے ہوئے دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت جائز نہ ہو۔ یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم کی تمامی چھ چیزوں سے ہوتی ہے۔(۱) تنوینِ لفظی سے، جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا: (میرے پاس ایک رطل تیل ہے)(۲) تنوینِ مقدر سے، جیسے: عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً: (میرے پاس گیارہ مرد ہیں) اور جیسے: زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً: (زید تجھ سے مال کے اعتبار سے زیادہ ہے)(۳) نونِ تثنیہ سے، جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا: (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں)(۴) نونِ جمع سے، جیسے: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالاً: (کیا ہم تم کو بتائیں ان لوگوں کے بارے میں جو اعمال کے اعتبار سے نقصان والے ہیں)[1]

[1] "الأخسرين" اگرچہ نونِ جمع کے ذریعہ تام ہوا ہے، لیکن اس کا "أعمالاً" تمیز کو نصب دینا شبہ فعل (اسم تفضیل) ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ اسم تام ہونے کی وجہ سے، لہٰذا مصنفؒ کا اس مثال کو یہاں ذکر کرنا تسامح سے خالی نہیں۔(تفصیل کے لیے دیکھیں: نحو میر مع تمرین از مولانا محمد علی بجنوری صفحہ: ۱۷)

(۵) مشابہ نونِ جمع سے، جیسے: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا: (میرے پاس بیس درہم ہیں) [۱]
(۶) اضافت سے، جیسے: عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلاً: (میرے پاس وہ بھر کر شہد ہے) اور جیسے: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا: (آسمان میں ہتھیلی کے بقدر بادل نہیں ہے)

(۱۱) اسمِ کنایہ: وہ اسم ہے جو مبہم عدد پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔
اسماءِ کنایہ دو ہیں: کَمْ اور کَذَا. جیسے: کَمْ دِرْهَمٍ عِنْدِیْ (میرے پاس کتنے درہم ہیں، یعنی بہت ہیں) کَذَا دِرْهَمًا عِنْدِیْ: (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

کَمْ کی دو قسمیں ہیں: کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ۔

کَمْ استفہامیہ: وہ کَمْ ہے جو عدد کے بارے میں سوال کے لیے آئے۔ کَمْ استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے، اور وہ ہمیشہ مفرد ہوتی ہے۔ جیسے: کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَکَ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) اور اسی طرح کَذَا بھی۔ جیسے: عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا. (میرے پاس اتنے درہم ہیں)

کَمْ خبریہ: وہ کَمْ ہے جو کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔ کَمْ خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے، اور وہ کبھی مفرد اور کبھی جمع ہوتی ہے۔ جیسے: کَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ: (میں نے کتنا مال خرچ کیا) یعنی (بہت کیا)۔ کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ: (میں نے کتنے گھر تعمیر کئے)۔ کبھی کبھی کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: کَمْ مِنْ مَلَکٍ فِی السَّمٰوَاتِ: (آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں)

کَمْ خبریہ ہمیشہ کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔ جب کہ کَذَا قلت اور کثرت دونوں بتاتا ہے۔

الحمد للہ، یہاں عواملِ لفظیہ سے فراغت ہوئی، اب ہم عواملِ معنویہ شروع کریں گے۔ (إن شَاءَ اللّٰه)

---

[۱] **فائدہ:** تنوین مبنی اور غیر منصرف پر مقدّر رہوتی ہے، اور مشابہ نونِ جمع دہائیوں کے آخر میں ہوتا ہے۔

دوسری قسم

عواملِ معنویہ کے بیان میں۔

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔ عاملِ معنوی کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابتدا (۲) خلوِّ فعلِ مضارع از ناصب وجازم۔

(۱) ابتداء: یعنی اسم کا عواملِ لفظیہ سے خالی ہونا، یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ: (زید کھڑا ہے) یہاں کہیں گے کہ "زَیْدٌ" مبتدا ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور "قَائِمٌ" مبتدا کی خبر ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ یہ بصریین کا مذہب ہے۔ [1]

مبتدا : وہ اسم ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مرفوع ہو، خواہ مسند الیہ واقع ہو، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ میں "زَیْدٌ"، خواہ مسند الیہ واقع نہ ہو، جیسے: أَقَائِمٌ الزَّیْدَانِ میں "قَائِمٌ"

خبر: وہ لفظ ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مسند واقع ہو۔

(۲) عاملِ معنوی کی دوسری قسم: فعلِ مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا۔ یہ فعلِ مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ. یہاں "یَضْرِبُ" مرفوع ہے اس لیے کہ ناصب وجازم سے خالی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے نحو کے عوامل تمام ہوئے۔

---

[1] یہاں اس کے علاوہ دو مذہب اور بھی ہیں: پہلا مذہب یہ ہے کہ ابتدا مبتدا میں عامل ہے، اور مبتدا خبر میں عامل ہے۔ اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے، یعنی مبتدا خبر میں اور خبر مبتدا میں عامل ہے۔

مشق:(۳۰)

ان مثالوں میں چند امور بتاؤ! تمامی ہر اسم کی کس شئ سے ہوئی؟ کم استفہامیہ وخبریہ کو متعین کرو! مضارع کے عوامل کو بیان کرو! ہر مثال کی ترکیب وترجمہ کرو!

مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلٰى اللّٰهِ، إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا، اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا، لَيْسَ عِنْدِيْ قَدْرُ حُفْنَةٍ حِنْطَةً، عِنْدَكَ مِلْؤُهٗ عَسَلًا، كَمْ مُصَلٍّ عَنْ صَلٰوتِهٖ غَافِلٌ، كَمْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ نَصِيْبٌ، كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ، كَمْ رَكْعَةً صَلَّيْتَ، كَمْ يَوْمًا غِبْتَ عَنِّيْ، هُمْ أَكْثَرُ مِنْكُمْ مَالًا، عِنْدِيْ كَذَا وَ كَذَا، هٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ، لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ، اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ، كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا، كَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا، كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ.

خاتمہ

ان مختلف فائدوں کے بیان میں جن کا جاننا ضروری ہے۔اوراس میں تین فصلیں ہیں۔پہلی فصل توابع کے بیان میں، دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں، اور تیسری فصل حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں۔

☆......☆......☆

پہلی فصل: توابع کے بیان میں

"تَوَابِع" تَابِعٌ کی جمع ہے۔

تابع: ہر وہ دوسرا لفظ ہے جو اپنے پہلے لفظ کے اعراب میں موافق ہو اور دونوں کا اعراب ایک وجہ سے ہو۔

متبوع: وہ پہلا لفظ ہے جس کے اعراب میں تابع اس کے موافق ہو۔

تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے۔

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطفِ بیان۔

(۱) صفت: وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) میں ہو، اس کو صفت بحالِ متبوع کہتے ہیں، یا دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) کے متعلق میں ہو، اس کو صفت بحالِ متعلقِ متبوع کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی مثال جیسے: **جَآءَ نِیُ رَجُلٌ عَالِمٌ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے) اور دوسری قسم کی مثال جیسے: **جَآءَ نِیُ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلامُهٗ یا حَسَنٌ أَبُوْهٗ:** (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا غلام حسین ہے، یا جس کا باپ حسین ہے)

صفت کی پہلی قسم دس چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی: تعریف و تنکیر میں، تذکیر و تانیث میں، افراد، تثنیہ اور جمع میں، رفع، نصب اور جر میں۔ جیسے: **عِنْدِیُ رَجُلٌ عَالِمٌ وَ رَجُلانِ عَالِمَانِ وَ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَ امْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَ امْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَ نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ.**

صفت کی دوسری قسم پانچ چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی، تعریف وتنکیر میں اور رفع، نصب اور جر میں، جیسے: جَآءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں) ۱؎

جاننا چاہیے کہ جملہ خبریہ سے نکرہ کی صفت لا سکتے ہیں؛ لیکن جملے میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ کی طرف لوٹے، خواہ لفظاً۔ جیسے: جَآءَ نِیْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں)۔ اس مثال میں "رَجُلٌ" نکرہ موصوف ہے اور "أَبُوْهُ عَالِمٌ" جملہ خبریہ صفت ہے، جس میں "ہ" ضمیرِ مجرور متصل نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور جیسے: جَآءَ نِیْ رَجُلٌ یَرْکَبُ، جَآءَ نِیْ رَجُلاَنِ یَرْکَبَانِ، جَآءَ نِیْ رِجَالٌ یَرْکَبُوْنَ. خواہ تقدیرًا، جیسے: جَاءَ نِیْ رَجُلٌ ضَرَبْتُ، أَيْ: ضَرَبْتُهٗ.

(۲) تاکید: تاکید کے لغوی معنی ثابت کرنا، مقرر کرنا۔ تاکید وہ تابع ہے جو نسبت یا شمول میں متبوع (مؤکد) کی حالت کو ثابت اور مقرر کرے تاکہ سننے والے کو کوئی شک نہ رہے۔

نسبت کی مثال جیسے: جَآءَ نِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ: (میرے پاس زید آیا زید) اس میں دوسرا "زَیْدٌ" تاکید ہے، اور پہلا "زَیْدٌ" متبوع ہے اس کو مؤکد بھی کہتے ہیں۔ دوسرے "زَیْد" نے نسبت کے بارے میں پہلے "زَیْد" کی حالت کو ثابت کیا۔ مطلب یہ ہے کہ زید کی طرف جو آنے کی نسبت ہو رہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ زید یقیناً آیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

۱؎ اور جیسے: جَآءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمَةٌ أُمُّهٗ. اور جیسے: جَآءَ نِیْ الرِّجَالُ الْعَالِمُ أَبُوْهُمْ، جَآءَ تْنِیْ النِّسْوَۃُ الْعَالِمُ أَبُوْهُنَّ.

شمول کی مثال جیسے: جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ: (میرے پاس پوری قوم آئی) اس میں "کُلُّھُمْ" تاکید اور "الْقَوْمُ" مؤکَّد ہے۔ لفظِ "کُلُّھُمْ" نے شمول کے بارے میں قوم کی حالت کو ثابت کیا، یعنی یہ بتایا کہ آنے کا حکم قوم کے تمام افراد کو شامل ہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں: تاکیدِ لفظی اور تاکیدِ معنوی۔

(۱) تاکیدِ لفظی: تاکیدِ لفظی لفظ کے تکرار سے ہوتی ہے۔ جیسے: زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ: (زید کھڑا ہے زید) ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ: (زید نے مارا مارا) إِنَّ إِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ: (بیشک بیشک زید کھڑا ہے) ان مثالوں میں پہلا لفظ مؤکَّد ہے اور دوسرا لفظ تاکید ہے۔

(۲) تاکیدِ معنوی: تاکیدِ معنوی وہ تاکید ہے جو آٹھ الفاظ میں سے کسی کے ذریعے حاصل ہو۔ وہ آٹھ الفاظ یہ ہیں: (۱) نَفْسٌ (۲) عَیْنٌ (۳) کِلاَ و کِلْتَا (۴) کُلٌّ (۵) أَجْمَعُ (۶) أَکْتَعُ (۷) أَبْتَعُ (۸) أَبْصَعُ۔

ان میں سے نَفْسٌ اور عَیْنٌ واحد تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، اور تینوں صورتوں میں مؤکّد کی ضمیر سے مطابقت شرط ہے، اور صیغے کی مطابقت صرف واحد اور جمع میں شرط ہے، اور تثنیہ میں صیغہ، جمع، واحد اور تثنیہ تینوں طرح لا سکتے ہیں۔ جیسے: جَآءَ زَیْدٌ نَفْسُهُ وَ عَیْنُهُ، جَآءَ الزَّیْدُوْنَ أَنْفُسُھُمْ وَ أَعْیُنُھُمْ، جَآءَ الزَّیْدَانِ أَنْفُسُھُمَا وَ أَعْیُنُھُمَا، جَآءَ الزَّیْدَانِ نَفْسُھُمَا وَ عَیْنُھُمَا، جَآءَ الزَّیْدَانِ نَفْسَاھُمَا وَ عَیْنَاھُمَا.

کِلاَ تثنیہ مذکر اور کِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: جَآءَ نِیْ الرَّجُلاَنِ کِلاَھُمَا: (میرے پاس دونوں مرد آئے) جَآءَ تْنِیْ الْمَرْأَتَانِ کِلْتَاھُمَا: (میرے پاس دونوں عورتیں آئیں)

كُلٌّ اور أَجْمَعُ واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ کُلٌّ صرف ضمیر کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ: (میں نے پورا غلام خریدا) اِشْتَرَيْتُ الْعَبِيْدَ كُلَّهُمْ: (میں نے سب غلام خریدے) اِشْتَرَيْتُ الْأَمَةَ كُلَّهَا: (میں نے پوری باندی خریدی) اِشْتَرَيْتُ الإِمَاءَ كُلَّهُنَّ: (میں نے سب باندیاں خریدیں) اور أَجْمَعُ صرف صیغے کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ أَجْمَعَ: (میں نے پورا غلام خریدا) اِشْتَرَيْتُ الْعَبِيْدَ أَجْمَعِيْنَ: (میں نے سب غلام خریدے) اِشْتَرَيْتُ الْأَمَةَ جَمْعَاءَ: (میں نے پوری باندی خریدی) اِشْتَرَيْتُ الإِمَاءَ جُمَعَ: (میں نے سب باندیاں خریدیں)

أَكْتَعُ، أَبْتَعُ اور أَبْصَعُ بھی تاکید کے لیے آتے ہیں اور كُلٌّ کے معنی دیتے ہیں۔ مگر یہ تینوں أَجْمَعُ کے تابع ہیں، پس یہ أَجْمَعُ کے بغیر نہیں آئیں گے اور نہ أَجْمَعُ پر مقدم ہوں گے۔ چنانچہ آپ کہیں گے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ.

(۳) بدل: وہ تابع ہے جو نسبت سے مقصود ہو اور متبوع صرف تمہید کے لیے آئے۔ جیسے: جَآءَ زَيْدٌ أَخُوْكَ: (تمہارا بھائی زید آیا) اس میں "زَيْدٌ" مبدل منہ ہے اور "أَخُوْكَ" اس سے بدل ہے اور "أَخُوْكَ" ہی مقصود بالنسبۃ ہے، زید کا ذکر تمہید کے طور پر ہے۔

بدل کی چار قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط۔

(۱) بدل الکل: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو، یعنی بدل جس چیز

پر دلالت کرے مبدل منہ بھی اسی چیز پر دلالت کرے۔ جیسے: جَآءَ نِیْ زَیْدٌ أَخُوْکَ. (میرے پاس تمہارا بھائی زید آیا) اس مثال میں ''أَخُوْکَ'' زَیْدٌ سے بدل الکل ہے، اس لیے کہ أَخُوْکَ جس ذات پر دلالت کرتا ہے زَیْدٌ بھی بعینہ اسی ذات پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهٗ: زید کہ اس کا سر مارا گیا۔ اس مثال میں ''رَأْسُهٗ'' زَیْدٌ سے بدل البعض ہے، اس لیے کہ رَأْسُهٗ کا مدلول زَیْدٌ کے مدلول کا جز ہے۔

(۳) بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو۔ جیسے: سُرِقَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ: (زید کہ اس کا کپڑا چرایا گیا) اس مثال میں ''ثَوْبُهٗ'' زَیْدٌ سے بدل الاشتمال ہے، اس لیے کہ ثَوْبُهٗ زَیْدٌ مبدل منہ کا متعلق ہے۔

(۴) بدل الغلط: وہ لفظ ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ: (میں مرد کے پاس سے گذرا، نہیں؛ گدھے کے پاس سے) اس مثال میں ''حِمَارٍ'' بدلِ غلط ہے۔ متکلم ''مَرَرْتُ بِحِمَارٍ'' کہنا چاہتا تھا مگر غلطی سے ''بِرَجُلٍ'' نکل گیا، جب وہ اس پر آگاہ ہوا تو ''حِمَارٍ'' لاکر اس غلطی کو دور کیا۔

(۴) عطف بحرف: وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہو اور حرفِ عطف کے بعد ہو۔ جیسے جَآءَ نِیْ زَیْدٌ وَ عَمْرٌو: (میرے پاس زید اور عمرو آئے) اس میں ''زَیْدٌ'' معطوف علیہ اور عَمْرٌو عطف بحرف (معطوف) ہے۔ حروفِ عطف دس ہیں جن کو ہم (ان شاء اللہ) تیسری فصل میں یاد کریں گے۔ عطف بحرف کو عطفِ نسق بھی کہتے ہیں۔[۱]

---

[۱] **فائدہ**: ''نَسَقٌ'' کے معنی ہیں ترتیب دینا، چونکہ عطف بحرف کے چند مواقع میں معطوف علیہ کے بعد معطوف ترتیب کے ساتھ آتا ہے، اس لیے اس کو عطفِ نسق کہتے ہیں۔ جیسے: جَآءَ نِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو ثُمَّ بَکْرٌ: (میرے پاس زید آیا پھر عمرو اور اس کے کچھ دیر بعد بکر)

(۵) عطفِ بیان: وہ تابع ہے جو صفت نہیں ہوتا اور اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے۔ جیسے: **أَقْسَمَ بِاللّٰہِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ:** (ابوحفص یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھائی) جس وقت کہ علم سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: **جَاءَ نِیْ زَیْدٌ أَبُوْ عَمْرٍو:** (میرے پاس زید یعنی ابوعمرو آیا) جس وقت کہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: **قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ.** [۱]

مشق: (۳۱)

ذیل کی مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ، صفت کی دونوں قسمیں نیز تاکید و بدل کی دونوں قسموں کو بیان کرو! اور بتاؤ کہ صفت و موصوف کے درمیان کن چیزوں میں موافقت پائی جارہی ہے، ہر مثال کا ترجمہ و ترکیب بھی کرو!

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، لَنْ نَصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَاحِدٍ، اَلْمَلٰئِکَۃُ عِبَادٌ مُکْرَمُوْنَ، رَأَیْتُ رَجُلاً مُصَلِّیًا، تُوْبُوْا إِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْحًا، ھٰذَانِ رَجُلَانِ عَاقِلَانِ، ھٰذِہٖ امْرَأَۃٌ صَالِحَۃٌ، ھٰذَا الرَّجُلُ عَالِمٌ أَبُوْہُ، سَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ أَجْمَعُوْنَ، قَالَ مُوْسٰی لِأَخِیْہِ ھَارُوْنَ، اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أُخِذَ زَیْدٌ مَالُہٗ، یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ، لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَ أَجْرٌ عَظِیْمٌ،

---

[۱] **فائدہ:** بدل اور عطفِ بیان میں عموماً صرف نیت اور ارادہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، اگر متکلم کا ارادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود نہیں ہے اور دوسرا مقصود ہے؛ تو دوسرا لفظ بدل ہوگا، اور اگر متکلم کا ارادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود ہے اور دوسرا لفظ وضاحت کے لیے ہے؛ تو دوسرا لفظ عطفِ بیان ہوگا۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَيْدِ، سَيِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ عَمُّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم، خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ سَيْفُ اللّٰهِ، كَانَ عُثْمَانُ ذُوْ النُّوْرَيْنِ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيْمَ وَ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ أُوْلِي الْأَيْدِيْ وَ الْأَبْصَارِ، فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيْمَ، أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ثَانِيْ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ.

دوسری فصل: منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں۔

منصرف: وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منعِ صرف میں سے دو سبب نہ پائے جائیں، یا ایک ایسا سبب نہ پایا جائے جو دو سبب کے قائم مقام ہو۔ جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ.

غیر منصرف: وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منعِ صرف میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ جیسے: طَلْحَةُ، مَسَاجِدُ.

اسبابِ منعِ صرف نو ہیں: (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزنِ فعل (۹) الف نون زائدتان۔

چنانچہ عُمَرُ میں عدل اور علم ہے۔ اور ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ میں صفت اور عدل ہے۔ اور طَلْحَةُ میں تانیثِ لفظی اور علم ہے۔ اور زَيْنَبُ میں تانیثِ معنوی اور علم ہے۔ اور حُبْلٰى میں تانیث بالفِ مقصورہ ہے۔ اور حَمْرَاءُ میں تانیث بالفِ ممدودہ ہے، اور یہ دونوں مؤنث دو سبب کے قائم مقام ہیں۔ اور إِبْرَاهِيْمُ میں عجمہ اور علم ہے۔ اور مَسَاجِدُ اور مَصَابِيْحُ میں جمع منتہی الجموع ہے جو دو سبب کے قائم مقام ہے۔ اور بَعْلَبَكُّ میں ترکیب اور علم ہے۔ اور أَحْمَدُ میں وزنِ فعل اور علم ہے۔ اور سَكْرَانُ میں الف ونون زائدتان اور وصف ہے۔ اور عُثْمَانُ میں الف ونون زائدتان اور علم ہے۔

غیر منصرف کے متعلق مزید تحقیق دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی۔

مشق: (۳۲)

ذیل کی مثالوں میں غیر منصرف اور اس کے اسباب بیان کرو! نیز ترجمہ وترکیب بھی کرو!

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً، وَاذْكُرْ فِيْ الكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ، جَاءَ سُلَيْمَانُ، اسْمُهُ أَحْمَدُ، هٰذِهِ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ، يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ، جَاءَ نِيْ زَيْدٌ عَطْشَانَ، لَبِسَ زَيْدٌ سَرَاوِيْلَ، جَاءَ إِخْوَةُ يُوْسُفَ، أَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ، إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا، تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلقِتَالِ، يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ، يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا.

تیسری فصل: حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں

اور ان کی سولہ قسمیں ہیں۔

(۱) حروفِ تنبیہ: اور وہ تین ہیں: (۱) أَلَا (۲) أَمَا (۳) هَا.

تنبیہ کے لغوی معنی ہیں بیدار کرنا اور کسی چیز پر واقف کرنا۔ یہ حروف مخاطب سے غفلت دور کرنے کے لیے مفرد یا جملہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جیسے: أَلَا زَيْدٌ قَائِمٌ: (سنو! زید کھڑا ہے) أَمَا زَيْدٌ قَائِمٌ: (خبردار! زید کھڑا ہے) اور جیسے: هٰؤُلَاءِ، هٰذَا وغیرہ۔

فائدہ: ''أَلَا'' اور ''أَمَا'' جملہ پر داخل ہوتے ہیں اور ''هَا'' صرف اسمِ اشارہ پر اَصالۃً داخل ہوتی ہے۔[1]

---

[1] اَصالۃً کی قید اس وجہ سے بڑھائی گئی کہ ہائے تنبیہ اسم اشارہ کی تبعیت میں اسم ضمیر پر داخل ہوتی ہے، جیسے: هٰاَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ.

(۲) حروفِ ایجاب: "اِیْـجَـاب" کے لغوی معنی ہیں ثابت کرنا۔ چونکہ یہ حروف امرِ سابق کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں اس لیے ان کو حروفِ ایجاب کہتے ہیں۔ اور وہ چھ ہیں: (۱) **نَعَمْ** (۲) **بَلٰی** (۳) **أَجَلْ** (۴) **إِیْ** (۵) **جَیْرِ** (۶) **إِنَّ.**

یہ حروف جملۂ محذوفہ پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں اور اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جائے: **أَتَـذْهَـبُ؟** پس آپ کہیں: **نَـعَـمْ،** تو معنی ہوں گے: **نَـعَـمْ أَذْهَبُ،** یہاں "**نَعَمْ**" **أَذْهَبُ** کے قائم مقام ہے۔

(۳) حروفِ تفسیر: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو کلامِ سابق سے پوشیدگی دور کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ یہ دو ہیں: **أَيْ** اور **أَنْ.** جیسے: **جَآءَ نِیْ زَیْدٌ أَيْ ابْنُ عَمْرٍو:** (میرے پاس زید آیا یعنی عمرو کا بیٹا) **نَـادَیْـنَـاهُ أَنْ یَا إِبْرَاهِیْمُ:** (ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم!)

(۴) حروفِ مصدریہ: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو جملے کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ یہ تین ہیں: (۱) **مَا** (۲) **أَنْ** (۳) **أَنَّ**

اِن میں سے **مَـا** اور **أَنْ** جملۂ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: **ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ:** (ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی) اس آیتِ کریمہ میں "**بِـمَا رَحُبَتْ**" "**بِرُحْبِهَا**" مصدر کے معنی میں ہے۔ اور جیسے: **أَعْـجَـبَـنِـیْ أَنْ ضَرَبْتَ:** (مجھے تعجب میں ڈالا اس بات نے کہ تو نے مارا) اس مثال میں **أَنْ ضَرَبْتَ** "**ضَرْبُکَ**" مصدر کے معنی میں ہے۔

اور **أَنَّ** جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے: **بَـلَغَنِیْ أَنَّکَ قَائِمٌ:** (مجھے خبر پہنچی کہ تو کھڑا ہے) اس مثال میں **أَنَّکَ قَائِمٌ** "**قِیَامُکَ**" مصدر

کے معنی میں ہے۔ [1]

(۵) حروفِ تحضیض: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو مخاطب کو سختی سے کسی کام پر آمادہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ چار ہیں: **أَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا**. جیسے: **أَلَّا تَجْتَهِدُ**: (کیا تم محنت نہیں کرتے؟)

جب یہ حروف فعلِ ماضی پر داخل ہوں تو یہ حروفِ تندیم کہلائیں گے۔ **تَنْدِيم**: کے معنی ہیں پشیمان کرنا۔ چونکہ یہ حروف ماضی میں نہ کیے ہوئے کام پر پشیمان کرنے کے لیے آتے ہیں، اس لیے ان کو حروفِ تندیم کہتے ہیں۔ جیسے: **أَلَّا اجْتَهَدْتَ**: (کیا تم نے محنت نہیں کی؟)

(۶) حرفِ توقع: وہ حرفِ غیر عامل ہے جس کے ذریعہ ایسی بات کی خبر دی جائے جس کی امید ہو۔ اور وہ حرف **قَدْ** ہے۔

قَدْ فعل ماضی میں تحقیق اور تقریب کے لیے آتا ہے۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ جیسے: **قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا** (تحقیق کہ اُس کو میرے رب نے سچ کر دیا) اور تقریب کے معنی ہیں ماضی کو حال سے قریب کرنا۔ جیسے: **قَدْ جَاءَ الضُّيُوْفُ** (مہمان آچکے ہیں) یہ ماضی مطلق کو ماضی قریب کے معنی میں کر دیتا ہے۔

اور یہ مضارع میں تقلیل کے لیے آتا ہے۔ تقلیل کے معنی ہیں کسی چیز کو کم بتانا۔ جیسے: **إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ**: (بیشک جھوٹا کبھی سچ بولتا ہے) نیز یہ مضارع میں تحقیق

---

[1] **فائدہ:** **مَا** مصدریہ ہمیشہ غیر عامل ہوتا ہے، **أَنْ** مصدریہ جب ماضی پر داخل ہو تو غیر عامل؛ اور مضارع پر داخل ہو تو عامل ہوگا، اور **أَنَّ** جب **مَا** کافّہ کے ساتھ ہوگا تو غیر عامل؛ ورنہ عامل ہوگا، جیسے: **يُوْحٰى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ**.

کے لیے آتا ہے۔ جیسے: قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ: (تحقیق کہ اللہ تعالیٰ باز رکھنے والوں کو جانتا ہے)

(۷) حروفِ استفہام: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو سوال کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ اور وہ تین ہیں: مَا، أَ، هَلْ. جیسے: مَا اسْمُکَ؟ آپ کا نام کیا ہے؟ هَلْ جَآءَ مُحَمَّدٌ؟ کیا محمد آیا؟ أَ عَمْرٌو ذَاهِبٌ؟ کیا عمرو جانے والا ہے؟[1]

(۸) حرفِ ردع: "رَدْعٌ" کے لغوی معنی ہیں جھڑکنا۔ حرفِ ردع وہ حرفِ غیر عامل ہے جو مخاطب کو ڈانٹنے یا کسی کام سے باز رکھنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ حرف کَلَّا ہے۔ جیسے آپ سے کہا جائے اِضْرِبْ زَيْدًا (زید کو مار) پس آپ کہیں: کَلَّا (ہرگز نہیں) کبھی کَلَّا حَقًّا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: (یقیناً تم لوگ جان لوگے) اس صورت میں یہ اسم ہوگا، اور کَلَّا حرفی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا۔

(۹) تنوین: وہ نون ساکن ہے جو کلمے کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، عَالِمٌ.

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) تنوین تمکن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنم۔

(۱) تنوین تمکن: وہ تنوین ہے جو اسم کے زیادہ متمکن یعنی منصرف ہونے کو بتائے۔

---

[1] **فائدہ:** مَا گو استفہام کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن درحقیقت مَا اسم ہے، چنانچہ کبھی مبتدا بنتا ہے۔ جیسے: "مَا اسْمُکَ"۔ اور کبھی اس پر حرفِ جر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ. (وہ کس چیز کے بارے میں آپس میں پوچھتے ہیں؟)

جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ.

(۲) تنوینِ تنکیر: وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے کو بتائے۔ جیسے: صَــــهٍ أَيْ اُسْـكُـتْ سُكُوْتًا مَّا فِي وَقْتٍ مَّا (تو کسی نہ کسی وقت میں خاموش رہ!) اور رہا صَهْ بغیر تنوین کے تو اس کے معنی "اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الآنَ" ہیں۔ یعنی تو اس وقت خاموش رہ!

(۳) تنوینِ عوض: وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کو حذف کرنے کے بعد مضاف پر مضاف الیہ کے بدلے میں لائی جائے۔ جیسے: يَوْمَئِذٍ: یہ دراصل يَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا تھا، كَانَ كَذَا مضاف الیہ کو حذف کر کے إِذْ مضاف کے اخیر میں تنوین عوض لے آئے۔

(۴) تنوینِ مقابلہ: وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں آئے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

تنوین کی یہ چاروں قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) تنوینِ ترنّم: وہ تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔ یہ اسم، فعل اور حرف تینوں پر آتی ہے۔ جیسے شعر:

أَقِلِّيْ اللَّوْمَ عَاذِلَ و العِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے ملامت کرنے والی! ملامت اور عتاب کم کر! اور کہہ اگر میں درست کام کروں کہ تحقیق کہ اس نے درست کام کیا۔

اس شعر میں "اَلْعِتَابَنْ" اور "أَصَابَنْ" پر تنوینِ ترنّم ہے، پہلا کلمہ مصرعہ کے آخر میں ہے اور معرف باللام ہے، اور دوسرا کلمہ شعر کے آخر میں ہے اور فعلِ ماضی ہے۔

(۱۰) نونِ تاکید: وہ غیر عامل نونِ مشدّد اور نونِ ساکن ہے جو فعلِ مضارع، امر اور نہی کے آخر میں تاکید کے لیے ہو۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ: تو ضرور بالضرور مار۔ یہ فعلِ مضارع

کے آخر میں آ کر فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں، اور تاکید کے معنی پیدا کرتے ہیں۔

(۱۱) حروفِ زیادت: وہ حروف ہیں جن کے حذف کر دینے سے اصل معنی میں کوئی خلل نہ ہو۔

ان کے زائد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حروف بالکل بے فائدہ ہوتے ہیں، اس لیے کہ حروفِ زیادت کے بہت سارے فائدے ہیں۔ جیسے کلام میں حسن پیدا کرنا، وزن درست کرنا، قافیہ درست کرنا، تاکید پیدا کرنا۔

حروفِ زیادت آٹھ ہیں: **إِنْ، مَا، أَنْ، لاَ، مِنْ، کاف، با** اور **لام**. ان میں سے آخری چار حروفِ جارہ میں یاد کر لیے گئے۔

(۱) إِنْ: جیسے **مَا إِنْ خَالِدٌ قَائِمٌ**: (خالد کھڑا نہیں ہے) اور جیسے: **مَا إِنْ رَأَيْتُ مَحْمُوْدًا**: (میں نے محمود کو نہیں دیکھا) ان دونوں مثالوں میں ما نافیہ کے ساتھ تاکید کے لیے إِنْ زائد ہے۔ اور جیسے: **اِنْتَظِرْ مَا إِنْ جَلَسَ الْقَاضِيْ**: (جب تک قاضی بیٹھے تو انتظار کر) اس مثال میں ما مصدریہ کے ساتھ إِنْ زائد ہے۔

(۲) مَا: یہ إِذَا، مَتٰى، أَيْنَ، أَيٌّ اور إِنْ (کلماتِ شرط) کے بعد زائد ہوتا ہے۔ جیسے: **إِذَامَا تَخْرُجُ أَخْرُجُ**: (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا) **مَتٰى مَا تَخْرُجُ أَخْرُجُ**: (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا) **أَيْنَمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ**: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا) **أَيًّامَّا تَأْكُلْ آكُلْ**: (جو کچھ تو کھائے گا وہ میں کھاؤں گا) اور جیسے: **إِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِي**: (اے مریم، اگر تو انسانوں میں سے کسی کو دیکھے تو کہہ!) اس آیتِ کریمہ میں ''إِمَّا'' دراصل إِنْ مَا تھا، إِنْ حرفِ شرط اور مَا زائدہ ہے۔

نون کا میم میں ادغام کر کے إِمَّا کر دیا۔

مِنْ، عَنْ، با اور کاف (حروفِ جارّہ) کے بعد بھی مَا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے: مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ أُغْرِقُوْا، (اپنے گناہوں کی وجہ سے ہی وہ غرق کیے گئے) عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ، (عنقریب وہ ضرور شرمندہ ہوں گے) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، (پس اللہ کی رحمت کے سبب ہی آپ ان کے لیے نرم ہو گئے) زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًا أَخِيْ، (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے)

(۳) أَنْ : یہ لَـمّـا شرطیہ کے بعد، اسی طرح قسم اور لَوْ کے درمیان اور کبھی کاف حرفِ جر کے بعد زائد ہوتا ہے۔ جیسے: فَلَمَّا أَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ، (جب خوش خبری دینے والا آیا) وَاللّٰهِ أَنْ لَوْ قَامَ زَيْدٌ قُمْتُ (اللہ کی قسم! اگر زید کھڑا ہوتا تو میں کھڑا ہوتا)

اور جیسے مصرعہ:

كَأَنْ ظَبْيَةٍ تَعْطُوْ إِلىٰ وَارِقِ السَّلَمِ

ترجمہ: جیسے کوئی ہرنی پتہ دار درختِ سَلَم کی طرف گردن دراز کر رہی ہو۔

(۴) لاَ: یہ اس واوِ عاطفہ کے بعد زائد ہوتا ہے جو نفی کے بعد ہو۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ زَيْدٌ وَ لاَ عَمْرٌو. (میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو) کبھی أَنْ مصدریہ کے بعد لاَ زائد ہوتا ہے۔ جیسے: مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ: (تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا؟) کبھی قسم سے پہلے لاَ زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے: لاَ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ: (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں)

(۵) مِنْ : جیسے مَا جَآءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ: (میرے پاس کوئی نہیں آیا) یہاں مِنْ زائدہ ہے، اور أَحَدٍ لفظاً مجرور اور معنیٰ فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

(۶) کاف : جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ: (اس کے مثل کوئی چیز نہیں) یہاں

کاف زائد ہے، اور ''مِثْلِهٖ'' لفظاً مجرور اور لیس کی خبر ہونے کی وجہ سے معنًی منصوب ہے۔

(۷) با : جیسے **مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ**، (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے) **بِحَسْبِکَ دِرْهَمٌ**، (تیرے لیے ایک درہم کافی ہے) **کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا**. (اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے)

(۸) لام: جیسے **رَدِفَ لَکُمْ**: (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا)

فائدہ: حروفِ جارہ زائدہ کسی سے متعلق نہیں ہوتے، یہ اپنے مدخول کو صرف لفظاً جر دیتے ہیں اور ان کا مدخول معنی کے اعتبار سے یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب۔ [۱]

(۱۲) حروفِ شرط: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک جملے کے شرط اور دوسرے جملے کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ دو ہیں: **أَمَّا** اور **لَوْ**.

أَمَّا: تفسیر اور تفصیل کے لیے آتا ہے، اور اس کے جواب میں فا لازم ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: **فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَ سَعِیْدٌ فَأَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِیْ النَّارِ وَ أَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِیْ الْجَنَّةِ**: (سو ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت، سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ جہنم میں ہوں گے اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے)۔ اس میں **أَمَّا** حرفِ شرط ہے اور اس کی شرط محذوف ہے، اور وہ ''**یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ**'' ہے، اور پہلی آیت میں **اَلَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِیْ النَّارِ** جزا ہے، اور دوسری آیت میں **اَلَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِیْ الْجَنَّةِ** جزا ہے۔

اس کی تقدیری عبارت: ''**مَهْمَا یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِیْنَ شَقُوْا فِیْ النَّارِ وَ مَهْمَا یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِیْنَ سُعِدُوْا فِیْ الْجَنَّةِ**'' ہے۔

---

[۱] **فائدہ:** حروفِ جارّہ زائدہ چوں کہ معنیٰ کے اعتبار سے عمل نہیں کرتے، بایں معنیٰ اُن کو حروفِ زیادت میں شمار کیا گیا۔

لَوْ: یہ اول کے منتفی ہونے کے سبب دوسرے کے انتفاء کے لیے آتا ہے، یعنی لَوْ اس بات کو بتاتا ہے کہ پہلی چیز یعنی شرط نہ ہونے کی وجہ سے دوسری چیز یعنی جزا نہیں پائی گئی۔ جیسے: **لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا:** (اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا چند معبود ہوتے تو دونوں فاسد ہو جاتے) اور جیسے: **لَوِ اجْتَهَدْتُ لَفُزْتُ:** (اگر میں محنت کرتا تو کامیاب ہوتا)

(۱۳) لَوْلاَ: وہ حرفِ غیر عامل ہے جو دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، اور پہلے جملے کے پائے جانے کی وجہ سے دوسرے جملے کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: **لَوْلاَ عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ:** (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا) یعنی حضرت علیؓ کے موجود ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ ہلاک نہیں ہوئے۔

(۱۴) لامِ مفتوحہ: وہ حرفِ غیر عامل ہے جو فعل اور اسم کے شروع میں تاکید کے معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: **وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُوْلٰى:** (اور یقیناً آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے) اور جیسے: **لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ:** (میں ضرور بالضرور تم سب کو سولی دوں گا)

(۱۵) مَا بمعنی مَادَام: وہ ما مصدریہ ہے جو اپنے مابعد جملۂ فعلیہ کو مصدر کے معنی میں کر دے اور اس سے پہلے کوئی ظرف محذوف ہو۔ جیسے: **أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْأَمِيْرُ:** (جب تک امیر بیٹھا ہے میں کھڑا رہوں گا)

(۱۶) حروفِ عطف: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو اپنے مابعد کو اپنے ماقبل سے جوڑنے کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ ان کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ حروفِ عطف دس ہیں: **واو، فا، ثُمَّ، حَتّٰى، إِمَّا، أَوْ، أَمْ، لاَ، بَلْ، لٰكِنْ.**

(۱) واو: جیسے **جَـآءَ نِـیْ زَیْـدٌ وَ عَـمْـرٌو**: (میرے پاس زید اور عمرو آئے) چاہے آنے میں زید مقدم ہو یا عمرو۔

(۲) فا: جیسے **جَآءَ نِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو**: (میرے پاس زید آیا پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور اس کے فوراً بعد عمرو آیا ہو۔

(۳) ثُمَّ: جیسے **جَآءَ نِیْ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو**: (میرے پاس زید آیا اور پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور عمرو کچھ دیر کے بعد آیا ہو۔

(۴) حَتّٰی: جیسے **مَاتَ النَّاسُ حَتّٰی الْأَنْبِیَاءُ**: (لوگ مرے یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام) جب کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو، جیسے یہاں "**الْأَنْبِیَاءُ**" معطوف "**النَّاسُ**" معطوف علیہ میں داخل ہے۔

(۵) إِمَّا: جیسے **هٰذَا الرَّجُلُ إِمَّا عَالِمٌ وَ إِمَّا جَاهِلٌ**: (یہ شخص یا تو عالم ہے یا جاہل) إِمَّا اسی وقت حرفِ عطف ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا إِمَّا ہو۔

(۶) أَوْ: جیسے **مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ**: (میں مرد کے پاس سے گذرا یا عورت کے پاس سے)

(۷) أَمْ: جیسے **أَزَیْدٌ عِنْدَکَ أَمْ عَمْرٌو**: (کیا زید آپ کے پاس ہے یا عمرو؟)

(۸) لاَ: جیسے **جَآءَ نِیْ زَیْدٌ لاَ عَمْرٌو**: (میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو)

(۹) بَلْ: جیسے **جَآءَ نِیْ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو**: (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو) یعنی عمرو آیا، زید کے بارے میں ہم خاموش ہیں، ہوسکتا ہے آیا ہو، اور ہوسکتا ہے نہ آیا ہو۔

(۱۰) لٰکِنْ: جیسے: **مَا حَصَلَ لِیْ مَالٌ لٰکِنْ نَحْوٌ**: (مجھے مال حاصل نہیں ہوا لیکن نحو حاصل ہوا)

تمت بالخیر والحمد للّٰہ.

مشق: (۳۳)

امثلۂ ذیل میں حروفِ غیر عاملہ کی قسمیں بتاؤ! اور ترجمہ وترکیب بھی کرو!

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ، هٰؤُلاءِ قَوْمُنَا، أَمَا زَيْدٌ قَائِمٌ، قَالُوْا نَعَمْ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْ بَلٰى، قُلْ إِیْ وَ رَبِّیْ إِنَّهٗ لَحَقٌّ، أَجَلْ إِنَّهٗ قَائِمٌ، جَاءَ نِیْ زَيْدٌ أَیْ أَبُوْ بَكْرٍ، ضَاقَتِ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَكُمْ، أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰهُمْ، عَجِبْتُ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا، هَلَّا تُصَلِّیْ الصَّلَوٰتِ لِوَقْتِهَا ! أَلَّا تَصُوْمُ رَمَضَانَ ! لَوْمَا تَحُجُّ الْبَيْتَ ! مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِیْ أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ؟ أَحَقٌّ هُوَ؟ هَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ؟ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ أَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُوْنَ، مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ، مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ، أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ جَاءَ نِیْ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو، قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ؟ أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ، أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسَهَا، مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا.

بحثِ مستثنٰی

جونحومیر میں نہ تھی، طلبۂ کرام کے فائدہ کے لیے بڑھائی گئی

مستثنٰی: وہ لفظ ہے جو اِلَّا اوراس کےاخوات کے بعد مذکور ہو، تا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ مستثنٰی کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو مستثنٰی منہٗ یعنی اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے۔ اِلَّا کےاخوات (مشابہ کلمات) یہ ہیں: غَیْرُ، سِوٰی، سِوَاءَ، حَاشَا، خَلاَ، عَدَا، مَا خَلاَ، مَا عَدَا، لَیْسَ اور لاَ یَکُوْنُ.

مستثنٰی منہ : وہ لفظ ہے جو کلماتِ استثناء سے پہلے مذکور ہو(حقیقۃً یا حکماً) اور اُس سے کسی چیز (فرد) کو نکالا جائے۔ جیسے: لَا تَعْبُدُوْا أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ (تم کسی کی عبادت مت کرو مگر اللہ کی) اِس مثال میں "أَحَدًا" مستثنٰی منہ اور لفظِ "اللّٰهَ" مستثنٰی ہے۔

مستثنٰی کی دو قسمیں ہیں: مستثنٰی متصل اور مستثنٰی منقطع۔

مستثنٰی متصل: وہ مستثنٰی ہے جس کو لفظِ اِلَّا یا اس کےاخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو۔ جیسے: جَآءَ نِیُ الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا: (میرے پاس قوم آئی مگر زید) اس مثال میں "زَیْدٌ" مستثنٰی متصل ہے جو کہ قوم میں داخل تھا اس لیے "إِلَّا" کے ذریعہ مجی یعنی آنے کے حکم سے خارج کیا گیا۔

مستثنٰی منقطع: وہ مستثنٰی ہے جو اِلَّا اوراس کےاخوات کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے خارج نہ کیا جائے، اس سبب سے کہ وہ مستثنٰی منہٗ یعنی متعدد میں داخل نہ ہو۔ جیسے: جَآءَ نِیُ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا: (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا) اس مثال میں حِمَارًا مستثنٰی منقطع ہے، جس کو قوم سے نہیں نکالا گیا، اس لیے کہ وہ قوم میں داخل نہیں تھا۔

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

پہلی قسم یہ ہے کہ مستثنیٰ منصوب ہو، اوراس کی پانچ صورتیں ہیں:

(۱) مستثنیٰ متصل کلامِ موجب (تام) میں **إِلَّا** کے بعد ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے:

جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا.

فائدہ: کلامِ موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو، اور کلامِ تام وہ کلام ہے جس میں مستثنیٰ منہٗ مذکور ہو۔

(۲) کلامِ غیر موجب میں اگر مستثنیٰ مستثنیٰ منہٗ پر مقدم ہو تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

جیسے: **مَا جَآءَ نِیْ إِلَّا زَیْدًا أَحَدٌ:** (میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا)

فائدہ: کلامِ غیر موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام ہو۔

(۳) مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: **جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا.** اور **مَا جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا.**

(۴) مستثنیٰ **خَلاَ** اور **عَدَا** کے بعد اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔ جیسے:

جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلاَ زَیْدًا، جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا.

(۵) **مَا خَلاَ، مَا عَدَا، لَیْسَ** اور **لاَ یَکُوْنُ** کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔

جیسے: **جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ مَا خَلاَ زَیْدًا وَ مَا عَدَا زَیْدًا وَ لَیْسَ زَیْدًا وَ لاَ یَکُوْنُ زَیْدًا.**

(۲) دوسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ **إِلَّا** کے بعد کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو، پس اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ مستثنیٰ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ اور دوم یہ کہ مستثنیٰ اپنے ماقبل یعنی مستثنیٰ منہٗ سے بدل ہو، یعنی جو اعراب مستثنیٰ منہٗ پر ہو وہی اعراب مستثنیٰ پر ہو۔ جیسے: **مَا جَآءَ نِیْ أَحَدٌ إِلَّا زَیْدًا وَ إِلَّا زَیْدٌ، مَا ضَرَبْتُ أَحَدًا إِلَّا**

زَیْدًا دونوں وجہوں پر، اور مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ إِلَّا زَیْدًا وَ إِلَّا زَیْدٍ وَ إِلَّا بِزَیْدٍ

(۳) تیسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرّغ ہو، یعنی مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو، اور مستثنیٰ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ بـاِلَّا کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلے گا۔ جیسے: مَا جَآءَ نِیْ إِلَّا زَیْدٌ وَ مَا رَأَیْتُ إِلَّا زَیْدًا وَ مَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَیْدٍ.

مستثنیٰ مفرّغ کی وجہ تسمیہ : یہاں مفرّغ بمعنی مفرّغ لہٗ ہے، یعنی جس کے لیے فارغ کیا گیا ہو، اس صورت میں چونکہ مستثنیٰ منہٗ کو حذف کر کے مستثنیٰ کے لیے عامل کو فارغ کیا جاتا ہے اس لیے اس کو مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں۔

(۴) چوتھی قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظِ غَیْرُ، سِوٰی اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ ان صورتوں میں مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر علماء کے مذہب پر حَاشَا کے بعد بھی مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ اور بعض علماء نے حَاشَا کے بعد نصب بھی جائز رکھا ہے۔ جیسے: جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَ سِوٰی زَیْدٍ وَ سِوَاءَ زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدًا.

لفظِ غَیْرُ کا اعراب:

جاننا چاہیے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں لفظِ غَیْرُ کا اعراب مستثنیٰ بِاِلَّا کے اعراب کی طرح ہوگا:

(۱) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ موجب (تام) میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ.

(۲) لفظِ غَیْرُ کے بعد مستثنیٰ منقطع ہو تو لفظِ غَیْرُ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ.

(۳) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں مستثنیٰ منہٗ پر مقدم ہو تو لفظِ غَیْرُ

منصوب ہوگا۔ جیسے: مَا جَآءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ، یا جیسے: مَا جَآءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ أَحَدٌ.

(۴) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو تو لفظِ غَیْرُ میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے ماقبل سے بدل ہو۔ جیسے: مَا جَآءَ نِیْ أَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ اور غَیْرُ زَیْدٍ.

(۵) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو تو لفظِ غَیْرُ کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلے گا۔ جیسے: مَا جَآءَ نِیْ غَیْرُ زَیْدٍ وَ مَا رَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ وَ مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ.

جاننا چاہیے کہ لفظِ غَیْرُ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے، لیکن کبھی کبھی استثناء کے لیے آتا ہے۔ جیسے لفظِ إِلَّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی صفت میں مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا“ میں إِلَّا اللّٰه بمعنی غَیْرُ اللّٰهِ صفت کے لیے مستعمل ہے نہ کہ استثناء کے لیے۔

اسی طرح کلمۂ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں بھی إِلَّا اللّٰهُ بمعنی غَیْرُ اللّٰه صفت کے لیے مستعمل ہے نہ کہ استثناء کے لیے۔

الحمد للہ، بحثِ مستثنیٰ تمام ہوئی۔

مشق: (۳۴)

امثلۂ ذیل میں مستثنیٰ کی قسمیں اور اس کا اعراب بتا کر ترجمہ و ترکیب کرو!

سَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ إِلَّا إِبْلِیْسَ، إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلٰی قَوْمٍ مُجْرِمِیْنَ إِلَّا اٰلَ لُوْطٍ، فَأَنْجَیْنَاهُ وَ أَهْلَهٗ إِلَّا امْرَأَتَهٗ، مَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَخْرِجُوْا اٰلَ لُوْطٍ

مِنْ قَرْيَتِكُمْ، فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَ قُرْاٰنٌ مُبِيْنٌ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، لَا رَجُلَ فِيْ الدَّارِ إِلَّا زَيْدٌ، فَلَبِثَ فِيْهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا.

حكاية : كان إبراهيم بن أدهم يحفظ كرما، فمرّ به جندي، فقال : أعطنا من هٰذا العنب، فقال : ما أمرنى بهٖ صاحبه، فأخذ يضربه بسوطه، فطأطأ رأسه، و قال : اضرب رأسا عصى اللّٰه، فاعجز الرجل و مضى.

حكاية : سمعت الجنيد يقول : دخلت يوما على السري و هو يبكى، فقلت له : و ما يبكيك ؟ فقال : جاء تنى البارحة صبية، فقالت : يا أبى ! هٰذه ليلة حارة، و هٰذا الكوز أعلقه هنا، ثم غلبتنى عيناي، فنمت، فرأيت جارية حسناء قد نزلت من السماء فقلت لمن أنت؟ فقالت : أنا لمن لا يشرب الماء المبرد فى الكيزان، فتناولت الكوز، فضربت به الأرض، فكسرته.

حكاية : مر بشر ببعض الناس، فقالوا : هٰذَا الرجل لا ينام الليل كله، و لا يفطر إلا فى كل ثلاثة أيام مرة، فبكى بشر، فقيل له : لم تبكى ؟ فقال : إنى لا أذكر أنى سهرت ليلة كاملة و لا أنى صمت يوما لم أفطر من ليلته.

حكاية : سئل أبو يزيد : بأي شيء وجدت المعرفة ؟ فقال : ببطن جائع و بدن عار.

حكاية : سمعت حاتما الأصم يقول : ما من صباح إلا والشيطان

يقول لى : ما ذا تأكل ؟ و ما ذا تلبس ؟ و أين تسكن ؟ فأقول : اٰكل الموت، و ألبس الكفن، و أسكن القبر.

حكاية : حكي عن حاتم الأصم أنه قال : كنت فى بعض الغزوات، فأخذنى تركي، فأضجعنى للذبح، فلم يشتغل به قلبى، بل كنت أنظر ما ذا يحكم اللّٰه بيننا، فبينما هو يطلب السكين من خفه، أصابه سهم، فقتله، و طرحه عنى، فقمت سالما.

حكاية : كان الجنيد يدخل كل يوم حانوته، و يسبل الستر، ويصلى أربع مأة ركعة، ثم يعود إلى بيته.

حكاية : مات صديق لحمدون و هو عند رأسه، فلما مات، أطفأ حمدون السراج، فقالوا له : فى مثل هٰذا الوقت يزاد فى السراج الدهن، فقال لهم : إلى هٰذا الوقت كان الدهن له، و من هٰذا الوقت صار الدهن للورثة.

حكاية : كان أبو الحسين النورى يخرج كل يوم من داره، و يحمل الخبز معه ثم يتصدق به فى الطريق، و يدخل مسجدا يصلى فيه إلى قريب من الظهر، ثم يخرج، و يفتح باب حانوته و يصوم، فكان أهله يتوهمون أنه يأكل فى السوق، و أهل السوق يتوهمون أنه يأكل فى بيته، بقي على هٰذا عشرين سنة.

حكاية : قال أبو بكر الوراق : من أرضى الجوارح بالشهوات، غرس فى قلبه شجر الندامات.

حكاية : اجتاز الواسطى يوم جمعة بباب حانوتى قاصدا إلى

الجامع، فانقطع شسع نعله، فقلت : أيها الشيخ ! أتأذن لى أن أصلح نعلک؟ فقال : اصلح، فأصلحت شسعه، فقال : أ تدرى لم انقطع شسع نعلى؟ قلت : لا، قال : لأنى ما اغتسلت للجمعة، فقلت له : يا سيدى ! ههنا حمام تدخله، فقال : نعم، فأدخلته الحمام، فاغتسل.

نصائحِ متفرقہ وحکمِ مختلفہ

قال ذوالنون المصریؒ : لا تسكن الحكمة معدة مُلئت طعاما ، و قال : توبة العوام تكون من الذنوب ، و توبة الخواص تكون من الغفلة.

اتقوا فراسة المؤمن ، فإنه ينظر بنور اللّٰه، نعم الرفيق التوفيق، لسان الجاهل مالک لهٗ ، و لسان العاقل مملوک ، السامع للغيبة أحد المغتابين ، الدنيا و الآخرة ضرّتان ، إن أرضيت إحداهما أسخطت الأخرىٰ، شر العمىٰ عمىٰ القلب ، الناس أعداء لما جهلوا ، السعيد من وُعظ بغيره ، آفة العلم النسيان ، العشق داء لا يعرض إلا للقلوب الفارغة ، خير الأمور أوساطها ، إذا تم العقل نقص الكلام، سل المجرّب ، و لا تسئل الحكيم.